عمل مختصر اور جنت کا آسان راستہ

عمل مختصر اور جنت کا آسان راستہ

مکتبة محمدية
سلام کتب مارکیٹ، دکان نمبر ۱۴ بنوری ٹاؤن، کراچی
فون: ۰۳۳۳-۷۸۲۹۸۱۷

مکتبة المعارف
بنوری ٹاؤن، کراچی
فون: ۰۲۱-۳۴۱۲۷۵۵۳

مکتبة دارالعلوم کراتشي
جامعہ دارالعلوم کراچی، کورنگی انڈسٹریل ایریا، کراچی
فون: ۰۲۱-۳۵۰۴۲۲۸۰

ادارة المعارف کراتشي
جامعہ دارالعلوم کراچی، کورنگی انڈسٹریل ایریا، کراچی
فون: ۰۲۱-۳۵۰۴۲۲۸۰

IDARA-TUN-NOOR
Shop # 23, Plot # 672/4, G.R.E
Anwar Mansion, Binnori Town
Karachi. Ph: +92-21-34914596
Email:idaratunnoor@gmail.com

مکتبہ دارالبلاغ
ایڈریس: جامعہ دارالعلوم کراچی، کورنگی انڈسٹریل ایریا، کراچی
فون: ۰۳۲۲-۲۱۲۲۴۱۴

DESIGN BY
R-Design +92 334 2011 343

عمل مختصر اور جنت کا آسان راستہ

محمد عظیم قریشی

مکتبۃ دار البلاغ
کراچی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

۱۔ حضور ﷺ کی ذات مبارکہ کے نام

قیامت کی اس ہنگامہ خیز گھڑی میں، جب ہر زبان پر نفسی نفسی ہو گا،
صرف ایک ذات کی زبانِ مقدس پر امتی امتی ہو گا۔
اسی ذاتِ اقدس ﷺ کے نام

۲۔ اپنے مرحومین والدہ محترمہ جنت بیگم اور اپنے والد محترم محمد سلیم قریشی کے نام

جن سب کی ذاتِ مقدسہ سے مجھے روشنی ملی

محمد عظیم قریشی
ہیوسٹن، امریکہ

فہرست

انتساب ۵
تقریظ ۱۲
پیش لفظ ۱۴
رائے گرامی ۱۸
ایک تعارفی منظر نامہ ۲۳
قرآنی آیات، اعداداور مساوی قرآن ترتیب ۳۰
قرآن کریم کی آیتوں کے فضائل ۳۲
قرآن کریم اور قرآنی آیات کے فضائل..... ۳۳
سورۃ الفاتحہ ۳۵
سورۃ البقرہ اور آل عمران ۳۶
آیۃ الکرسی ۳۸
سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھنے کا ثواب ۴۰
سورۃ الکہف ۴۴
سورۃ کہف کی آخری دس آیتیں ۴۶
سورہ الم سجدہ اور سورۃ تبارک الذی ۴۸
سورۃ یٰسین پڑھنے کا اجر ۶۰
سورۃ حشر ۷۰
سورۃ واقعہ پڑھنے کا اجر ۷۲
سورۃ القدر ۷۸
سورۃ العادیات ۸۲
سورۃ الھاکم التکاثر ۸۳
سورۃ معوذتین ۸۵
سید الاستغفار ۸۹
کفارہ مجلس کی دُعا ۹۰
بیمار پرسی کی دُعا ۹۲
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بچے کی دُعا کی درخواست ۹۲
عطاء خراسانیؒ کی دُعا ۹۳
سورۃ اخلاص ۹۴
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی دعائیں ۹۶
سورۃ فاتحہ کی برکت ۹۶
قرآنی دعائیں ۹۷
قرآن کریم کی مخصوص آیتوں کی تفسیر ۱۰۰
قرآن کریم کی سورتوں کی کچھ مخصوص آیتوں کی تفسیر ۱۰۱
عباد الرحمن ۱۰۱
خلاصہ تفسیر ۱۰۴
پہلا وصف ۱۰۵
دوسرا وصف ۱۰۵
تیسرا وصف ۱۰۵
چوتھا وصف ۱۰۶

پانچواں وصف..... ۱۰۷
چھٹا وصف..... ۱۰۷
ساتواں وصف..... ۱۰۷
آٹھویں اور نویں صفت..... ۱۰۸
دسویں صفت..... ۱۰۹
گیارہوں صفت..... ۱۱۰
بارہویں صفت..... ۱۱۰
تیرہویں صفت..... ۱۱۱
قرآن کریم کے وارثین..... ۱۱۴
خلاصہ تفسیر..... ۱۱۶
موضوع..... ۱۱۷
اپنے نفس پر ظلم کرنے والے..... ۱۱۸
بیج کی راس..... ۱۱۹
نیکیوں میں سبقت کرنے والے..... ۱۲۰
دنیاوی زندگی کے بعد کی زندگی کے بارے میں
قرآن و حدیث کی روشنی میں ہونے والے واقعات
اور آخری انجام کی کیفیت..... ۱۳۰
موت کی کیفیت اور عالمِ برزخ ۱۳۱
موت کے وقت اور موت کے بعد مومن کا اعزاز ۱۳۴
کافر کی ذلت..... ۱۳۶
مومن کا قبر میں نماز کا دھیان..... ۱۳۸
صدقہ جاریہ اور اولاد وغیرہ کی طرف سے استغفار کا نفع.. ۱۴۲
قبر کے عذاب..... ۱۴۴
قبر میں عذاب دینے والے اژدھے ۱۴۵
قبر میں عذاب کی وجہ سے میت کا چیخنا..... ۱۴۶
چغلی کرنے اور پیشاب سے نہ بچنے سے عذاب قبر
ہوتا ہے..... ۱۴۷
چند مخصوص کاموں پر مخصوص عذاب..... ۱۴۸
عذاب قبر سے محفوظ رہنے والے..... ۱۵۰
سورۃ الملک اور الم سجدہ پڑھنے والا..... ۱۵۱
شہادت کی اقسام..... ۱۵۳
شہید آخرت کا حکم..... ۱۵۴
راہِ خدا میں اپنی موت مرنا..... ۱۵۵
پیٹ کی بیماری سے موت آنا..... ۱۵۶
پانی میں ڈوبنے سے موت آنا..... ۱۵۶
بچے کی پیدائش کے وقت عورت کا فوت ہونا.... ۱۵۶
آگ میں جل کر فوت ہونا..... ۱۵۶
بیت المقدس کی خدمت کرتے ہوئے موت آنا.. ۱۵۷
لمبی بیماری میں رہ کر موت واقع ہونا..... ۱۵۷
اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جانا..... ۱۵۸
اپنی جان بچانے میں مارے جانا..... ۱۵۸
سواری سے گر کر مر جائے..... ۱۵۹
پردیسی جو وطن سے دور ہو کر مر جائے..... ۱۵۹
شہادت کی تمنا میں مر جائے..... ۱۵۹

جو اپنے دین کے پیچھے مارا جائے..... ۱۶۰
وہ لوگ جن سے خلق خدا امن میں رہی..... ۱۶۰
نفس کے ساتھ جہاد کرنے والا..... ۱۶۱
عشق مجازی میں عفت و پاکدامنی اختیار کرنے والا.. ۱۶۲
شہداء سے اللہ جل شانہ کا خطاب..... ۱۶۴
شہادت کی تکلیف چیونٹی کے کاٹنے کے برابر ہوتی ہے.. ۱۶۶
جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن مرنے والا..... ۱۶۷
رمضان میں مرنے والا..... ۱۶۷
فکر واعتبار..... ۱۶۸
میدانِ حشر قیامت کے دن کی کیفیت..... ۱۷۳
میدانِ حشر..... ۱۷۴
میدانِ حشر میں حاضرین کی مختلف حالتیں.... ۱۷۷
بھکاریوں کی حالت..... ۱۷۷
جس نے ایک بیوی کے ساتھ ناانصافی کی ہوگی... ۱۷۷
محشر میں پسینہ کی مصیبت..... ۱۷۷
جو قرآن شریف بھول گیا ہو..... ۱۷۸
قاتل و مقتول..... ۱۷۸
قاتل کی مدد کرنے والا..... ۱۷۸
بے نمازیوں کا حشر..... ۱۷۹
زکوٰۃ نہ دینے والا..... ۱۷۹
دوغلے کا حشر..... ۱۸۰
نماز کا حساب اور نوافل کا بڑا فائدہ..... ۱۸۳
بے حساب جنت میں جانے والے..... ۱۸۳
عزیز و اقارب کام نہ آئیں گے..... ۱۸۴
میدانِ حشر میں سرورِ کونین ﷺ کے مرتبہ عالیہ کا ظہور..... ۱۸۵
شفاعتِ کبریٰ۔ مقامِ محمود۔ اُمتِ محمدیہ ﷺ کی برتری. ۱۸۶
اُمتِ محمدیہ ﷺ کی پہچان..... ۱۸۸
حوضِ کوثر..... ۱۸۹
سب سے پہلے حوض پر پہنچنے والے..... ۱۹۰
حوضِ کوثر سے ہٹائے جانے والے..... ۱۹۱
اللہ رب العزت کے سامنے پیشی ۱۹۳
اقبالِ جرم سے انکار پر گواہوں کی ذریعہ اثباتِ جرم ۲۱۴
اعضاء بدن کی گواہی..... ۲۱۴
اعمال ناموں کی تقسیم..... ۲۱۵
اعمال کا وزن..... ۲۱۶
شفاعت..... ۲۱۹
شفاعت..... ۲۲۰
سید الانبیاء ﷺ کی شفاعت..... ۲۲۱
تنبیہ..... ۲۲۵
مومنین کی شفاعت..... ۲۲۶
مجاہد کی شفاعت..... ۲۲۷
حافظِ قرآن کی شفاعت..... ۲۲۷
تجلی ساق، پل صراط، تقسیم نور..... ۲۲۸

کفار و مشرکین اور منافقین کی بے پناہ مصیبت. ۲۲۸
نور کی تقسیم ۲۲۹
ساق کی تجلی ۲۳۰
تاجدارِ کونین ﷺ جنت کھلوائیں گے ۲۳۴
جنت اور دوزخ میں گروہ گروہ جائیں گے... ۲۳۵
کفار و مشرکین اور منافقین کی بے پناہ مصیبت.. ۲۳۵
جنت میں سب سے پہلے امتِ محمدیہ ﷺ داخل ہوگی ۲۳۷
مالدار حساب کی وجہ سے جنت میں جانے سے اٹکے رہیں گے ۲۳۷
دوزخ میں اکثر عورتیں ہوں گی ۲۳۸
دوزخ کے حالات ۲۳۹
عذاب کے مختلف طریقے ۲۴۳
بے عمل واعظوں کی سزا ۲۴۶
سونے چاندی کے برتن استعمال کرنے والوں کی سزا ۲۴۷
فوٹوگرافر کی سزا ۲۴۷
خودکشی کرنے والے کی سزا ۲۴۸
مغرور کی سزا ۲۴۹
ریاکار عابدوں کی سزا ۲۵۰
علم چھپانے والے کی سزا ۲۵۰
شراب یا نشہ والی چیز پینے کی سزا ۲۵۱
کیفیت داخلہ ۲۵۳
دوزخ سے بچنے کی دعائیں ۲۵۴
جنت کی نعمتیں ۲۵۵
اہل جنت کے برتن ۲۵۸
اہل جنت کی سواریاں ۲۵۸
اہل جنت کی آپس میں محبت ۲۵۹
جنتیوں کا لباس اور زیور ۲۵۹
اہل جنت کے تاج ۲۶۱
اہل جنت کے بچھونے ۲۶۲
ولدان اور غلمان ۲۶۴
جنت میں پاکیزہ بیویاں ۲۶۵
جنتی بیویوں کا حسن و جمال اور دیگر احوال ۲۶۶
حورعین ۲۶۹
حورعین کی ایک خاص دعا اور شوہروں سے ہمدردی ۲۷۱
جنت کا بازار جس میں دیدارِ الٰہی ہوگا ۲۷۳
جنت کی سب سے بڑی نعمت دیدارِ الٰہی ۲۷۶
کیا کوئی جنت کے لیے تیاری کرنے والا ہے.... ۲۷۹
توبہ کرلو اب بھی وقت ہے ۲۸۲
دعا برائے حقوق العباد ۲۸۴
حقوق اللہ ۲۸۵
حقوق العباد ۲۸۵
فائدہ ۲۹۰
دعا نمبر۱ ..... ۲۹۱
دعا نمبر۲ ..... ۲۹۲
دعا نمبر۳ ..... ۲۹۲

عمل مختصر اور جنت کا آسان راستہ..... ۲۹۳
ایمان کی بنیادیں اور فرائض..... ۲۹۴
نماز نہ پڑھنا..... ۲۹۶
حکایت..... ۲۹۹
حکایت..... ۳۰۰
زکوٰۃ نہ دینا..... ۳۰۱
حکایت..... ۳۰۳
بنا کسی عذر کے رمضان کے روزے نہ رکھنا. ۳۰۵
قدرت کے باوجود حج نہ کرنا..... ۳۰۶
والدین کی نافرمانی..... ۳۰۸
حکایت..... ۳۱۴
رشتہ داروں سے بدسلوکی کرنا..... ۳۱۸
حکایت..... ۳۲۰
پاک اور حلال رزق..... ۳۲۱
اسلام کی جامعیت اور بدعت کی مذمت اور مضرت ۳۲۲
گناہ کبیرہ..... ۳۲۴
مندرجہ ذیل عمل بھی گناہ کبیرہ کے زمرے میں آتے ہیں..... ۳۲۸
گھر سے باہر نکلتے وقت تین مرتبہ دعا پڑھیں.. ۳۳۱
گاڑی میں بیٹھنے کے بعد پڑھنے کی دعا..... ۳۳۱
منزل پر پہنچنے کی دعا..... ۳۳۱
راستے میں بجائے فون استعمال کرنے کے:.. ۳۳۱
واپسی میں گھر میں داخل ہوتے وقت..... ۳۳۲
کھانا کھانے کے بعد دعا پڑھیں..... ۳۳۲
پانی پینے کی سنتیں..... ۳۳۳
بیت الخلاء جانے کی دعا..... ۳۳۳
مسواک کے فائدے..... ۳۳۴
فرض نماز کے بعد آیت الکرسی کا پڑھنا.... ۳۳۴
نماز فجر اور مغرب کے بعد پڑھنے کی دوچیزیں ۳۳۵
اوابین کی نماز..... ۳۳۶
صلوۃ التسبیح..... ۳۳۶
جسم کے ہر جوڑ کی جانب سے صدقہ..... ۳۳۷
ساری رات جاگ کر عبادت کرنے کا ثواب. ۳۳۸
تہجد کی نماز..... ۳۳۹
دس مرتبہ قرآن شریف پڑھنے کا ثواب..... ۳۳۹
رات کو پڑھنے کی چیزیں..... ۳۴۱
صبح کو پڑھنے کی چیز..... ۳۴۲
درود شریف..... ۳۴۳
حج نہ کرنے والوں کے لیے ۹ ذی الحج کا روزہ رکھنا ۳۴۴
یوم عاشورہ کا روزہ رکھنا..... ۳۴۵
حدیثِ اول..... ۳۴۶
حدیثِ دوم..... ۳۴۶

حدیثِ سوم..... ۳۴۶
وضو کرنا..... ۳۴۶
وضو کے بعد استغفار کرنا..... ۳۴۸
تحیۃ الوضوء..... ۳۴۹
تحیۃ المسجد..... ۳۵۰
جنت کی قیمت..... ۳۵۱
نماز..... ۳۵۵
روزے..... ۳۵۵
حج..... ۳۵۵
زکوٰۃ..... ۳۵۵
نماز پڑھنے اور مسجد کے آداب..... ۳۶۳
نماز پڑھنے کی ہدایت..... ۳۶۳
وضو کرنا..... ۳۶۵
وضو کا طریقہ..... ۳۶۵
وضو کے بعد کی دعائیں..... ۳۶۷
دوسری دعا وضو کے بعد استغفار کرنا..... ۳۶۷
وضو کے دوران مسواک کرنے کے فوائد... ۳۶۸
مسواک..... ۳۶۸
غسل کا طریقہ..... ۳۶۹
غسل کی نیت..... ۳۶۹
تیمم کا طریقہ..... ۳۷۰
مختلف نمازیں اور ان کی رکعتیں..... ۳۷۰
نفل نمازیں..... ۳۷۱
قصر: ۴۸ میل یا زیادہ کا سفر اور ۱۵ دن سے کم قیام..... ۳۷۱
نماز پڑھنے کا طریقہ..... ۳۷۲
ثناء..... ۳۷۳
تعوذ..... ۳۷۳
تسمیہ..... ۳۷۳
سورۃ فاتحہ یا الحمد شریف..... ۳۷۳
تشہد یا التحیات..... ۳۷۵
درود شریف..... ۳۷۶
درود شریف کے بعد کی دُعا..... ۳۷۶
سلام..... ۳۷۷
نماز کے بعد کی دُعا..... ۳۷۷
دُعا قنوت..... ۳۷۸
آدابِ نماز..... ۳۷۹
خلاصہ تفسیر..... ۳۸۱
نماز کے فرائض..... ۳۸۳
واجبات نماز..... ۳۸۴
مفسداتِ نماز..... ۳۸۴
نماز کی سنتیں..... ۳۸۵
نماز کے مستحبات..... ۳۸۶
مکروہات نماز..... ۳۸۸
سجدہ سہو..... ۳۸۹
آدابِ مسجد..... ۳۹۰
کسی نمازی کے آگے سے گذرنا..... ۳۹۳
نماز کے بعد پڑھنے کے اذکار..... ۳۹۴

تقریظ

حضرت مفتی عبدالمنان صاحب دامت برکاتہم

دارالافتاء دارالعلوم کورنگی کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، أما بعد:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ دنیا اس لیے پیدا فرمائی ہے کہ اس کے بندے یہاں رہ کر نیک اعمال کریں اور اپنی آخرت کا سامان کریں اور ایسے کام کریں جن سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی حاصل ہو ، لیکن ہم لوگ دنیا اور اس کے حصول کی کوششوں میں لگ کر آخرت سے غافل ہورہے ہیں، ہماری صبح سے شام تک کی زندگی اپنی دنیا کو بہتر سے بہتر بنانے میں گزررہی ہے، بہت کم لوگ ایسے ہیں جو آخرت کو سنوارنے میں مصروفِ عمل ہوں، حالانکہ یہ بات طے شدہ ہے جس سے آج تک کسی دہریہ نے بھی انکار نہیں کیا کہ ایک دن اس دنیا سے جانا ہے اور جانے کا وقت بھی مقرر ہے، مگر کسی کو معلوم نہیں کہ کب بلاوا آجائے؟

اسلام نے آخرت کو بہتر بنانے کے جو طریقے بتائے ہیں وہ درحقیقت کچھ مشکل نہیں، بلکہ اگر ان کو اختیار کیا جائے تو دنیا بھی پرسکون ہوجاتی ہے، لیکن ذہنوں میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا ایک مشکل کام ہے جس کے لیے اپنے بہت سارے دنیاوی مفادات، بہت سی لذتیں اور بہت سا عیش وآرام قربان کرنا پڑتا ہے، نتیجہ یہ کہ اکثر لوگ اس مشکل کا تصور کرکے اس راہ پر قدم چلنا شروع نہیں کرتے۔ اسلامی تعلیمات واحکام میں سے کچھ تو ایسے ہیں جن پر عمل کرنے میں کچھ محنت کرنی پڑتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے بہت سے ایسے اعمال بتائے ہیں جن پر عمل کرنے میں نہ کوئی خاص محنت کرنی پڑتی ہے، نہ بہت وقت صرف ہوتا ہے نہ پیسے خرچ ہوتے ہیں، مگر ان کو معمول بنانے سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی وخوشنودی اور بہت بڑا اجروثواب ملتا ہے۔

محترم جناب محمد عظیم قریشی صاحب نے اس موضوع پر ایک قابل قدر مجموعہ "عمل مختصر اور جنت کا آسان راستہ" کے عنوان سے مرتب فرمایا ہے، جس میں موصوف نے درج ذیل موضوعات پر بہت عمدہ اور مدلل روشنی ڈالی ہے۔

موضوعات

۱:... متعدد قرآنی سورتیں، خواص وفضائل

۲:... چند منتخب آیات کی تفسیر

۳:... عالم برزخ وعالم آخرت کے حالات

۴:... شہید کے فضائل

۵:... میدانِ محشر کے حالات

۶:... جنت کے حالات

۷:... دوزخ کے حالات

۸:... مسنون دعائیں برائے حقوق العباد

۹:... عمل مختصر اور جنت کا آسان راستہ

۱۰:... صغیرہ وکبیرہ گناہوں کی فہرست

۱۱:... نماز اور مسجد کے آداب

اس کتاب کا مطالعہ کرنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیمات پر عمل اور جنت کا حصول کچھ مشکل نہیں، بس ہمت کی ضرورت ہے، موصوف کی یہ تالیف بہت عمدہ اور اچھی ہے، اس کتاب کو پڑھنے سے ان شاء اللہ! اسلامی تعلیمات پر عمل کا جذبہ پیدا ہوگا اور آخرت کی تیاری میں اس کتاب کا مطالعہ معین اور مددگار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس خدمت کو شرفِ قبول عطا فرمائے اور مؤلف کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور تمام مسلمین مسلمات کے لیے نافع بنائے اور موصوف کو مزید خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

دعاؤں کا محتاج

عبدالمنان

احقر (مفتی) عبدالمنان سیالکوٹی عفااللہ عنہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۱-۴-۱۴۳۸ھ

۱۰-۱-۲۰۱۷ء

پیش لفظ

زیر نظر کتاب "عمل مختصر اور جنت کا آسان راستہ" میں مندرجہ ذیل عنوانات پر مضامین دیئے گئے ہیں:

الف :... قرآن کریم کی آیتوں کے فضائل

ب :... قرآن کریم کی سورتوں کی کچھ مخصوص آیتوں کی تفسیر:

ا:... سورۂ فرقان کی آیت نمبر:۶۳ سے آخری آیت تک کی تفسیر۔

۲:... سورۂ فاطر کی آیت نمبر:۲۹ سے آیت نمبر۳۷ تک کی تفسیر۔

ج:... اس دنیاوی زندگی کے بعد کی زندگی کے بارے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں ہونے والے واقعات اور آخری انجام کی کیفیت۔

اس مضمون کے لیے جس کتاب سے ماخوذ وحوالہ لیا گیا ہے وہ کتاب "مرنے کے بعد کیا ہو گا؟" مولانا محمد عاشق الٰہی صاحبؒ کی تصنیف ہے۔

د:... دعائیں برائے حقوق العباد پر مضمون۔

ہ:... عمل مختصر اور جنت کا آسان راستہ پر مضمون۔

و:... نماز کے اور مسجد کے آداب

الف :... قرآن کریم کی آیتوں کے فضائل:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے اللہ کی کتاب قرآن کریم کا ایک حرف پڑھا، اس کے لیے دس نیکیاں ہیں، اس کے علاوہ احادیث مبارکہ کے مطابق کچھ آیتوں کے مخصوص فضائل دیئے گئے ہیں، جن کا اس مضمون میں ذکر کیا گیا ہے، اور اس کے ساتھ وہ آیتیں اور سورتیں بھی ترجمہ کے ساتھ دی گئی ہیں، تاکہ ان کو گھر کے علاوہ سفر میں کہیں بھی لے جاکر پڑھا جاسکے، بعض سورتوں کے فضائل میں

یہ بھی ذکر ہے کہ یہ دو مرتبہ یا تین مرتبہ یا چار مرتبہ پڑھنے پر ایک قرآن مجید پڑھنے کے برابر ثواب ملتا ہے اور وہ چھوٹی سورتیں ہیں، وہ سورتیں بھی ان میں شامل ہیں، اور ان کی فہرست دی گئی ہے، وہ سورتیں پندرہ سے بیس منٹ میں پڑھی جاسکتی ہیں، جن کا ثواب دس مرتبہ قرآن شریف پڑھنے کے برابر بنتا ہے، یہ پڑھنے کے بعد اپنے مرحومین کے لیے بھی ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے، اور ان شاء اللہ! پڑھنے والے کو بھی ثواب ملے گا۔

قرآن شریف کی بعض سورتوں اور آیتوں کے فضائل میں ذکر ہے کہ ان کو مخصوص اوقات میں پڑھنے پر قبر میں اور قیامت میں پڑھنے والے پر کیا فضائل حاصل ہوں گے، اس کے بارے میں دیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ قرآن شریف تھوڑا تھوڑا روزانہ پڑھنے کا معمول بنالینا چاہیے، اگر روزانہ ربع پارہ پڑھنے کا معمول بنالیں تو چار ماہ میں پورا قرآن شریف پڑھاجاسکتا ہے، دعا کرکے پھر قرآن شریف شروع سے شروع کردیں اور اس کا ترجمہ بھی سمجھ کر پڑھیں، ہمارے اوپر قرآن شریف سے متعلق پانچ فرائض ہیں:

۱۔ قرآن شریف صحیح طریقہ سے پڑھنا سیکھنا۔

۲۔ قرآن شریف کی تلاوت کرنا اور اس کو یاد کرنا۔

۳۔ قرآن شریف کے معنی اور تفسیر پڑھنا اور سمجھنا۔(کسی مستند عالمِ دین کی نگرانی میں)

۴۔ قرآن شریف کے احکامات پر عمل کرنا۔

۵۔ قرآن شریف کو اپنے گھر والوں ، رشتہ داروں اور جاننے والے مسلمانوں کو تعلیم دینا اور تشریح کرنا۔(اس کے لئے عالمِ دین ہونا ضروری ہے)

ب:... ۱- قرآن شریف کی سورۂ فرقان کی آیت نمبر۶۳ سے آیت نمبر ۷۷ تک تفسیر دی گئی ہے، ویسے تو پورا قرآن نور وہدایت کا خزانہ ہے، ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان بندوں کا ذکر فرمایا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی بتائی صفات پر عمل کرکے زندگی کے تھوڑے عرصہ میں جنت میں بہترین مقام ہمیشہ کے لیے حاصل کرسکتے ہیں، ان آیتوں کی تفصیل جنت کے راستے کو مختصر اور آسان بناسکتی ہے، بشرطیکہ اس پر عمل کیا جائے۔

ب:... ۲- قرآن شریف کی سورۂ فاطر کی آیت نمبر :۲۹ سے آیت نمبر:۳۷ تک کی تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کتاب کا وارث چنا ہے،

اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تین طبقوں میں تقسیم کرتا ہے، اور ان سب کا کیا انجام ہوتا ہے، تفسیر سے واضح ہے۔

ج:... یہ بہتر معلوم ہوا کہ کچھ حالات قرآن وحدیث کی روشنی میں دیئے جائیں کہ ہر ایک کے ساتھ اس زندگی کے بعد کیا ہونے والا ہے۔

ج:۱- موت کے وقت کی کیفیت

ج: ۲- قبر اور عالم برزخ کی کیفیت

ج: ۳- شہادت کی اقسام

ج: ۴- میدانِ حشر (قیامت کے دن کی کیفیت)

ج: ۵- شفاعت کبریٰ

ج: ۶- حوضِ کوثر

ج: ۷- اللہ رب العزت کے سامنے پیشی

ج: ۸- اعمال ناموں کی تقسیم

ج: ۹- اعمال کا وزن

ج: ۱۰- شفاعتِ صغریٰ

ج: ۱۱- پل صراط پر سے گزرنا

ج: ۱۲- دوزخ کے حالات

ج: ۱۳- جنت کی نعمتیں

د:... دعائیں برائے حقوق العباد کا مضمون اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب گناہ معاف کرسکتا ہے، سوائے ان گناہوں اور زیادتیوں کے جو دنیا میں بندوں کے ساتھ کی گئی ہیں، اس کے لیے کچھ دعائیں اور طریقے دیئے ہیں کہ کس طرح ان گناہوں کو بندوں اور اللہ تعالیٰ سے دعاؤں کے ذریعہ معاف کرایا جائے۔

ہ:... عمل مختصر اور جنت کا آسان راستہ پر مضمون اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ اسلام کا بنیادی پختہ عقیدہ رکھنے کے ساتھ ساتھ اسلام کے بنیادی فرائض نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ پر پابندی کے ساتھ عمل کرنا اور سب لوگوں کے ساتھ

بہترین سلوک کرتے ہوئے کچھ مختصر ایسے کام ہیں جن پر عمل کرنے سے ہر شخص نہ صرف یہ کہ وہ جنت کے راستے پر گامزن ہوجائے گا، بلکہ یہ راستہ اس کے لیے آسان ہوجائے اور ساتھ ساتھ یہ کہ اس راستہ پر قائم رہنے کے لیے آپ کو کونسی باتیں چھوڑنی ہیں اور کیا کام کرنے ہیں، یہ سب تفصیلات اس مضمون میں ہیں۔

نماز اور مسجد کے آداب:

اسلام میں داخل ہونے کے بعد کلمہ طیبہ کو دل سے تسلیم کرنے کے بعد پہلا جو عمل فرض ہے وہ نماز ہے، قیامت میں بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے سب سے پہلے اسی کا حساب ہوگا، صحیح طریقہ سے اس کو ادا کرنے کے اور مسجد کے مسلمانوں کے لیے کیا آداب ہیں۔ ان کا جاننا بھی ضروری ہے اور ان پر عمل کرنا بھی ضروری ہے، یہ مضمون ان دونوں چیزوں کے آداب کا ذکر کرتا ہے، ان پر عمل کرکے ہی آپ زیادہ درجات لے سکیں گے۔

یہ سب مضامین پڑھنے اور ان کے مطابق زندگی گزارنے کا عمل نہایت مختصر ہے اور اس سے جنت کا راستہ نہایت واضح اور آسان ہوجاتا ہے۔ اس کتاب کے مضامین کو بتانے میں اور ترتیب دینے میں مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب بانی دارالعلوم ٹیکساس کی رہنمائی شامل رہی ہے۔ میرے دونوں صاحبزادوں محمد آصف قریشی اور محمد فہد قریشی کی کمپیوٹر سے متعلق کاموں میں مجھے بہت مدد ملی ہے اور اس مواد کو کتابی شکل میں ڈھالنے کے لیے میں جناب خالد محمود صاحب مدیر مکتبہ دارالبلاغ کراچی کا بہت ممنون ہوں کہ ان کی کاوشوں سے یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں پہنچی ہے، برائے مہربانی آپ ہم سب کو اور ہمارے خاندان کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں۔

محمد عظیم قریشی

طالب علم

دارالعلوم ٹیکساس

ہیوسٹن، امریکہ

یکم ربیع الاول ۱۴۳۷ھ

رائے گرامی

مولانا مفتی ڈاکٹر عبد الواحد صاحب

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے کرہ ارض پر تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے، اس لئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہرگز نہیں چاہتے کہ اس کی اشرف المخلوقات (انسان) جہنم کا ایندھن بنے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے نظام قدرت کے تحت بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت کے لئے وقتاً فوقتاً ہر قوم کے لئے نبی اور رسول مبعوث فرمائے، تاکہ وہ اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور احکام بتا کر دنیا و آخرت کی کامیابی کا راستہ بتائیں، آخر میں سید الرسل محمد رسول اللہ ﷺ صرف ایک قوم کے لئے نہیں بلکہ پوری دنیا کے جن و انس کے لئے مبعوث کئے گئے، اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت قیامت تک کے جن و انس کے لئے ہے۔ آقائے نامدار ﷺ کو جو شریعت دی گئی ، یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔

جن عقائد و عبادات کے ساتھ ساتھ حسنِ معاشرت کا نہایت خوبصورتی کے ساتھ درس دیتی ہے، اور حضور ﷺ کی مبارک ہستی زندگی کے ہر پہلو کی جامع اور مظہر ہے کہ آپ ﷺ کے ارشادات عالیہ عبادات کے ساتھ ساتھ اخلاق حسنہ اور آداب زندگی کی تعلیم کو بھی محیط ہیں، حضور اقدس ﷺ نے اپنی امت کی دنیا و آخرت کی کامیابی کے لئے ہر طرح کی رہنمائی فرمائی۔ قرآن، عقائد، احکام و مسائل اور فضائل کی تعلیم دی، تاکہ میری امت دنیا میں بھی بہترین قوم اور بہترین معاشرہ بن کر زندگی گزارے، اور آخرت کی بھی تمام بلندیوں کو کامیابی کے ساتھ حاصل کرے، اس کے

ساتھ ساتھ آقائے نامدار ﷺ نے اپنی امت کو اس بات کی بھی تعلیم دی کہ انسان کا دل ہمیشہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یاد میں لگا رہے،اور کسی لمحہ بھی انسانی دل اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی کی یاد سے غافل نہ ہو تاکہ انسان اپنے دل و دماغ میں سکون اور اطمینان بھی حاصل کرے، اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کے اعلیٰ درجات بھی حاصل کرے۔

چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۔(سورۃ رعد:آیت۲۸)

ترجمہ: صرف اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو چین ملتا ہے۔

رب کریم ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۔(سورۃ البقرۃ:۱۵۲)

ترجمہ: پس تم میری یاد کرو(میرا ذکر کرو) میں تمہیں یاد رکھوں گا، اور میرا شکر ادا کرتے رہو، اور ناشکری نہ کرو۔

پھر ایک جگہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۔(سورۃ ال عمران:۴۱)

ترجمہ:اور کثرت سے اپنے رب کو یاد کیا کیجئے، اور صبح شام تسبیح کیا کیجئے۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۔(سورۃ الاعراف:۱۸۰)

ترجمہ: اللہ ہی کے واسطے ہیں اچھے اچھے نام، پس ان کے ساتھ اللہ کو پکارا کرو۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جدائی کے وقت آخری گفتگو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی وہ یہ تھی کہ:

میں نے دریافت کیا کہ سب اعمال میں محبوب ترین عمل اللہ کے نزدیک کیا ہے؟

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس حال میں تیری موت ہو، کہ تو اللہ کے ذکر میں رطب اللسان ہو۔" (۱)

ایک اور موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا:

"کہ کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے، اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ، اور تمہارے درجوں کو بہت زیادہ بلند کرنے والی، اور سونے چاندی کو (اللہ کے راستے) میں خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر اور تم دشمنوں کو قتل کرو، وہ تم کو قتل کریں، اس سے بھی بڑھی ہوئی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ضرور بتائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے۔"

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! احکام تو شریعت کے بہت سے ہیں ہی، مجھے ایک چیز کوئی ایسی بتا دیجئے جس کو میں اپنا دستور اور اپنا مشغلہ بنا لوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ذکر سے تو ہر وقت رطب اللسان رہے۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں جہاں انسانی زندگی کے لئے پورا ضابطہ حیات انفرادی اور اجتماعی طور پر ذکر و مرتب ہوا ہے، وہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور آقائے دو جہاں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر اللہ کو بہت ہی اہمیت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، جیساکہ اوپر قرآن مجید فرقان حمید اور احادیث رسول

---

(۱) "جدائی کے وقت" کا مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اہل یمن کی تبلیغ و تعلیم کے لئے یمن کا امیر بنا کر بھیجا تھا، اس رخصت کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ وصیتیں بھی فرمائی تھیں، اور انہوں نے بھی کچھ سوالات کئے تھے۔

اللہ ﷺ میں دیکھا جاسکتا ہے، اور اسی اہمیت کے پیش نظر اور فکر آخرت کو سامنے رکھتے ہوئے ہمارے محترم بزرگ و ساتھی جناب محمد عظیم قریشی صاحب نے "عمل مختصر اور جنت کا آسان راستہ" کے زیر عنوان آپ کے ہاتھوں میں موجود اس گرانقدر کتاب کو تالیف و تدوین کیا ہے، جو اس عنوان و موضوع سے متعلق ایک بہترین کاوش ہے، جس میں ایسی آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ میں مذکورہ ایسی مسنون دعاؤں کو قلمبند کیا گیا ہے، جن کو پڑھنے سے مسلمان مرد و خواتین اور بچے بچیاں اپنے لئے نہ ختم ہونے والا توشۂ آخرت تیار کرسکتے ہیں، جو قیامت کے روز کام آنے والا ہے، اور جو قبر کی وحشت اور اندھیرے میں نور ہوگا۔

یہ کتاب "عمل مختصر اور جنت کا آسان راستہ" ایک بہترین مجموعہ ہے جو کتاب و سنت کے نگینوں سے مرقع ایک انگشتری اور قرآن و حدیث کے گلہائے رنگا رنگ سے سجا ایک گلدستہ ہے، جس کو تھوڑے سے وقت میں پڑھ کر مسلمان خود کو اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں میں شمار کرواسکتا ہے۔

ماشاء اللہ موصوف نے یہ مجموعہ بڑی محنت اور نہایت عمدہ اور احسن طریقے سے تیار کیا ہے، موصوف ہمارے دارالعلوم ٹیکسس میں عالم کا کورس کررہے ہیں، بڑی لگن، محنت اور پابندی کے ساتھ عالم کورس کی کُتُب بندہ سے پڑھ رہے ہیں، اس وقت ان کی عمر ۷۵ سال ہے۔

ماشاء اللہ عالم کورس کرنے کا شوق جوانوں سے بھی بڑھ کرہے، جو ہر عمر کے مسلمان مرد و عورت کے لئے ایک بہترین مثال ہے۔ ایک دن محمد عظیم قریشی صاحب میرے پاس آئے اور کہا کہ میری عمر بیت چکی ہے، دل میں شوق ہے کہ عالم بن جاؤں، لیکن معلوم نہیں کہ پورا بھی ہوسکے گا یا نہیں، بندہ نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر شروع کردیں، اس کی تکمیل اللہ تعالیٰ پر

چھوڑ دیں، اگر اللہ تعالیٰ نے اتنی زندگی عطاء کردی کہ پورا کورس مکمل ہوجائے تو الحمد للہ، اور اگر اسی حالت میں موت آگئی تو مجھے اُمید ہے کہ آخرت میں آپ علماء کی صف میں ہوں گے، بہرحال اب عالم کورس کے تین سال پورے کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی یہ عالم کورس پورا کرنے کی تمنا آسانی سے پوری ہوجائے۔

دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محمد عظیم قریشی صاحب کو عافیت کاملہ کے ساتھ عمر دراز نصیب فرمائیں، اور تمام شر و آفات اور فتن ظاہرہ و باطنہ سے حفاظت فرمانے کے ساتھ ساتھ مزید دینی و علمی خدمات کی توفیق عطاء فرمائیں، اور صدق و اخلاص اور اپنی رضاء کامل عطاء فرمائیں، اس تالیف کو اپنے فضل و کرم سے قبول فرماکر ان کے لئے اور ان کے اہل و عیال کے لئے ذریعہ نجات بنائیں، اور عوام و خواص میں اس تالیف کو مقبولیت عامہ عطاء فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

برحمتك یا ارحم الراحمین

بندہ عبدالواحد

خادم، دارالعلوم ٹیکسس

ہیوسٹن، امریکہ

۴ رجب المرجب سن ۱۴۳۷ھ

۲۲/اپریل سن ۲۰۱۶ء

کتاب کے مصنف
جناب محمد عظیم قریشی صاحب
اور
مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب
کا ایک تعارفی منظرنامہ، ایک نظر میں

صاحب کتاب جناب محمد عظیم قریشی صاحب کی پیدائش ہندوستان کے شہر آگرہ میں ۱۹ اکتوبر سن ۱۹۳۹ کو ہوئی، ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی ، اور بچپن کے کچھ سال وہیں گزارے، پاکستان وجود میں آنے کے بعد، والدین کے ساتھ ستمبر سن ۱۹۴۷ کو آگرہ سے بذریعہ ٹرین بمبئی اور بمبئی سے بذریعہ بحری جہاز کراچی آگئے، آگرہ کے اسٹیشن پر اور راستے میں جو سلوک مسلمانوں کے ساتھ دیکھا وہ اب تک نہیں بھلا پائے، جب کراچی آئے تو دیگر مہاجرین کی طرح ان کے پاس بھی کچھ نہ تھا، نامکمل ایک کمرہ کے اپارٹمنٹ میں رہائش ملی، کچھ عرصہ بعد ان کے والد صاحب کو ایک کمپنی میں ملازمت ملی، اوران کی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا ،یہ دو بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے، اوردل میں اچھی تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ لئے ہوئے تھے تاکہ والدین اور بہنوں کا سہارا بن سکیں، اس وجہ سے بی ایس سی کرنے کے بعد انجینئرنگ کالج میں داخلہ لیا،اور سن ۱۹۶۸ میں این ای ڈی انجینئرنگ کالج سے میکینیکل انجینئرنگ میں ڈگری حاصل کی۔

(۱) تعلیمی سلسلہ کے بعد چار سال کراچی الیکٹرک سپلائی کمپنی میں کام کیا۔

(۲) سات سال لیبیا بنغازی پاور ہاؤس میں انچارج کی حیثیت سے کام کیا۔ اس دوران لیبیا سے حج کرنے کی سعادت و عبادت کے لئے سعودی عرب چلے گئے، یہاں آکر حرم شریف اورآنحضرت ﷺ کا روضہ مبارک

اور مسجد نبوی ﷺ دیکھ کر سعودی عرب میں رہنے اور کام کرنے کی خواہش ہوئی، اور دعا کی، والد صاحب بھی ساتھ تھے، انہوں نے بھی دعا کی، لیبیا آنے کے بعد سعودی عرب ملازمت کے لئے درخواست بھیجی، اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا، اور درخواست منظور ہوگئی، اور مکہ مکرمہ کے پاور ہاؤس میں ملازمت سے سرفراز ہوئے۔

(۳) سن ۱۹۸۰ سے مکہ مکرمہ کے پاور ہاؤس میں کام شروع کردیا، حرم شریف میں، مسجد نبوی میں نمازیں پڑھنے کے مواقع اور سعادت ملی، والد صاحب مرحوم علیل رہنے لگے، والدین اور چھوٹی بہن کو سن ۱۹۸۳ میں عمرہ اور حج کے لئے بلایا، اور دوبارہ پھر سن ۱۹۸۵ میں والد صاحب کو عمرہ کے لئے بلایا، سن ۱۹۸۶ میں اچانک والدہ صاحبہ مرحومہ کا کراچی میں انتقال ہوگیا، اور کیونکہ ان کے والد صاحب پہلے ہی علیل رہتے تھے، لہٰذا اُن کی دیکھ بھال کے لئے اِن کو سعودی عرب سے ملازمت چھوڑ کر کراچی واپس آنا پڑا۔

(۴) کراچی میں پاکستان انجینئرنگ سروس لمیٹڈ میں جو کہ واپڈا کے کام کی دیکھ بھال کرتے تھے کنسلٹنگ انجینئر کی حیثیت سے کام کیا، اور والد صاحب کی دیکھ بھال بھی کی، یہ کمپنی والے ان کو کراچی سے باہر بھی بھیجتے رہتے تھے، جس کی وجہ سے یہ اپنے والد صاحب کی دیکھ بھال نہیں کرپاتے تھے، لہٰذا یہاں بھی دو سال کام کرنے کے بعد استعفیٰ دیدیا۔

(۵) کچھ عرصہ بعد پھر ان کو کراچی میونسپل کارپوریشن میں ڈائریکٹر سولڈ ویسٹ منیجمنٹ کی حیثیت سے ملازمت مل گئی،اس دوران پھر ان کے والد صاحب کی طبیعت زیادہ خراب رہنے لگی، لہٰذا ان کو جناح ہسپتال میں داخل کردیا گیا، وہاں ان کے والد صاحب پر فالج کا حملہ ہوا، دل کے عارضے کے پہلے ہی مریض تھے، پھر اُن کو لیاقت نیشنل ہسپتال میں داخل کیا گیا، کچھ دن علاج چلا مگر اُن کا وقت آگیا تھا، لہٰذا ان کے والد اس دنیا فانی سے کوچ کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۶) والد صاحب کے انتقال کے دو ماہ بعد ہی ان کو واپس مکہ مکرمہ پاورہاؤس سے سابقہ ملازمت پر بلا لیا گیا، پھر سن۲۰۰۱ تک انہوں نے مکہ مکرمہ میں ہی کام کیا، اس طرح کُل سترہ (۱۷) سال اللہ تعالیٰ نے انہیں مکہ مکرمہ میں خدمت کرنے کا موقع عطاء فرمایا۔ اس دوران سن۱۹۹۳میں انہیں اور ان کی فیملی کو امریکہ کی امیگریشن ملی، بیوی اور بچوں کو ہیوسٹن میں سیٹ کیا ، اور سال میں دو مرتبہ سعودیہ سے امریکہ گھروالوں سے ملنے آتے،اور پھر سن۲۰۰۱ میں سعودی عرب سے ریٹائر ہوکر ہیوسٹن میں بیوی بچوں کے پاس مستقل چلے آئے ۔

(۷) امریکہ آتے ہی انہیں اللہ کے فضل و کرم سے جنرل الیکٹرک کمپنی میں ملازمت مل گئی،اور یہاں پر سات سال کام کرنے کے بعد انہوں نے ریٹائرمنٹ لے لی، ان کے بچوں نے یہاں اعلیٰ تعلیم حاصل کی، اور اچھی ملازمت پر لگ گئے ۔ الحمد للہ انہیں بچپن ہی سے مساجد سے شغف رہا، لہٰذا ان کے محلہ میں ایک نئی مسجد کا اضافہ ہوا، اور اس میں دارالعلوم ٹیکسس بھی بنا ، جہاں بچوں کو قرآن شریف حفظ و ناظرہ اور درس نظامی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جس کے نگران مولانامفتی ڈاکٹر عبد الواحد صاحب ہیں۔

محترمی ڈاکٹر مولانا مفتی عبد الواحد صاحب وہ خوش نصیب شخصیت ہیں جنہوں نے پاکستان کے شہر سرگودھا کے ایک قصبہ دودہ میں سکھ مذہب سے تعلق رکھنے والے ایک گھرانے میں آنکھ کھولی، لیکن سولہ سال کی عمر میں دین اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہوکر اسلام کے سایہ عاطفت میں پناہ گزیں ہوئے، دین اسلام کو دل کی گہرائیوں سے قبول کرنے والے اس نومسلم کی تڑپ، سچی لگن، نمناک آنکھوں اور دل سوزی کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں کی ہوئی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ اب الحمد للہ ان کا گھرانہ، والدین اور بہن بھائی بھی ان کے ہاتھ پر کلمہ طیبہ پڑھ کر دین اسلام کی آغوش میں آچکے ہیں۔

نومسلم ڈاکٹر مولانا مفتی عبدالواحد صاحب قبول اسلام کے بعد اسلامی تعلیمات کے حصول کے لئے سرگرداں رہے، اور قرآن مجید کی حفظ و ناظرہ کی تعلیم اور درس نظامی کی ابتدائی دو سال کی تعلیم جامعہ نعمانیہ بھاگٹانوالہ (سرگودھا) میں حاصل کی، اور پھر درس نظامی کی مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد چلے آئے، یہاں سات سال علوم نبوت کا فیض حاصل کیا، اور سن ۲۰۰۰ء میں یہاں سے دورہ حدیث کی تکمیل کی، اسی سال اپنی جماعت کے چند دیگر طلباء کرام کے ساتھ کراچی آگئے، اور یہاں کی مشہور و عظیم علمی درسگاہ جامعہ دارالعلوم کراچی (کورنگی) میں داخلہ لے لیا، یہاں تخصص فی الدعوۃ والارشاد کا دوسالہ تخصص کورس سن ۲۰۰۲ء میں مکمل کرکے جامعہ دارالعلوم کراچی کے اکابر اساتذہ کرام کے دستِ

مبارک سے دستار فضیلت حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی، پھر سن ۲۰۰۳ء میں جامعہ دارالعلوم کراچی ہی میں شعبہ تخصص فی الافتاء (مفتی کورس) میں داخلہ لیا، اور اس کورس کے آخری تیسرے سال میں ایک مقالہ بعنوان ''فسخ نکاح شریعت اسلامیہ اور ملکی قوانین کے آئینہ میں'' لکھا، اس مقالہ کی تکمیل پر بھی آپ کو جامعہ دارالعلوم کراچی سے دستار فضیلت عطاء کی گئی۔

اور پھر سن ۲۰۰۴ء میں آپ نے جامعہ کراچی یونیورسٹی کے ایک شعبہ اسلامک فکیلٹی (معارف اسلامیہ) میں پی۔ایچ۔ڈی کے لئے داخلہ لیا اور پروفیسر ڈاکٹر خلیل الرحمٰن صاحب ڈائریکٹر شیخ زید اسلامک سینٹر کراچی کی زیر نگرانی اپنے تحقیقی اور علمی کام میں کامیابی حاصل کی۔

ان سارے علوم کی تحصیل کے دوران سن ۲۰۰۴ء کے اختتام پر آپ کی شادی ایک دین دار گھرانے کی نیک سیرت خاتون سے انجام پائی، جو خود بھی دینی علوم کی عالمہ فاضلہ ہیں، اس وقت مولانا مفتی عبد الواحد صاحب ہیوسٹن (امریکہ) میں دارالعلوم ٹیکسس کے بانی و مہتمم ہیں، ان کے زیر اہتمام وہاں کے بچے بچیوں کو حفظ و ناظرہ قرآن حکیم کی تعلیم اور عالم، عالمہ اور درسِ نظامی کی تعلیم دی جارہی ہے، اور مفتی صاحب ان بچوں کی دینی و روحانی تعلیم و تربیت کا فریضہ خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں، رب کریم ان کے علم و عمل اور عمر میں برکت عطاء فرمائے، اور ان کو اور ان کے اہل و عیال کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

اپنی ریٹائرمنٹ کے بعد دارالعلوم ٹیکسس میں اپنی دینی تعلیم کے حوالے سے صاحب تالیف کتاب ہٰذا جناب محمد عظیم قریشی صاحب اپنے بارے میں کہتے ہیں کہ:

''میں ریٹائر تو ہو ہی گیا تھا،اس لئے میں نے اس ادارے دارالعلوم ٹیکسس میں عالم کا کورس سن ۲۰۱۳ کے درمیان سے شروع کیا، جس کو حضرت مفتی صاحب خود پڑھاتے ہیں، اب تقریباً تین سال ہوگئے ہیں، اس دوران میں نے عربی زبان کی تعلیم حاصل کی، عربی گرامر، عربی بولنا، لکھنا اور پڑھنا سیکھا، قرآن شریف کی تفسیر پڑھی، قصص الانبیاء مکمل پڑھی، احادیث کی کتابیں پڑھیں، اب عقائد سے متعلق کتاب پڑھ رہا ہوں، اور ابھی بہت کچھ سیکھنا باقی ہے۔''

اپنے احساس کی کیفیت اور اپنی تالیف کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

''یہ بچپن سے ہی احساس تھا کہ آدمی اپنی زندگی کا ایک تہائی حصہ سونے میں گزارتا ہے، اور ایک تہائی حصہ ضروریات زندگی پورا کرنے کے لئے ملازمت کرنے میں گزارتا ہے،اور باقی ایک تہائی حصہ میں دنیا کے متفرق کام کرتا ہے۔ رشتہ داروں و دوستوں سے ملنا، گھر کے لئے سودا سلف وغیرہ لانا، بچوں کی تربیت کرنا، سیرو تفریح کرنا، وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے پاس بہت ہی کم وقت بچتا ہے، کہ کوئی اور کام کر سکیں، خاص طور پر امریکہ میں رہنے والے لوگ بہت مصروف ہوتے ہیں، صبح چھ بجے کام پر جاتے ہیں اور شام کو چھ سات بجے تک واپس گھروں کو آتے ہیں۔

اب یہ خیال دل میں آیا، کہ اسلام کے بنیادی فرائض ادا کرنے کے بعد کیوں نہ ایسے عمل دیکھے جائیں ،جن میں وقت تو تھوڑا لگتا ہو، اور ان کا اجر بہت زیادہ ہو، اس سلسلے میں ڈاکٹر مولانا مفتی عبد الواحد صاحب سے بات

کی ، انہوں نے کچھ کاموں کی طرف رہنمائی فرمائی، اور پھر ان چیزوں کا مطالعہ کیاتو اللہ تعالیٰ نے راہ عنایت فرمائی، اوراسی کی مناسبت سے یہ کتاب لکھنے کا ارادہ کیااور اس میں ان مضامین کو شامل کیا، جن کو پڑھ کر اور ان پر عمل کرکے آدمی جنت کی راہنمائی حاصل کرسکتا ہے، اور ان چیزوں پر عمل کرتے رہنے سے جنت کی راہ پر گامزن رہ سکتا ہے،اس لئے اسی بات کی مناسبت سے اس کتاب کا نام ”عمل مختصراور جنت کا آسان راستہ“تجویز کیا ہے۔“

الحمد للہ ادارہ دارالبلاغ کو ان کی کتاب مذکورہ کی اشاعت کی سعادت حاصل ہورہی ہے، جبکہ اس کتاب کے تمام تر مصارف اول تا آخر صاحب تالیف جناب محمد عظیم قریشی صاحب نے ذاتی طور پر ادا کئے ہیں۔

ماشاء اللہ ان کی تالیف ”عمل مختصر اور جنت کا آسان راستہ“اپنے موضوع پر بہترین کاوش ہے، ان شاءاللہ عنقریب یہ کتاب انگریزی زبان میں بھی دستیاب ہوگی، جس سے انگریزی پڑھنے والے قارئین بھی استفادہ کرسکیں گے۔

دُعا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ صاحب تالیف کے حق میں اس کو قبول و منظور فرمائے، اور ذریعہ نجات بنائے۔ آمین ثم آمین۔

بندہ۔ خالد محمود

ناظم، ادارہ دارالبلاغ، کراچی

۲۰/رجب المرجب ۱۴۳۷ھ

قرآنی آیات، اعداد اور مساوی قرآن ترتیب

عشاء کی نماز کے بعد سونے سے پہلے قرآنی آیات پڑھنے کی ترتیب اور اعداد:

۱. سورۃ الفاتحہ تین مرتبہ مساوی دو قرآن

(ہماری آمین کہنے کا فرشتوں کی آمین کے ساتھ ملنے پر پچھلے گناہوں کی معافی)

۲. آیۃ الکرسی چار مرتبہ مساوی ایک قرآن

(جس گھر میں یہ پڑھی جائے شیطان وہاں نہیں رہتا)

۳. سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں ایک مرتبہ

(پڑھنے والا ہر برائی سے محفوظ رہے گا، اور تہجد کا قائم مقام ہوجائے گا)

۴. سورۃ العمران کا آخری رکوع ایک مرتبہ

(سورۃ البقرۃ اور سورۃ العمران دونوں سورتیں مکمل پڑھنے والے پر قیامت کے دن ابر کے دو ٹکڑوں کی طرح اپنے سایہ میں لے لیں گی اور پڑھنے والے کی سفارش کریں گی)

۵. سورۃ الکہف پہلی اور آخری دس آیتیں ایک ایک مرتبہ

(پڑھنے والا دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا، پوری سورت ہر جمعہ کو پڑھنے والا ہر فتنہ سے محفوظ رہے گا۔)

۶. سورہ الم سجدہ ایک مرتبہ

۷. سورہ یٰسین ایک مرتبہ

(پڑھنے والے کی مغفرت کردی جائے گی)

۸. سورہ واقعہ		ایک مرتبہ

(پڑھنے والے پر فقر و فاقہ نہیں آئے گا)

۹. سورۃ الحشر کا آخری رکوع		ایک مرتبہ

(اس میں اللہ تعالیٰ کے کافی نام و صفات ہیں)

۱۰. سورۃ الملک		ایک مرتبہ

(سورہ الم سجدہ اور سورہ ملک پڑھنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہے گا، اور اس کی مغفرت کردی جائے گی)

۱۱. سورۃ القدر	چار مرتبہ	مساوی ایک قرآن
۱۲. سورۃ الزلزال	دو مرتبہ	مساوی ایک قرآن
۱۳. سورۃ العادیات	دو مرتبہ	مساوی ایک قرآن
۱۴. سورۃ التکاثر	سات مرتبہ	مساوی ایک قرآن

(ایک مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک ہزار آیتوں کے برابر ہے)

۱۵. سورۃ الکافرون	چار مرتبہ	مساوی ایک قرآن
۱۶. سورۃ النصر	چار مرتبہ	مساوی ایک قرآن
۱۷. سورۃ الاخلاص	تین مرتبہ	مساوی ایک قرآن
۱۸. سورۃ الفلق	ایک مرتبہ	
۱۹. سورۃ الناس	ایک مرتبہ	

(سورۃ الفلق اور سورۃ الناس دونوں سورتیں پڑھنے والے کی تمام تکالیف دینے والی چیزوں سے حفاظت کریں گی)

اس کے بعد جو قریبی عزیز واقارب اور والدین انتقال فرماگئے ہیں، ان کے لئے اوپر لکھے ہوئے مساوی دس قرآن شریف اور آیات کے ایصال ثواب کے لئے دعا کریں۔

قرآن کریم کی آیتوں کے فضائل

قرآن کریم اور قرآنی آیات کے فضائل

احادیثِ نبویہ

عن أبي سعيد رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يقول الرب تبارك وتعالى: من شغله القرآن عن ذكري ومسالتي أعطيته افضل ما اعطى السائلين وفضل كلام الله على سائر الكلام كفضل الله على خلقه.

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث قدسی بیان فرمائی :اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:جس شخص کو قرآن شریف کی مشغولی کی وجہ سے ذکر کرنے اور دعائیں مانگنے کی فرصت نہیں ملتی،میں اس کو دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں۔اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو سارے کلاموں پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسے خود اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوق پر فضیلت ہے۔(ترمذی)

حدیث:

عن أبي ذر الغفاري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: انكم لا ترجعون إلى الله بشيء افضل مما خرج منه يعني القرآن.

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اللہ کا قرب اس چیز سے بڑھ کر کسی اور چیز سے حاصل نہیں کرسکتے جو خود اللہ تعالیٰ سے نکلی ہے۔یعنی قرآن کریم (مستدرک حاکم)

حدیث:

عن جابر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: القرآن مشفع وما حل مصدق من جعله امامه قاده إلى الجنة ومن جعله خلف ظهره ساقه إلى النار.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن کریم ایسی شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت قبول کی گئی اور ایسا جھگڑا کرنے والا ہے کہ اس کا جھگڑا تسلیم کرلیا گیا۔ جو شخص اس کو اپنے آگے رکھے یعنی اس پر عمل کرے اس کو یہ جنت میں پہنچا دیتا ہے۔ اور جو اس کو پیٹھ پیچھے ڈال دے یعنی اس پر عمل نہ کرے اس کو یہ جہنم میں گرادیتا ہے۔ (ابن حبان)

ف: ”قرآنِ کریم ایسا جھگڑا کرنے والا ہے کہ اس کا جھگڑا تسلیم کرلیا گیا“ اس کا مطلب یہ ہے کہ پڑھنے اور اس پر عمل کرنے والوں کے لئے درجات کے بڑھانے میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں جھگڑتا ہے اور اس کے حق میں لاپرواہی کرنے والوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ میرا حق کیوں نہیں ادا کیا۔

سورة الفاتحه

عن عبد الملك بن عمير رحمه الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في فاتحة الكتاب: شفاء من كل داء.

حضرت عبداللہ بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سورہ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفا ہے۔(دارمی جلد نمبر۲، صفحہ ۵۳۸)

عن أبي هريرة رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا قال أحدكم: آمين، وقالت الملائكة في السماء، آمين، فوافقت احداهما الأخرى غفر له ما تقدم من ذنبه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی(سورہ فاتحہ کے آخر میں)آمین کہتا ہے تو اسی وقت فرشتے آسمان پر آمین کہتے ہیں،اگر اس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل جاتی ہے تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔(بخاری) سورہ فاتحہ درج ذیل ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۲﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۴﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۶﴾

”تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے۔جو روز جزا کا مالک ہے۔(اے اللہ) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما۔ان لوگوں کے راستے کی جن پر تو نے انعام کیا نہ کہ ان لوگوں کے راستے کی جن پر غضب نازل ہوا ہے اور نہ ان کے راستے کی جو بھٹکے ہوئے ہیں“۔

سورۃ البقرہ اور آل عمران

عن أبي امامة الباهلي رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: اقرءوا القرآن، فانه يأتي يوم القيامة شفيعا لاصحابه، اقرءوا الزهراوين: البقرة وسورة آل عمران، فانهما ياتيان يوم القيامة، كانهما غمامتان، أو كانهما غيابتان، أو كانهما فرقان من طير صواف، تحاجان عن احصابهما، اقرءوا سورة البقرة فان اخذها بركة، وتركها حسرة، ولا يستطيعها البطلة، قال معاوية بلغني ان البطلة السحرة. (راوۃ مسلم باب فضل قرآت القرآن و سورۃ بقرہ، رقم ۱۸۷۴)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: قرآن مجید پڑھو کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کا سفارشی بن کر آئے گا۔سورہ بقرہ اور آل عمران جو دونوں روشن سورتیں ہیں(خاص طور سے)پڑھا کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کو اپنے سایہ میں لئے اس طرح آئیں گی جیسے وہ ابر کے دو ٹکڑے ہوں یا دو سائبان ہوں یا قطار باندھے پرندوں کے دو غول ہوں،یہ دونوں اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارش کریں گی۔اور خصوصیت سے سورہ بقرہ پڑھا کرو کیونکہ اس کا پڑھنا۔یاد کرنا اور سمجھنا برکت کا سبب ہے اور اس کا چھوڑدینا محرومی کی بات ہے۔اور اس سورت سے غلط قسم کے لوگ فائدہ نہیں اٹھاسکتے۔معاویہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ غلط قسم کے لوگوں سے مراد جادوگر ہیں،یعنی سورہ بقرہ کی تلاوت کا معمول رکھنے والے پر کبھی کسی جادوگر کا جادو نہیں چلے گا۔(مسلم)

عن النعمان بن بشير رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ان الله كتب كتابا قبل ان يخلق السموات والارض بالفي عام انزل منه آيتين ختم بهما سورة البقرة، واله يقرآن في دار ثلاث ليال فيقربها شيطان. (رواه الترمذي وقال: هذا حديث حسن غريب، باب ما جاء في آخر سورة البقرة، رقم: ٢٨٨٢)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آسمان وزمین کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے کتاب لکھی۔ اس کتاب میں سے دو آیتیں نازل فرمائیں جن پر اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کو ختم فرمایا۔ یہ آیتیں جس مکان میں تین رات تک پڑھی جاتی رہیں شیطان اس کے نزدیک بھی نہیں آتا۔ (ترمذی)

آیۃ الکرسی

اس کی حدیث اور سورت درج ذیل ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سورة البقرة فيها آية سيدة آي القرآن لا تقرا في بيت وفيه شيطان إلا خرج منه آية الكرسي. (رواه الحاكم وقال صحيح الأسناد، الترغيب: ٢/ ٣٧٠.)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سورہ بقرہ میں ایک آیت ہے جو قرآن شریف کی تمام آیتوں کی سردار ہے۔وہ آیت جیسے ہی کسی گھر میں پڑھی جائے اور وہاں شیطان ہو تو فوراً نکل جاتا ہے،وہ آیۃ الکرسی ہے۔(مستدرک حاکم،ترغیب)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل شيء سنام وان سنام القرآن سورة البقرة، وفيها آية هي سيدة أي القرآن هي آية الكرسي. (رواه الترمذي وقال: هذا حديث غريب، باب ما جاء في سورة البقرة وآية الكرسي، رقم: ٢٨٧٨)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر چیز کی کوئی چوٹی ہوتی ہے(جو سب سے اوپر اور بالا تر ہوتی ہے)اور قرآن کریم کی چوٹی سورہ بقرہ ہے۔اور اس میں ایک آیت ایسی ہے جو قرآن شریف کی ساری آیتوں کی سردار ہے،وہ آیۃ الکرسی ہے۔(ترمذی)

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴿۲۵۵﴾

اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو سدا زندہ ہے جو پوری کائنات سنبھالے ہوئے ہے جس کو نہ کبھی اونگھ لگتی ہے، نہ نیند۔ آسمانوں میں جو کچھ ہے (وہ بھی) اور زمین میں جو کچھ ہے (وہ بھی) سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کے حضور اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کر سکے؟ وہ سارے بندوں کے تمام آگے پیچھے کے حالات کو خوب جانتا ہے، اور وہ لوگ اس کے علم کی کوئی بات اپنے علم کے دائرے میں نہیں لاسکتے، سوائے اس بات کے جسے وہ خود چاہے، اس کی کرسی نے سارے آسمانوں اور زمین کو گھیرا ہوا ہے، اور ان دونوں کی نگہبانی سے اسے ذرا بھی بوجھ نہیں ہوتا، اور وہ بڑا عالی مقام، صاحب عظمت ہے۔

سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھنے کا ثواب

عن أبي مسعود الأنصاري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قرا الآيتين من آخر سورة البقرة في ليلة كفتاه.(رواه الترمذي وقال: هذا حديث حسن صحيح، باب ما جاء في آخر سورة البقرة، رقم: ٢٨٨١)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں کسی رات میں پڑھ لے تو یہ دونوں آیتیں اس کے لئے کافی ہوجائیں گی۔(ترمذی)

ف: دو آیتوں کے کافی ہوجانے کے دو مطلب ہیں۔ایک یہ کہ ان کا پڑھنے والا اس رات ہر برائی سے محفوظ رہے گا۔دوسرا یہ کہ یہ دو آیتیں تہجد کے قائم مقام ہوجائیں گی۔(نووی)

سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں درج ذیل ہیں:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ
كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ
وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا
وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا
تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ
لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا
فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

یہ رسول (یعنی حضرت محمد (ﷺ) اس چیز پر ایمان لائے ہیں جو ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور (ان کے ساتھ) تمام مسلمان بھی، یہ سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم اس کے رسولوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے (کہ کسی پر ایمان لائیں، کسی پر نہ لائیں) اور وہ یہ کہتے ہیں کہ: ہم نے (اللہ اور رسول کے احکام کو توجہ سے) سن لیا ہے، اور ہم خوشی سے (ان کی) تعمیل کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہم آپ کی مغفرت کے طلبگار ہیں، اور آپ ہی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ کسی بھی شخص کو اس کی وسعت سے زیادہ ذمہ داری نہیں سونپتا، اس کو فائدہ بھی اسی کام سے ہوگا جو وہ اپنے ارادے سے کرے، اور نقصان بھی اسی کام سے ہوگا جو اپنے ارادے سے کرے۔ (مسلمانو اللہ سے یہ دعا کیا کرو کہ) اے ہمارے پروردگار اگر ہم سے کوئی بھول چوک ہوجائے تو ہماری گرفت نہ فرمایئے۔ اور اے ہمارے پروردگار ہم پر اس طرح کا بوجھ نہ ڈالیے جیسا آپ نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اور اے ہمارے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیے جسے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہ ہو، اور ہماری خطاؤں سے درگزر فرمایئے، ہمیں بخش دیجیے اور ہم پر رحم فرمایئے۔ آپ ہی ہمارے حامی و ناصر ہیں، اس لیے کافر لوگوں کے مقابلے میں ہمیں نصرت عطا فرمایئے۔

سورۃ العمران کا آخری رکوع درج ذیل ہے:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۟ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ﴿۱۹۴﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾ لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ۟ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لٰكِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ خٰشِعِیْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا یَشْتَرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾

بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات دن کے بار بار آنے جانے میں ان عقل والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔ جو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے ہیں، اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر غور کرتے ہیں، (اور انہیں دیکھ کر بول اٹھتے ہیں کہ) اے ہمارے پروردگار! آپ نے یہ سب کچھ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ آپ (ایسے فضول کام سے) پاک ہیں، پس ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیجیے۔ اے ہمارے رب! آپ جس کسی کو دوزخ میں داخل کردیں، اسے آپ نے یقینا رسوا ہی

کر دیا، اور ظالموں کو کسی قسم کے مدد گار نصیب نہ ہوں گے۔اے ہمارے پروردگار ! ہم نے ایک منادی کو سنا جو ایمان کی طرف پکار رہا تھا کہ اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ، چنانچہ ہم ایمان لے آئے۔ لہذا اے ہمارے پروردگار ! ہماری خاطر ہمارے گناہ بخش دیجیے، ہماری برائیوں کو ہم سے مٹادیجئے، اور ہمیں نیک لوگوں میں شامل کر کے اپنے پاس بلایئے۔اور اے ہمارے پروردگار ! ہمیں وہ کچھ بھی عطا فرمایئے جس کا وعدہ آپ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے ہم سے کیا ہے، اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کیجئے۔ یقینا آپ وعدے کی کبھی خلاف ورزی نہیں کیا کرتے۔چنانچہ ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول کی (اور کہا) کہ : میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع نہیں کروں گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ تم سب آپس میں ایک جیسے ہو۔ لہذا جن لوگوں نے ہجرت کی، اور انہیں ان کے گھروں سے نکالا گیا، اور میرے راستے میں تکلیفیں دی گئیں، اور جنہوں نے (دین کی خاطر) لڑائی لڑی اور قتل ہوئے، میں ان سب کی برائیوں کا ضرور کفارہ کردوں گا، اور انہیں ضرور بالضرور ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے انعام ہو گا، اور اللہ ہی ہے جس کے پاس بہترین انعام ہے۔جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے ان کا شہروں میں (خوشحالی کے ساتھ) چلنا پھرنا تمہیں ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے۔یہ تو تھوڑا سا مزہ ہے جو یہ اڑا رہے ہیں پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہے، اور وہ بدترین بچھونا ہے۔ لیکن جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہوئے عمل کرتے ہیں، ان کے لیے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، اللہ کی طرف سے میزبانی کے طور پر وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ نیک لوگوں کے لیے کہیں بہتر ہے۔اور بیشک اہل کتاب میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو اللہ کے آگے عجز و نیاز کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ پر بھی ایمان رکھتے ہیں، اس کتاب پر بھی جو تم پر نازل کی گئی ہے اور اس پر بھی جو ان پر نازل کی گئی تھی، اور اللہ کی آیتوں کو تھوڑی سی قیمت لے کر بیچ نہیں ڈالتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کے پاس اپنے اجر کے مستحق ہیں۔ بیشک اللہ حساب جلد چکانے والا ہے۔اے ایمان والو ! صبر اختیار کرو، مقابلے کے وقت ثابت قدمی دکھاؤ، اور سرحدوں کی حفاظت کے لیے جمے رہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو، تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

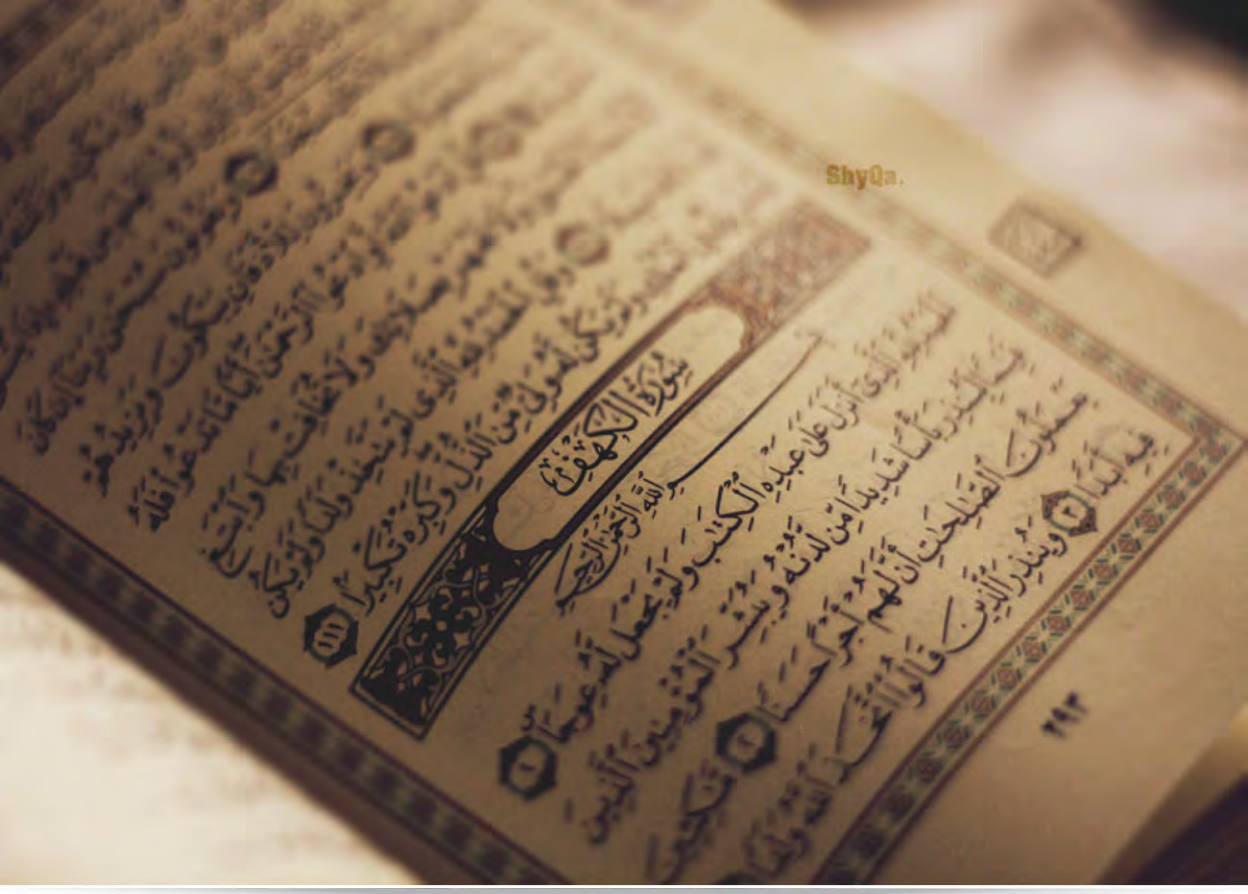

سورة الكهف

عن أبي الدرداء رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من حفظ عشر آيات من أول سورة الكهف عصم من فتنة الدرجال، وفي رواية من آخر الكهف.(رواه مسلم، باب فضل سورة الكهف وآية الكرسي، رقم: ١٨٨٣)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:جس نے سورہ کہف کی شروع کی دس آیات یاد کرلیں وہ دجال کے فتنے سے محفوظ ہوگیا۔اور ایک روایت میں سورہ کہف کی آخری دس آیتوں کے یاد کرنے کا ذکر ہے۔(مسلم)

سورہ کہف کی شروع کی دس آیات درج ذیل ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ﴿۱﴾
قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ
اَجْرًا حَسَنًا ﴿۲﴾ مَّاكِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًا ﴿۳﴾ وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ﴿۴﴾ مَا لَهُمْ
بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآىِٕهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ﴿۵﴾
فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا ﴿۶﴾ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی
الْاَرْضِ زِیْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَیُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴿۷﴾ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَیْهَا صَعِیْدًا جُرُزًا
﴿۸﴾ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِیْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا ﴿۹﴾ اِذْ اَوَی الْفِتْیَةُ
اِلَی الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ﴿۱۰﴾

تمام تعریفیں اللہ کی ہیں جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی، اور اس میں کسی قسم کی کوئی خاص خامی نہیں رکھی۔ایک سیدھی سیدھی کتاب جو اس نے اس لیے نازل کی ہے کہ لوگوں کو اپنی طرف سے ایک سخت عذاب سے آگاہ کرے اور جو مومن نیک عمل کرتے ہیں ان کو خوشخبری دے کہ ان کو بہترین اجر ملنے والا ہے۔جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔اور تاکہ ان لوگوں کو متنبہ کرے جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے کوئی بیٹا بنا رکھا ہے۔اس بات کا کوئی علمی ثبوت نہ خود ان کے پاس ہے، نہ ان کے باپ دادوں کے پاس تھا۔ بڑی سنگین بات ہے جو ان کے منہ سے نکل رہی ہے۔ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں، وہ جھوٹ کے سوا کچھ نہیں۔اب (اے پیغمبر) اگر لوگ (قرآن کی) اس بات پر ایمان نہ لائیں تو ایسا لگتا ہے جیسے تم افسوس کر کر کے ان کے پیچھے اپنی جان کو گھلا بیٹھو گے۔یقین جانو کہ روئے زمین پر جتنی چیزیں ہیں ہم نے انہیں زمین کی سجاوٹ کا ذریعہ اس لیے بنایا ہے تاکہ لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں کون زیادہ اچھا عمل کرتا ہے۔ اور یہ بھی یقین رکھو کہ روئے زمین پر جو کچھ ہے ایک دن ہم اسے ایک سپاٹ میدان بنا دیں گے۔ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ غار اور لوح والے لوگ ۔ ہماری نشانیوں میں سے کچھ (زیادہ) عجیب چیز تھے ؟ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب ان نوجوانوں نے غار میں پناہ لی تھی اور (اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے) کہا تھا کہ : اے ہمارے پروردگار ہم پر خاص اپنے پاس سے رحمت نازل فرمائیے، اور ہماری اس صورت حال میں ہمارے لیے بھلائی کا راستہ مہیا فرما دیجیے۔

سورۂ کہف کی آخری دس آیتیں

عن علي رضي الله عنه مرفوعا: من قرأ سورة الكهف يوم الجمعة فهو معصوم إلى ثمانية أيام من كل فتنة، وإن خرج الدجال عصم منه.(التفسير لابن كثير عن المختاره للحافظ الضياء المقدسي: ٣/ ٧٥)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:جو شخص جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھ لے وہ آٹھ دن تک یعنی اگلے جمعہ تک ہر فتنہ سے محفوظ رہے گا اور اگر اس دوران دجال نکل آئے تو یہ اس کے فتنے سے بھی محفوظ رہے گا۔(تفسیر ابن کثیر)

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قرأ سورة الكهف كما انزلت كانت له نورا يوم القيامة من مقامه إلى مكة ومن قرا عشر آيات من آخرها ثم خرج الدجال لم يسلط عليه.(رواه الحالكم وقال: هذا حديث صحيح على شرط مسلم ووافقه الذهبي: ١/ ٥٦٤)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے سورہ کہف کو(حروف کی صحیح ادائیگی کے ساتھ)اس طرح پڑھا جس طرح کہ وہ نازل کی گئی ہے تو یہ سورت اپنے پڑھنے والے کے لئے قیامت کے دن اس کے رہنے کی جگہ سے لے کر مکہ مکرمہ تک نور بن جائے گی۔جس شخص نے اس سورت کی آخری دس آیات کی تلاوت کی پھر دجال نکل آیا تو دجال اس پر قابو نہ پاسکے گا۔(مستدرک حاکم)

سورہ کہف کی آخری دس آیتیں درج ذیل ہیں:

اَفَحَسِبَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا عِبَادِیۡ مِنۡ دُوۡنِیۡۤ اَوۡلِیَآءَ ؕ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا جَہَنَّمَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾
قُلۡ ہَلۡ نُنَبِّئُکُمۡ بِالۡاَخۡسَرِیۡنَ اَعۡمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِیۡنَ ضَلَّ سَعۡیُہُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ ہُمۡ یَحۡسَبُوۡنَ
اَنَّہُمۡ یُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا ﴿۱۰۴﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ رَبِّہِمۡ وَ لِقَآئِہٖ فَحَبِطَتۡ اَعۡمَالُہُمۡ فَلَا
نُقِیۡمُ لَہُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَزۡنًا ﴿۱۰۵﴾ ذٰلِکَ جَزَآؤُہُمۡ جَہَنَّمُ بِمَا کَفَرُوۡا وَ اتَّخَذُوۡۤا اٰیٰتِیۡ وَ رُسُلِیۡ ہُزُوًا
﴿۱۰۶﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتۡ لَہُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا
لَا یَبۡغُوۡنَ عَنۡہَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ قُلۡ لَّوۡ کَانَ الۡبَحۡرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیۡ لَنَفِدَ الۡبَحۡرُ قَبۡلَ اَنۡ تَنۡفَدَ
کَلِمٰتُ رَبِّیۡ وَ لَوۡ جِئۡنَا بِمِثۡلِہٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰـہٌ وَّاحِدٌ ۚ
فَمَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشۡرِکۡ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖۤ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾

جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے، کیا وہ پھر بھی یہ سمجھتے ہیں کہ مجھے چھوڑ کر میرے ہی بندوں کو اپنا رکھوالا بنا لیں گے؟ یقین رکھو کہ ہم نے ایسے کافروں کی مہمانی کے لیے دوزخ تیار کر رکھی ہے۔ کہہ دو کہ: کیا ہم تمہیں بتائیں کہ کون لوگ ہیں جو اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں کہ دنیوی زندگی میں ان کی ساری دوڑ دھوپ سیدھے راستے سے بھٹکی رہی، اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے مالک کی آیتوں کا اور اس کے سامنے پیش ہونے کا انکار کیا، اس لیے ان کا سارا کیا دھرا غارت ہوگیا۔ چنانچہ قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن شمار نہیں کریں گے۔ یہ ہے جہنم کی شکل میں ان کی سزا، کیونکہ انہوں نے کفر کی روش اختیار کی تھی، اور میری آیتوں اور میرے پیغمبروں کا مذاق بنایا تھا۔ (دوسری طرف) جو لوگ ایمان لائے ہیں، اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں، ان کی مہمانی کے لیے بیشک فردوس کے باغ ہوں گے۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے (اور) وہ وہاں سے کہیں اور جانا نہیں چاہیں گے۔ (اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ: اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لیے سمندر روشنائی بن جائے، تو میرے رب کی باتیں ختم نہیں ہوں گی کہ اس سے پہلے سمندر خشک ہو چکا ہوگا، چاہے اس سمندر کی کمی پوری کرنے کے لیے ہم ویسا ہی ایک اور سمندر کیوں نہ لے آئیں۔ کہہ دو کہ: میں تو تمہی جیسا ایک انسان ہوں (البتہ) مجھ پر یہ وحی آتی ہے کہ تم سب کا خدا بس ایک خدا ہے۔ لہٰذا جس کسی کو اپنے مالک سے جاملنے کی امید ہو، اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے، اور اپنے مالک کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ ٹھہرائے۔

سورہ الم سجدہ اور سورہ تبارک الذی

عن جابر رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم كان لا ينام حتى يقرا آلم تنزيل، وتبارك الذي بيده الملك.(رواه الترمذي، باب ما جاء في فضل سورة الملك، رقم: ٢٨٩٢)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک کہ سورہ الم سجدہ (جو اکیسویں پارے میں ہے)اور تبارک الذی بیدہ الملک نہ پڑھ لیتے۔(ترمذی) (جو اُنیسویں پارے کے شروع میں ہے)

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم فال: ان سورة من القرآن ثلاثون آية شفعت لرجل حتى غفر له وهي سورة تبارك الذي بيده الملك.(رواه الترمذي وفال: هذا حديث حسن، باب ماجاء في فضل سورة الملك، رقم: ٢٨٩١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:قرآن کریم میں ایک سورت تیس آیات کی ایسی ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی مغفرت کردی جائے وہ سورہ تبارک الذی ہے۔(ترمذی)

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: ضرب بعض اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم خباءه على قبر وهو لا يحسب انه قبر، فاذا فيه قبر انسان يقرا سورة الملك حتى ختمها، فاتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! إني ضربت خبائي وانا لا احسب انه قبر فاذا فيه انسان يقرا سورة الملك حتى ختمها، فقال النبي صلى الله عليه وسلم هي المانعة، هي المنجية تنجيه من عذاب القبر. (رواه الترمذي وقال هذا حديث حسن غريب،، باب ماجاء في فضل سورة الملك، رقم: ٢٨٩٠)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے ایک قبر پر خیمہ لگایا۔ان کو علم نہ تھا کہ وہاں قبر ہے۔اچانک اس جگہ کسی کو سورہ تبارک الذی پڑھتے ہوئے سنا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کیا کہ میں نے ایک جگہ خیمہ لگایا تھا مجھے معلوم نہ تھا کہ وہاں قبر ہے۔اچانک میں نے اس جگہ کسی کو سورہ تبارک الذی آخر تک پڑھتے ہوئے سنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ سورت اللہ تعالیٰ کے عذاب سے روکنے والی ہے اور قبر کے عذاب سے نجات دلانے والی ہے۔(ترمذی)

عن ابن مسعود رضي الله عنه يؤتى الرجل في قبره فتوفى رجلاه فتقول رجلاه ليس لكم على ما قبلي سبيل كان يقوم يقرأ بي سورة الملك، ثم يؤتى من قبل صدره أو قال بطنه فيقول ليس لكم على ما قبلي سبيل كان يقرا بي سورة الملك فهي المانعة تمنع من عذاب القبر وهي في التواراة سورة الملك من قراها في ليلة فقد اكثروا طنب.(رواه الحاكم وقال هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه ووافقه الدهبي: ٢/ ٤٩٨)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبر میں آدمی پر پیروں کی طرف سے عذاب آتا ہے تو اس کے پیر کہتے ہیں کہ میری طرف سے آنے کا کوئی راستہ نہیں کیونکہ یہ سورہ ملک پڑھتا تھا۔پھر وہ سینے یا پیٹ کی طرف سے آتا ہے تو سینہ یا پیٹ کہتا ہے میری طرف سے تیرے لئے آنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔کیونکہ یہ سورہ ملک پڑھا کرتا تھا۔پھر عذاب سر کی طرف سے آتا ہے تو سر کہتا ہے کہ تیرے لئے میری طرف سے آنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔کیونکہ یہ سورہ ملک پڑھا کرتا تھا۔(حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ) یہ سورت قبر کے عذاب کو روکنے والی ہے۔تورات میں اس کا نام سورہ ملک ہے۔جس شخص نے اس کو کسی رات میں پڑھا اس نے بہت زیادہ ثواب کمایا۔(مستدرک حاکم)

سورۃ الم سجدہ اور سورۃ ملک درج ذیل ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ
هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳﴾
اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ
مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴﴾ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى
الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۵﴾ ذٰلِكَ عٰلِمُ
الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۶﴾ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ
الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ﴿۷﴾ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۸﴾ ثُمَّ سَوّٰىهُ
وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۹﴾
وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۭ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۰﴾
قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَلَوْ تَرٰٓى
اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ
صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ
لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ
هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا
الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ (قاری
یہاں پہنچ کر سجدہ تلاوت کرے) تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا
وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ
جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾
اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۭ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ
ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ
الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ
اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ
وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۳﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ وَكَانُوْا
بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ
﴿۲۵﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا
تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾
فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

ترجمہ: الٓمّٓ رب العالمین کی طرف سے یہ ایک ایسی کتاب اتاری جارہی ہے جس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے۔کیا لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ پیغمبر نے اسے خود گھڑ لیا ہے ؟ نہیں (اے پیغمبر) یہ تو وہ حق ہے جو تمہارے پروردگار کی طرف سے اس لیے آیا ہے کہ تم اس کے ذریعے ان لوگوں کو خبردار کرو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا، تاکہ وہ صحیح راستے پر آجائیں۔اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان ساری چیزوں کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر اس نے عرش پر استوا فرمایا۔ اس کے سوا نہ تمہارا کوئی رکھوالا ہے، نہ کوئی سفارشی کیا پھر بھی تم کسی نصیحت پر دھیان نہیں دیتے؟وہ آسمان سے لے کر زمین تک ہر کام کا انتظام خود کرتا ہے، پھر وہ کام ایک ایسے دن میں اس کے پاس اوپر پہنچ جاتا ہے جس کی مقدار گنتی کے حساب سے ایک ہزار سال ہوتی ہے۔ وہ ہر

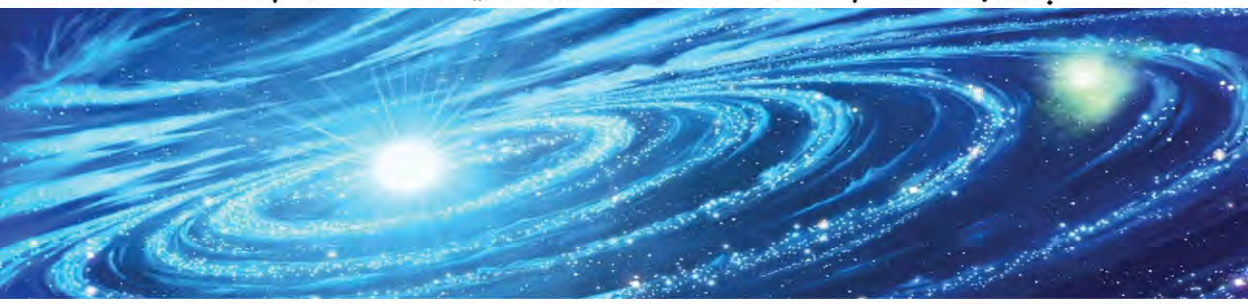

چھپی اور کھلی چیز کا جاننے والا ہے، جس کا اقتدار بھی کامل ہے، جس کی رحمت بھی کامل۔اس نے جو چیز بھی پیدا کی، اسے خوب بنایا، اور انسان کی تخلیق کی ابتدا گارے سے کی۔پھر اس کی نسل ایک نچوڑے ہوئے حقیر پانی سے چلائی۔پھر اسے ٹھیک ٹھاک کر کے اس میں اپنی روح پھونکی، اور (انسانوں) تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل پیدا کیے۔ تم لوگ شکر تھوڑا ہی کرتے ہو۔اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ : کیا جب ہم زمین میں نیست ونابود ہوگئے، تو کیا اس وقت ہم کسی نئے جنم میں پیدا ہوں گے ؟ بات دراصل یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے پروردگار سے جاملنے کا انکار کرتے ہیں۔کہہ دو کہ : تمہیں موت کا وہ فرشتہ پورا پورا وصول کرلے گا جو تم پر مقرر کیا گیا ہے، پھر تمہیں واپس تمہارے پروردگار کے پاس لے جایا جائے گا۔اور کاش تم وہ منظر دیکھو جب یہ مجرم لوگ اپنے رب کے سامنے سرجھکائے ہوئے (کھڑے) ہوں گے (کہہ رہے ہوں گے کہ) ہمارے پروردگار ! ہماری آنکھیں اور

ہمارے کان کھل گئے، اس لیے ہمیں (دنیا میں) دوبارہ بھیج دیجیے، تاکہ ہم نیک عمل کریں۔ ہمیں اچھی طرح یقین آچکا ہے۔اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو (پہلے ہی) اس کی ہدایت دے دیتے، لیکن وہ بات جو میری طرف سے کہی گئی تھی، طے ہوچکی ہے کہ : میں جہنم کو جنات اور انسانوں سب سے ضرور بھر دوں گا۔ اب (جہنم کا) مزہ چکھو کیونکہ تم نے اپنے اس دن کا سامنا کرنے کو بھلا ڈالا تھا۔ ہم نے (بھی) تمہیں بھلا دیا ہے۔ جو کچھ تم کرتے رہے ہو، اس کے بدلے اب ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھتے رہو۔ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں جن کا حال یہ ہے کہ جب انہیں ان آیتوں کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے

تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں، اور اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے ہیں، اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ ان کے پہلو (رات کے وقت) اپنے بستروں سے جدا ہوتے ہیں۔ وہ اپنے پروردگار کو ڈر اور امید (کے ملے جذبات) کے ساتھ پکار رہے ہوتے ہیں۔ اور ہم نے ان کو جو رزق دیا ہے، وہ اس میں سے (نیکی کے کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔چنانچہ کسی متنفس کو کچھ پتہ نہیں ہے کہ ایسے لوگوں کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا سامان ان کے اعمال کے بدلے میں چھپا کر رکھا گیا ہے۔ بھلا بتاؤ کہ جو شخص مومن ہو، کیا وہ اس شخص کے برابر ہوجائے جو فاسق ہے؟ (ظاہر ہے کہ) وہ برابر نہیں ہوسکتے۔چنانچہ جو لوگ ایمان لائے ہیں، اور انہوں نے نیک عمل کیے ہیں ان کے لیے

مستقل قیام کے باغات ہیں جو ان کو پہلی مہمانی ہی کے طور پر دے دیے جائیں گے، ان اعمال کے صلے میں جو وہ کیا کرتے تھے۔رہے وہ لوگ جنہوں نے نافرمانی کی ہے، تو اس کے مستقل قیام کی جگہ جہنم ہے۔ جب بھی وہ اس سے نکلنا چاہیں گے، انہیں وہیں واپس لوٹا دیا جائے گا، اور ان سے کہا جائے گا کہ : آگ کے جس عذاب کو تم جھٹلایا کرتے تھے اس کا مزہ چکھو۔اور اس بڑے عذاب سے پہلے بھی ہم انہیں کم درجے کے عذاب کا مزہ بھی ضرور چکھائیں گے۔ شاید یہ باز آجائیں۔اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جس کو اپنے پروردگار کی آیتوں کے ذریعے نصیحت کی گئی، تو اس نے ان سے منہ موڑ لیا۔ ہم یقینا ایسے مجرموں سے بدلہ لے کر رہیں گے۔اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی، لہذا (اے پیغمبر) تم اس کے ملنے کے بارے میں کسی شک میں نہ رہو۔ (۱۱) اور ہم نے اس کتاب کو بنو اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا تھا۔اور ہم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو، جب انہوں نے صبر کیا، ایسے پیشوا بنا دیا جو ہمارے حکم سے لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے، اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔یقینا تمہارا پروردگار ہی قیامت کے دن ان کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔اور کیا ان (کافروں) کو اس بات سے کوئی ہدایت نہیں ملی کہ ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہم ہلاک کرچکے ہیں جن کے گھروں میں یہ خود چلتے پھرتے ہیں؟ یقینا اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔ تو کیا یہ لوگ سنتے نہیں ہیں؟اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم پانی کو کھینچ کر خشک زمین کی طرف لے جاتے ہیں، پھر اس سے وہ کھیتی نکالتے ہیں جس سے ان کے چوپائے بھی کھاتے ہیں، اور وہ خود بھی۔ تو کیا انہیں کچھ سجھائی نہیں دیتا؟اور وہ یہ کہتے ہیں کہ : اگر تم سچے ہو تو یہ فیصلہ کب ہوگا؟ کہہ دو کہ : جس دن فیصلہ ہوگا اس دن کافروں کو ان کا ایمان لانا کچھ فائدہ نہیں دے گا، اور نہ انہیں کوئی مہلت دی جائے گی۔لہذا (اے پیغمبر) تم ان لوگوں کی پروا نہ کرو، اور انتظار کرو۔ یہ بھی انتظار کر رہے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

تَبٰرَكَ الَّذِیۡ بِیَدِهِ الۡمُلۡكُ ۫ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرُ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَیٰوةَ
لِیَبۡلُوَكُمۡ اَیُّكُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡغَفُوۡرُ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ
طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ ؕ فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ۙ هَلۡ تَرٰی مِنۡ فُطُوۡرٍ ﴿۳﴾
ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ كَرَّتَیۡنِ یَنۡقَلِبۡ اِلَیۡكَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیۡرٌ ﴿۴﴾ وَلَقَدۡ زَیَّنَّا
السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِمَصَابِیۡحَ وَجَعَلۡنٰهَا رُجُوۡمًا لِّلشَّیٰطِیۡنِ وَاَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابَ السَّعِیۡرِ
﴿۵﴾ وَلِلَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا بِرَبِّهِمۡ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ ﴿۶﴾ اِذَاۤ اُلۡقُوۡا فِیۡهَا سَمِعُوۡا
لَهَا شَهِیۡقًا وَّهِیَ تَفُوۡرُ ۙ﴿۷﴾ تَكَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الۡغَیۡظِ ؕ كُلَّمَاۤ اُلۡقِیَ فِیۡهَا فَوۡجٌ سَاَلَهُمۡ خَزَنَتُهَاۤ
اَلَمۡ یَاۡتِكُمۡ نَذِیۡرٌ ﴿۸﴾ قَالُوۡا بَلٰی قَدۡ جَآءَنَا نَذِیۡرٌ ۙ فَكَذَّبۡنَا وَقُلۡنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنۡ شَیۡءٍ اِنۡ
اَنۡتُمۡ اِلَّا فِیۡ ضَلٰلٍ كَبِیۡرٍ ﴿۹﴾ وَقَالُوۡا لَوۡ كُنَّا نَسۡمَعُ اَوۡ نَعۡقِلُ مَا كُنَّا فِیۡۤ اَصۡحٰبِ السَّعِیۡرِ
﴿۱۰﴾ فَاعۡتَرَفُوۡا بِذَنۡۢبِهِمۡ فَسُحۡقًا لِّاَصۡحٰبِ السَّعِیۡرِ ﴿۱۱﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ
بِالۡغَیۡبِ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ كَبِیۡرٌ ﴿۱۲﴾ وَاَسِرُّوۡا قَوۡلَكُمۡ اَوِ اجۡهَرُوۡا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ
الصُّدُوۡرِ ﴿۱۳﴾ اَلَا یَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِیۡفُ الۡخَبِیۡرُ ﴿۱۴﴾ هُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ
لَكُمُ الۡاَرۡضَ ذَلُوۡلًا فَامۡشُوۡا فِیۡ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوۡا مِنۡ رِّزۡقِهٖ ؕ وَاِلَیۡهِ النُّشُوۡرُ ﴿۱۵﴾
ءَاَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِی السَّمَآءِ اَنۡ یَّخۡسِفَ بِكُمُ الۡاَرۡضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوۡرُ ۙ﴿۱۶﴾ اَمۡ اَمِنۡتُمۡ مَّنۡ
فِی السَّمَآءِ اَنۡ یُّرۡسِلَ عَلَیۡكُمۡ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ كَیۡفَ نَذِیۡرِ ﴿۱۷﴾ وَلَقَدۡ
كَذَّبَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَكَیۡفَ كَانَ نَكِیۡرِ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمۡ یَرَوۡا اِلَی الطَّیۡرِ

فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ۛ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۢ بَصِيْرٌ ﴿۱۹﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ۭ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ﴿۲۰﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۭ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰي وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۡ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْۗـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَاۗؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَاۗءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾

بڑی شان ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ساری بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔جس نے موت اور زندگی اس لیے پیدا کی تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ بہتر ہے، اور وہی ہے جو مکمل اقتدار کا مالک، بہت بخشنے والا ہے۔جس نے سات آسمان اوپر تلے پیدا کیے، تم خدائے رحمن کی تخلیق میں کوئی فرق نہیں پاؤ گے۔ اب پھر سے نظر دوڑا کر دیکھو کیا تمہیں کوئی رخنہ نظر آتا ہے؟پھر بار بار نظر دوڑاؤ، نتیجہ یہی ہوگا کہ نظر تھک ہار کر تمہارے پاس نامراد لوٹ آئے گی۔اور ہم نے قریب والے آسمان کو روشن چراغوں سے سجا رکھا ہے، اور ان کو شیطانوں پر پتھر برسانے کا ذریعہ بھی بنایا ہے، اور ان کے لیے دہکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے کفر کا معاملہ کیا ہے، ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے، اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کے دہاڑنے کی آواز سنیں گے، او وہ جوش مارتی ہوگی۔ایسا لگے گا جیسے وہ غصے سے پھٹ پڑے گی۔ جب بھی اس میں (کافروں کا) کوئی گروہ پھینکا جائے گا تو اس کے محافظ ان سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے

پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا؟وہ کہیں گے کہ ہاں بیشک ہمارے پاس خبردار کرنے والا آیا تھا، مگر ہم نے (اسے) جھٹلا دیا، اور کہا کہ : اللہ نے کچھ نازل نہیں کیا، تمہاری حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ تم بڑی بھاری گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔اور وہ کہیں گے کہ : اگر ہم سن لیا کرتے اور سمجھ سے کام لیا کرتے تو (آج) دوزخ والوں میں شامل نہ ہوتے۔اس طرح وہ اپنے گناہ کا خود اعتراف کرلیں گے۔ غرض پھٹکار ہے دوزخ والوں پر۔(اس کے برخلاف) جو لوگ بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں، ان کے لیے بیشک مغفرت اور بڑا اجر ہے۔اور تم اپنی بات چھپا کر کرو، یا زور سے کرو (سب اس کے علم میں ہے، کیونکہ) وہ دلوں تک کی باتوں کا پورا علم رکھنے والا ہے۔بھلا جس نے پیدا کیا وہی نہ جانے ؟ جبکہ وہ بہت باریک بین، مکمل طور پر باخبر ہے۔وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو رام کردیا ہے، لہذا تم اس کے مونڈھوں پر چلو پھرو، اور اس کا رزق کھاؤ، اور اسی کے پاس دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے۔کیا تم آسمان والے کی اس بات سے بے خوف ہو بیٹھے ہو کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے، تو وہ ایک دم تھر تھرانے لگے؟ یا کیا تم آسمان والے کی اس بات سے بے خوف ہو بیٹھے ہو کہ وہ تم پر پتھروں کی بارش برسادے؟ پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ میرا ڈرانا کیسا تھا؟اور ان سے پہلے جو لوگ تھے، انہوں نے بھی (پیغمبروں کو) جھٹلایا تھا۔ پھر (دیکھ لو کہ) میرا عذاب کیسا تھا؟اور کیا انہوں نے پرندوں کو اپنے اوپر نظر اٹھا کر نہیں دیکھا کہ وہ پروں کو پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں، اور سمیٹ بھی لیتے ہیں۔ ان کو خدائے رحمٰن کے سوا کوئی تھامے ہوئے نہیں ہے۔ یقینا وہ ہر چیز کی خوب دیکھ بھال کرنے والا ہے۔بھلا خدائے رحمٰن کے سوا وہ کون ہے جو تمہارا لشکر بن کر تمہاری مدد کرے؟ کافر لوگ تو نرے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ اگر وہ اپنا رزق بند کردے تو بھلا وہ کون ہے جو تمہیں رزق عطا کرسکے؟ اس کے باوجود وہ سرکشی اور بیزاری پر جمے ہوئے ہیں۔بھلا جو شخص اپنے منہ کے بل اوندھا چل رہا ہو، وہ منزل تک زیادہ پہنچنے والا ہوگا یا وہ جو ایک سیدھے راستے پر سیدھا سیدھا چل رہا ہو؟کہہ دو کہ : وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، اور تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے۔ (مگر) تم لوگ شکر تھوڑا ہی کرتے ہو۔کہہ

دو کہ : وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا، اور اسی کے پاس تمہیں اکٹھا کر کے لے جایا جائے گا۔اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ : اگر تم سچے ہو تو بتاؤ کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟ کہہ دو کہ : اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے، اور میں تو بس صاف صاف طریقے پر خبردار کرنے والا ہوں۔پھر جب وہ اس (قیامت کے عذاب) کو پاس آتا دیکھ لیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے، اور کہا جائے گا کہ : یہ ہے وہ چیز جو تم مانگا کرتے تھے۔(اے پیغمبر! ان سے) کہو کہ : ذرا یہ بتلاؤ کہ چاہے اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کردے یا ہم پر رحم فرما دے، (دونوں صورتوں میں) کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچائے گا؟ کہہ دو کہ : وہ رحمٰن ہے، ہم اس پر ایمان لائے ہیں، اور اسی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے۔ چنانچہ عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کون ہے جو کھلی گمراہی میں مبتلا ہے۔کہہ دو کہ : ذرا یہ بتلاؤ کہ اگر کسی صبح تمہارا پانی نیچے کو اتر کر غائب ہوجائے تو کون ہے جو تمہیں چشمے سے ابلتا ہوا پانی لاکر دیدے؟

سورۃ یٰسین پڑھنے کا اجر

عن جندب رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قرا يس في ليلة ابتغاء وجه الله غفر له.(رواه ابن حبان(ورجاله ثقات):٦/ ٣١٢)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:جس شخص نے سورہ یٰسین کسی رات میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے پڑھی تو اس کی مغفرت کردی جاتی ہے۔(ابن حبان)

سورہ یٰسین درج ذیل ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

يٰسٓ ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳﴾ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴﴾
تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۵﴾ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۶﴾ لَقَدْ حَقَّ
الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۷﴾ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ
فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿۸﴾ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ
لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۹﴾ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾ اِنَّمَا تُنْذِرُ
مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۱﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ
الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۲﴾ وَاضْرِبْ
لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا
فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ
الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ
﴿۱۶﴾ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ
وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ
مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾
اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ
تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا
وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾ قِيْلَ
ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۷﴾
وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا
صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا
بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا

يَرْجِعُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ اَحْيَيْنٰهَا
وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا
فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ سُبْحٰنَ
الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاٰيَةٌ
لَّهُمُ الَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ
تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾ لَا
الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾
وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ
﴿۴۲﴾ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا
اِلٰى حِيْنٍ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾
وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا
مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ اِنْ اَنْتُمْ
اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ مَا يَنْظُرُوْنَ
اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ
يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوْا
يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾ اِنْ كَانَتْ
اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا
تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُمْ
وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾
سَلٰمٌ ۚ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ
يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ
مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾
هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ

﴿٦٤﴾ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ
﴿٦٥﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿٦٦﴾ وَلَوْ نَشَآءُ
لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ
فِي الْخَلْقِ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ
﴿٦٩﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٠﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا
عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿٧١﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ
﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً
لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٧٤﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ
قَوْلُهُمْ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٦﴾ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا
هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٧﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ
﴿٧٨﴾ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴿٧٩﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ
الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿٨٠﴾ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿٨١﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ
لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٨٢﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٨٣﴾

یٰسین۔ حکمت بھرے قرآن کی قسم۔ تم یقینا پیغمبروں میں سے ہو۔ بالکل سیدھے راستے پر۔ یہ قرآن اس ذات کی طرف سے اتارا جارہا ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے، جس کی رحمت بھی کامل۔ تاکہ تم ان لوگوں کو خبردار کرو جن کے باپ دادوں کو پہلے خبردار نہیں کیا گیا تھا، اس لیے وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگوں کے بارے میں بات پوری ہوچکی ہے۔ اس لیے وہ ایمان نہیں لاتے۔ ہم نے ان کے گلوں میں طوق ڈال رکھے ہیں، جو ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں، اور اس وجہ سے ان کے سر اوپر کو اٹھے رہ گئے ہیں۔ اور ہم نے ایک آڑ ان کے آگے کھڑی کردی ہے، اور ایک آڑ ان کے پیچھے کھڑی کردی ہے، اور اس طرح انہیں ہر طرف سے ڈھانک

لیا ہے جس کے نتیجے میں انہیں کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ اور ان کے لیے دونوں باتیں برابر ہیں، چاہے تم انہیں خبر دار کرو، یا خبردار نہ کرو، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ تم تو صرف ایسے شخص کو خبردار کرسکتے ہو جو نصیحت پر چلے، اور خدائے رحمٰن کو دیکھے بغیر اس سے ڈرے۔ چنانچہ ایسے شخص کو تم مغفرت اور باعزت اجر کی خوشخبری سنا دو۔ یقینا ہم ہی مردوں کو زندہ کریں گے، اور جو کچھ عمل انہوں نے آگے بھیجے ہیں ہم ان کو بھی لکھتے جاتے ہیں اور ان کے کاموں کے جو اثرات ہیں ان کو بھی۔ اور ہم نے ایک واضح کتاب میں ہر ہر چیز کا پورا احاطہ کر رکھا ہے۔ اور (اے پیغمبر) تم ان کے سامنے ایک بستی والوں کی مثال پیش کرو، جب ان کے پاس رسول آئے تھے۔ جب ہم نے ان کے پاس (شروع میں) دو رسول بھیجے، تو انہوں نے دونوں کو جھٹلا دیا، پھر ہم نے ایک تیسرے کے ذریعے ان کی تائید کی، اور ان سب نے کہا کہ: یقین جانو ہمیں تمہارے پاس رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ انہوں نے کہا: تمہاری حقیقت اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ تم ہم جیسے ہی آدمی ہو۔ اور خدائے رحمٰن نے کوئی چیز نازل نہیں کی ہے، اور تم سراسر جھوٹ بول رہے ہو۔ ان (رسولوں) نے کہا: ہمارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ ہمیں واقعی تمہارے پاس رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اور ہماری ذمہ داری اس سے زیادہ نہیں ہے کہ صاف صاف پیغام پہنچا دیں۔ بستی والوں نے کہا: ہم نے تو تمہارے اندر نحوست محسوس کی ہے۔ یقین جانو اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم پر پتھر برسائیں گے، اور ہمارے ہاتھوں تمہیں بڑی دردناک سزا ملے گی۔ رسولوں نے کہا: تمہاری نحوست خود تمہارے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ کیا یہ باتیں اس لیے کر رہے ہو کہ تمہیں نصیحت کی بات پہنچائی گئی ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ تم خود حد سے گزرے ہوئے لوگ ہو۔ اور شہر کے پرلے علاقے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے

کہا: اے میری قوم کے لوگو ! ان رسولوں کا کہنا مان لو۔ان لوگوں کا کہنا مان لو جو تم سے کوئی اجرت نہیں مانگ رہے، اور وہ صحیح راستے پر ہیں۔اور بھلا میں اس ذات کی عبادت کیوں نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے ؟ اور اسی کی طرف تم سب کو واپس بھیجا جائے گا۔بھلا کیا اسے چھوڑ کر میں ایسوں کو معبود مانوں کہ اگر خدائے رحمٰن مجھے کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ کرلے تو ان کی سفارش میرے کسی کام نہ آئے، اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں؟اگر میں ایسا کروں گا تو یقینا میں کھلی گمراہی میں مبتلا ہوجاؤں گا۔میں تو تمہارے پروردگار پر ایمان لاچکا۔ اب تم بھی میری بات سن لو۔(آخر کار بستی والوں نے اس کو قتل کردیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس سے) کہا گیا کہ : جنت میں داخل ہوجاؤ۔ اس نے

(جنت کی نعمتیں دیکھ کر) کہا کہ : کاش ! میری قوم کو معلوم ہوجائے۔کہ اللہ نے کس طرح میری بخشش کی ہے، اور مجھے باعزت لوگوں میں شامل کیا ہے۔اور اس شخص کے بعد ہم نے اس کی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہیں اتارا، اور نہ ہمیں اتارنے کی ضرورت تھی۔ وہ تو بس ایک ہی چنگھاڑ تھی جس سے وہ ایک دم بجھ کر رہ گئے۔افسوس ہے ایسے بندوں کے حال پر۔ ان کے پاس کوئی رسول ایسا نہیں آیا جس کا وہ

مذاق نہ اڑاتے رہے ہوں۔کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے ہم کتنی قوموں کو اس طرح ہلاک کر چکے ہیں کہ وہ ان کے پاس لوٹ کر نہیں آتے ؟اور یہ جتنے لوگ ہیں ان سبھی کو اکٹھا کر کے ہمارے سامنے حاضر کیا جائے گا۔اور ان کے لیے ایک نشانی وہ زمین ہے جو مردہ پڑی ہوئی تھی، ہم نے اسے زندگی عطا کی، اور اس نے غلہ نکالا، جس کی خوراک یہ کھاتے ہیں۔اور ہم نے اس زمین میں

کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کیے، اور ایسا انتظام کیا کہ اس میں سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلے۔تاکہ یہ اس کی پیداوار میں سے کھائیں، حالانکہ اس کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا تھا۔ کیا پھر بھی یہ شکر نہیں کریں گے ؟پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے جوڑے پیدا کیے ہیں، اس پیداوار کے بھی جو زمین اگاتی ہے، اور خود انسانوں کے بھی، اور ان چیزوں کے بھی جنہیں یہ لوگ (ابھی) جانتے تک نہیں ہیں۔ اور ان کے لیے ایک اور نشانی رات ہے۔ ہم اس پر سے دن کا چھلکا اتار لیتے ہیں تو وہ یکایک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔ اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جارہا ہے۔ یہ سب اس ذات کا مقرر کیا ہوا نظام ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے، جس کا علم بھی کامل۔اور چاند ہے کہ ہم نے اس کی منزلیں ناپ تول کر مقرر کردی ہیں،یہاں تک کہ وہ جب (ان منزلوں کے دورے سے) لوٹ کر آتا ہے تو کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح (پتلا) ہو کر رہ جاتا ہے۔ نہ تو سورج کی یہ مجال ہے کہ وہ چاند کو جاپکڑے، اور نہ رات دن سے آگے نکل سکتی ہے، اور یہ سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔اور ان کے لیے ایک اور نشانی یہ ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا،اور ہم نے ان کے لیے اسی جیسی اور چیزیں بھی پیدا کیں جن پر یہ سواری کرتے ہیں۔اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر ڈالیں، جس کے بعد نہ تو کوئی ان کی فریاد کو پہنچے اور نہ ان کی جان بچائی جاسکے۔لیکن یہ سب ہماری طرف سے ایک رحمت ہے، اور ایک معین وقت تک (زندگی کا) مزہ اٹھانے کا موقع ہے۔ (جو انہیں دیا جارہا ہے)اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ : بچو اس (عذاب) سے جو تمہارے

سامنے ہے، اور جو تمہارے (مرنے کے) کے بعد آئے گا تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (تو وہ ذرا کان نہیں دھرتے)اور ان کے پروردگار کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ایسی نہیں آتی جس سے وہ منہ نہ موڑ لیتے ہوں۔اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ : اللہ نے تمہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے (غریبوں پر بھی) خرچ کرو، تو یہ کافر لوگ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ : کیا ہم ان لوگوں کو کھانا کھلائیں جنہیں اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا ؟ (مسلمانو) تمہاری حقیقت اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ تم کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔اور کہتے ہیں کہ : یہ (قیامت کا) وعدہ کب پورا ہو گا؟ (مسلمانو) بتاؤ، اگر تم سچے ہو۔(دراصل) یہ لوگ بس ایک چنگھاڑ کا انتظار کر رہے ہیں جو ان کی حجت بازی کے عین درمیان انہیں آپکڑے گی۔پھر نہ یہ کوئی وصیت کر سکیں گے، اور نہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جاسکیں گے۔اور صور پھونکا جائے گا تو یکایک یہ اپنی قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف تیزی سے روانہ ہوجائیں گے۔کہیں گے کہ : ہائے ہماری کم بختی ! ہمیں کس نے ہمارے مرقد سے اٹھا کھڑا کیا ہے ؟ (جواب ملے گا کہ) یہ وہی چیز ہے جس کا خدائے رحمٰن نے وعدہ کیا تھا، اور پیغمبروں نے سچی بات کہی تھی۔اور کچھ نہیں،

بس ایک زور کی آواز ہوگی، جس کے بعد یہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کردیے جائیں گے۔چنانچہ اس دن کسی شخص پر کوئی ظلم نہیں ہو گا، اور تمہیں کسی اور چیز کا نہیں، بلکہ انہیں کاموں کا بدلہ ملے گا جو تم کیا کرتے تھے۔جنت والے لوگ اس دن یقینا اپنے مشغلے میں مگن ہوں گے۔اور وہ ان کی بیویاں گھنے سایوں میں آرام دہ نشستوں پر ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے۔وہاں ان کے لیے میوے ہوں گے، اور انہیں ہر وہ

چیز ملے گی جو وہ منگوائیں گے۔ رحمت والے پروردگار کی طرف سے انہیں سلام کہا جائے گا۔(اور کافروں سے کہا جائے گا کہ) اے مجرمو! آج تم (مومنوں سے) الگ ہو جاؤ۔ اے آدم کے بیٹو! کیا میں نے تمہیں یہ تاکید نہیں کر دی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور یہ کہ تم میری عبادت کرنا، یہی سیدھا راستہ ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ شیطان نے تم میں سے ایک بڑی خلقت کو گمراہ کر ڈالا۔ تو کیا تم سمجھتے نہیں تھے۔ ؟یہ ہے وہ جہنم جس سے تمہیں ڈرایا جاتا تھا۔ آج اس میں داخل ہو جاؤ، کیونکہ تم کفر کیا کرتے تھے۔ آج کے دن ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے، اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے، اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے کہ وہ کیا کمائی کیا کرتے تھے۔ (اور اگر ہم چاہیں تو (یہیں دنیا میں ان کی آنکھیں ملیا میٹ کر دیں، پھر یہ راستے (کی تلاش) میں بھاگے پھریں، لیکن انہیں کہاں کچھ سجھائی دے گا۔ ؟اور اگر ہم چاہیں تو ان کی اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے ان کی صورتیں اس طرح مسخ کر دیں کہ یہ نہ آگے بڑھ سکیں، اور نہ پیچھے لوٹ سکیں۔ اور ہم جس شخص کو لمبی عمر دیتے ہیں اسے تخلیقی اعتبار سے الٹ ہی دیتے ہیں۔ کیا پھر بھی انہیں عقل نہیں آتی؟ اور ہم نے (اپنے) ان (پیغمبر) کو نہ شاعری سکھائی ہے، اور نہ وہ ان کے شایان شان ہے۔ یہ تو بس ایک نصیحت کی بات ہے، اور ایسا قرآن جو حقیقت کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔ تاکہ ہر اس شخص کو خبردار کرے جو زندہ ہو، اور تاکہ کفر کرنے والوں پر حجت پوری ہو جائے۔ اور کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لیے مویشی پیدا کیے، اور یہ ان کے مالک بنے ہوئے ہیں؟ اور ہم نے ان مویشیوں کو ان کے قابو میں دے

دیا ہے، چنانچہ ان میں سے کچھ وہ ہیں جو ان کی سواری بنے ہوئے ہیں، اور کچھ وہ ہیں جنہیں یہ کھاتے ہیں۔ نیز ان کو ان مویشیوں سے اور بھی فوائد حاصل ہوتے ہیں، اور پینے کی چیزیں ملتی ہیں۔ کیا پھر بھی یہ شکر نہیں بجا لائیں گے ؟اور انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اس امید پر دوسرے خدا بنا رکھے ہیں کہ انہیں (ان سے) مدد ملے۔ان میں یہ طاقت ہی نہیں ہے کہ ان کی مدد کر سکیں، بلکہ وہ ان کے لیے ایک ایسا (مخالف) لشکر بنیں گے جسے (قیامت میں ان کے سامنے) حاضر کرلیا جائے گا۔غرض (اے پیغمبر) ان کی باتیں تمہیں رنجیدہ نہ کریں۔ یقین جانو ہمیں سب معلوم ہے کہ یہ کیا کچھ چھپاتے، اور کیا کچھ ظاہر کرتے ہیں۔اور کیا انسان نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا تھا؟ پھر اچانک وہ کھلم کھلا جھگڑا کرنے والا بن گیا۔ہمارے بارے میں تو وہ باتیں بناتا ہے، اور خود اپنی پیدائش کو بھلا بیٹھا ہے، کہتا ہے کہ : ان ہڈیوں کو کون زندگی دے گا جبکہ وہ گل چکی ہوں گی ؟ کہہ دو کہ : ان کو وہی زندگی دے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا، اور وہ پیدا کرنے کا ہر کام جانتا ہے۔وہی ہے جس نے تمہارے لیے سرسبز درخت سے آگ پیدا کردی ہے۔ پھر تم ذرا سی دیر میں اس سے سلگانے کا کام لیتے ہو۔ بھلا جس ذات نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ ان جیسوں کو (دوبارہ) پیدا کرسکے ؟ کیوں نہیں؟ جبکہ وہ سب کچھ پیدا کرنے کی پوری مہارت رکھتا ہے۔اس کا معاملہ تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرلے تو صرف اتنا کہتا ہے کہ : ہوجا۔ بس وہ ہوجاتی ہے۔غرض پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور اسی کی طرف تم سب کو آخر کار لے جایا جائے گا۔

سورۃ حشر

نوٹ: سورۃ حشر میں اللہ تعالیٰ کے اِسمَاءِ گرامی آئے ہیں۔اس سورہ حشر کا آخری رکوع بھی پڑھنا بہتر ہے۔

سورہ حشر کا آخری رکوع درج ذیل ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾

سورہ حشر کا آخری رکوع کا ترجمہ:

اے ایمان والو ! اللہ سے ڈرو، اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے۔ اور اللہ سے ڈرو۔ یقین رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔اور تم ان جیسے نہ ہوجانا جو اللہ کو بھول بیٹھے تھے، تو اللہ نے انہیں خود اپنے آپ سے غافل کردیا۔ وہی لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔جنت والے اور دوزخ والے برابر نہیں ہوسکتے۔ جنت والے ہی وہ ہیں جو کامیاب ہیں۔اگر ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارا ہوتا تو تم اسے دیکھتے کہ وہ اللہ کے رعب سے جھکا جارہا ہے، اور پھٹا پڑتا ہے۔ اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے سامنے اس لیے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غوروفکر سے کام لیں۔وہ اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ چھپی اور کھلی ہر بات کو جاننے والا ہے۔ وہی ہے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے۔وہ اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، جو بادشاہ ہے، تقدس کا مالک ہے، سلامتی دینے والا ہے، امن بخشنے والا ہے، سب کا نگہبان ہے، بڑے اقتدار والا ہے، ہر خرابی کی اصلاح کرنے والا ہے، بڑائی کا مالک ہے۔ پاک ہے اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔وہ اللہ وہی ہے جو پیدا کرنے والا ہے، وجود میں لانے والا ہے صورت بنانے والا ہے، (۱۴) اسی کے سب سے اچھے نام ہیں۔ آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں وہ اس کی تسبیح کرتی ہیں، اور وہی ہے جو اقتدار کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک۔

سورۃ واقعہ پڑھنے کا اجر

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من قرا الواقعة كل ليلة لم يفتقر.(رواه البيهقي في شعب الايمان: ٢/ ٤٩١)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:جس شخص نے ہر رات سورہ واقعہ پڑھی اس پر فقر نہیں آئے گا۔(بیہقی)

سورہ واقعہ درج ذیل ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِذَا وَقَعَتِ الۡوَاقِعَۃُ ﴿۱﴾ لَیۡسَ لِوَقۡعَتِہَا کَاذِبَۃٌ ﴿۲﴾ خَافِضَۃٌ رَّافِعَۃٌ ﴿۳﴾ اِذَا رُجَّتِ
الۡاَرۡضُ رَجًّا ﴿۴﴾ وَّبُسَّتِ الۡجِبَالُ بَسًّا ﴿۵﴾ فَکَانَتۡ ہَبَآءً مُّنۡۢبَثًّا ﴿۶﴾ وَّکُنۡتُمۡ
اَزۡوَاجًا ثَلٰثَۃً ﴿۷﴾ فَاَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَۃِ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَۃِ ﴿۸﴾ وَاَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَۃِ مَاۤ
اَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَۃِ ﴿۹﴾ وَالسّٰبِقُوۡنَ السّٰبِقُوۡنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِکَ الۡمُقَرَّبُوۡنَ ﴿۱۱﴾ فِیۡ جَنّٰتِ
النَّعِیۡمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّۃٌ مِّنَ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۳﴾ وَقَلِیۡلٌ مِّنَ الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۱۴﴾ عَلٰی سُرُرٍ مَّوۡضُوۡنَۃٍ
﴿۱۵﴾ مُّتَّکِـِٕیۡنَ عَلَیۡہَا مُتَقٰبِلِیۡنَ ﴿۱۶﴾ یَطُوۡفُ عَلَیۡہِمۡ وِلۡدَانٌ مُّخَلَّدُوۡنَ ﴿۱۷﴾ بِاَکۡوَابٍ
وَّاَبَارِیۡقَ ۙ وَکَاۡسٍ مِّنۡ مَّعِیۡنٍ ﴿۱۸﴾ لَّا یُصَدَّعُوۡنَ عَنۡہَا وَلَا یُنۡزِفُوۡنَ ﴿۱۹﴾ وَفَاکِہَۃٍ مِّمَّا
یَتَخَیَّرُوۡنَ ﴿۲۰﴾ وَلَحۡمِ طَیۡرٍ مِّمَّا یَشۡتَہُوۡنَ ﴿۲۱﴾ وَحُوۡرٌ عِیۡنٌ ﴿۲۲﴾ کَاَمۡثَالِ اللُّؤۡلُؤِ
الۡمَکۡنُوۡنِ ﴿۲۳﴾ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۴﴾ لَا یَسۡمَعُوۡنَ فِیۡہَا لَغۡوًا وَّلَا تَاۡثِیۡمًا ﴿۲۵﴾
اِلَّا قِیۡلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾ وَاَصۡحٰبُ الۡیَمِیۡنِ ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡیَمِیۡنِ ﴿۲۷﴾ فِیۡ سِدۡرٍ مَّخۡضُوۡدٍ
﴿۲۸﴾ وَّطَلۡحٍ مَّنۡضُوۡدٍ ﴿۲۹﴾ وَّظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ ﴿۳۰﴾ وَّمَآءٍ مَّسۡکُوۡبٍ ﴿۳۱﴾ وَّفَاکِہَۃٍ
کَثِیۡرَۃٍ ﴿۳۲﴾ لَّا مَقۡطُوۡعَۃٍ وَّلَا مَمۡنُوۡعَۃٍ ﴿۳۳﴾ وَّفُرُشٍ مَّرۡفُوۡعَۃٍ ﴿۳۴﴾ اِنَّاۤ اَنۡشَاۡنٰہُنَّ
اِنۡشَآءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلۡنٰہُنَّ اَبۡکَارًا ﴿۳۶﴾ عُرُبًا اَتۡرَابًا ﴿۳۷﴾ لِّاَصۡحٰبِ الۡیَمِیۡنِ ﴿۳۸﴾ ثُلَّۃٌ مِّنَ
الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۳۹﴾ وَثُلَّۃٌ مِّنَ الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۴۰﴾ وَاَصۡحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾
فِیۡ سَمُوۡمٍ وَّحَمِیۡمٍ ﴿۴۲﴾ وَّظِلٍّ مِّنۡ یَّحۡمُوۡمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّلَا کَرِیۡمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا
قَبۡلَ ذٰلِکَ مُتۡرَفِیۡنَ ﴿۴۵﴾ وَکَانُوۡا یُصِرُّوۡنَ عَلَی الۡحِنۡثِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۴۶﴾ وَکَانُوۡا یَقُوۡلُوۡنَ ۙ
اَئِذَا مِتۡنَا وَکُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ ﴿۴۷﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا الۡاَوَّلُوۡنَ ﴿۴۸﴾ قُلۡ اِنَّ
الۡاَوَّلِیۡنَ وَالۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجۡمُوۡعُوۡنَ ۙ اِلٰی مِیۡقَاتِ یَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ اِنَّکُمۡ اَیُّہَا
الضَّآلُّوۡنَ الۡمُکَذِّبُوۡنَ ﴿۵۱﴾ لَاٰکِلُوۡنَ مِنۡ شَجَرٍ مِّنۡ زَقُّوۡمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِـُٔوۡنَ مِنۡہَا الۡبُطُوۡنَ
﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوۡنَ عَلَیۡہِ مِنَ الۡحَمِیۡمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوۡنَ شُرۡبَ الۡہِیۡمِ ﴿۵۵﴾

هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۵۶﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا
تُمْنُوْنَ ﴿۵۸﴾ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا
نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۶۰﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾
وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾
ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ
﴿۶۵﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ
﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا
فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ
نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ
الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ
﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾
تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَتَجْعَلُوْنَ
رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَاَنْتُمْ حِيْنَىِٕذٍ
تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ
غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ
﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾
فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾
فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ
بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾

سورہ واقعہ کا ترجمہ:

جب وہ ہونے والا واقعہ پیش آجائے گا۔ تو اس کے پیش آنے کو کوئی جھٹلانے والا نہیں ہوگا۔وہ ایک تہہ و بالا کرنے والی چیز ہوگی۔جب زمین ایک بھونچال سے جھنجوڑ دی جائے گی۔اور پہاڑوں کو پیس کر چورا کردیا جائے گا۔یہاں تک کہ وہ بکھرا ہوا غبار بن کر رہ جائیں گے۔اور (لوگو) تم تین قسموں میں بٹ جاؤ گے۔چنانچہ جو دائیں ہاتھ والے ہیں، کیا کہنا ان دائیں ہاتھ والوں کا۔ اور جو بائیں ہاتھ والے ہیں، کیا بتائیں وہ بائیں ہاتھ والے کیا ہیں؟ اور جو سبقت لے جانے والے ہیں، وہ تو ہیں ہی سبقت لے جانے والے وہی ہیں جو اللہ کے خاص مقرب بندے ہیں۔وہ نعمتوں کے باغات میں ہوں گے۔شروع کے لوگوں میں سے بہت سے۔اور بعد کے لوگوں میں سے تھوڑے۔ سونے کے تاروں سے بنی ہوئی اونچی نشستوں پر۔ایک دوسرے کے سامنے ان پر تکیہ لگائے ہوئے۔سدا رہنے والے لڑکے ان کے سامنے گردش میں ہوں گے۔ایسی شراب کے پیالے، جگ اور جام لے کر۔جس سے نہ ان کے سر میں درد ہوگا، اور نہ ان کے ہوش اڑیں گے۔اور وہ پھل لے کر جو وہ پسند کریں۔اور پرندوں کا وہ گوشت لے کر جس کو ان کا دل چاہے۔اور وہ بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں۔ایسی جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔یہ سب بدلہ ہوگا ان کاموں کا جو وہ کیا کرتے تھے۔وہ اس جنت میں نہ کوئی بے ہودہ بات

سنیں گے۔ اور نہ کوئی گناہ کی بات۔ہاں جو بات ہوگی، سلامتی ہی سلامتی کی ہوگی۔اور وہ جو دائیں ہاتھ والے ہوں گے، کیا کہنا ان دائیں ہاتھ والوں کا۔(وہ عیش کریں گے) کانٹوں سے پاک بیریوں میں۔اور اوپر تلے لدے ہوئے کیلے کے درختوں میں۔اور دور تک پھیلے ہوئے سائے میں۔اور بہتے ہوئے پانی میں۔اور ڈھیر سارے پھلوں میں۔جو نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ ان پر کوئی روک ٹوک ہوگی۔اور اونچے رکھے ہوئے فرشوں میں۔یقین جانو، ہم نے ان عورتوں کو نئی اٹھان دی ہے۔چنانچہ انہیں کنواریاں بنایا ہے۔(شوہروں کے لیے) محبت سے بھری ہوئی، عمر میں برابر۔سب کچھ دائیں ہاتھ والوں کے لیے۔(جن میں سے) بہت سے شروع کے لوگوں میں سے ہوں گے۔اور بہت سے بعد والوں میں سے۔اور جو بائیں ہاتھ والے ہیں، کیا بتائیں بائیں ہاتھ والے کیا ہیں؟وہ ہوں گے تپتی ہوئی لو میں، اور کھولتے ہوئے پانی میں۔اور سیاہ دھویں کے سائے میں نہ ٹھنڈا ہوگا، نہ کوئی فائدہ پہنچانے والا۔یہ لوگ اس سے پہلے بڑے عیش میں تھے۔اور بڑے بھاری گناہ پر اڑے رہتے تھے۔اور کہا کرتے تھے کہ: کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں بن کر رہ جائیں گے، تو کیا ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟اور کیا ہمارے پہلے گزرے ہوئے باپ دادوں کو بھی؟ کہہ دو کہ: یقیناً سب اگلے اور پچھلے۔ایک متعین دن کے طے شدہ وقت پر ضرور اکٹھے کیے جائیں گے۔پھر اے جھٹلانے والے گمراہو، تم لوگوں کو ایک ایسے درخت میں سے کھانا پڑے گا جس کا نام زقوم ہے۔ پھر اسی سے پیٹ بھرنے ہوں گے۔پھر اس کے اوپر سے کھولتا ہوا پانی پینا پڑے گا۔اور پینا بھی اس طرح جیسے پیاس کی بیماری والے اونٹ پیتے ہیں۔ یہ ہوگی جزا و سزا کے دن ان لوگوں کی مہمانی۔ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے، پھر تم تصدیق کیوں نہیں کرتے؟ذرا یہ بتلاؤ کہ جو نطفہ تم ٹپکاتے ہو۔کیا اسے تم پیدا کرتے ہو یا پیدا کرنے والے ہم ہیں؟ہم نے ہی تمہارے درمیان موت کے فیصلے کر رکھے ہیں اور کوئی نہیں ہے جو ہمیں اس بات سے عاجز کرسکے۔کہ ہم تمہاری جگہ تم جیسے اور لوگ لے آئیں، اور تمہیں پھر سے کسی ایسی حالت میں پیدا کردیں جسے تم نہیں جانتے۔ اور تمہیں اپنی پہلی پیدائش کا پورا پتہ ہے،

پھر کیوں سبق نہیں لیتے؟اچھا یہ بتاؤ کہ جو کچھ تم زمین میں بوتے ہو،کیا اسے تم اگاتے ہو یا اگانے والے ہم ہیں؟اگر ہم چاہیں تو اسے چورا چورا کر ڈالیں، جس پر تم بھونچکے رہ جاؤ۔کہ ہم پر تو تاوان پڑگیا۔بلکہ ہم ہیں ہی بد نصیب۔اچھا یہ بتاؤ کہ یہ پانی جو تم پیتے ہو۔کیا اسے بادلوں سے تم نے اتارا ہے، یا اتارنے والے ہم ہیں؟اگر ہم چاہیں تو اسے کڑوا بنا کر رکھ دیں، پھر تم کیوں شکر ادا نہیں کرتے؟اچھا یہ بتاؤ کہ یہ آگ جو تم سلگاتے ہو۔کیا اس کا درخت تم نے پیدا کیا ہے، یا پیدا کرنے والے ہم ہیں؟ہم نے ہی اس کو نصیحت کا سامان اور صحرائی مسافروں کے لیے فائدے کی چیز بنایا ہے۔لہٰذا (اے پیغمبر) تم اپنے عظیم پروردگار کا نام لے کر اس کی تسبیح کرو۔اب میں ان جگہوں کی قسم کھا کر کہتا ہوں جہاں ستارے گرتے ہیں۔اور اگر تم سمجھو تو یہ بڑی زبردست قسم ہے۔کہ یہ بڑا باوقار قرآن ہے؟جو ایک محفوظ کتاب میں (پہلے سے) درج ہے۔اس کو وہی لوگ چھوتے ہیں جو خوب پاک ہیں۔ یہ تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا جارہا ہے۔کیا پھر بھی تم اس کلام سے بے پروائی برتتے ہو؟اور تم نے اسی کو اپنا روزگار بنا لیا ہے کہ (اس کو) جھٹلاتے رہو؟پھر ایسا کیوں نہیں ہوتا ہے کہ جب (کسی کی) جان گلے تک پہنچ جاتی ہے۔اور اس وقت تم (حسرت سے اس کو) دیکھ رہے ہوتے ہو۔اور تم سے زیادہ ہم اس کے قریب ہوتے ہیں، مگر تمہیں نظر نہیں آتا۔اگر تمہارا حساب کتاب ہونے والا نہیں ہے تو ایسا کیوں نہیں ہوتا۔کہ تم اس جان کو واپس لے آؤ، اگر تم سچے ہو؟ پھر اگر وہ (مرنے والا) اللہ کے مقرب بندوں میں سے ہو۔تو (اس کے لیے) آرام ہی آرام ہے، خوشبو ہی خوشبو ہے، اور نعمتوں سے بھرا باغ ہے۔اور اگر وہ دائیں ہاتھ والوں میں سے ہو۔ تو (اس سے کہا جائے گا کہ) تمہارے لیے سلامتی ہی سلامتی ہے کہ تم دائیں ہاتھ والوں میں سے ہو۔اور اگر وہ ان گمراہوں میں سے ہو جو حق کو جھٹلانے والے تھے۔تو (اس کے لیے) کھولتے ہوئے پانی کی مہمانی ہے۔اور دوزخ کا داخلہ ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ بالکل صحیح معنی میں یہی یقینی بات ہے۔لہٰذا (اے پیغمبر) تم اپنے عظیم پروردگار کا نام لے کر اس کی تسبیح کرو۔

سورة القدر

سورۃ القدر چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔

(فردوس دیلمی بحوالہ مسند احمد حاشیہ ،جلد:۱،ص:۲۸۲)

سورہ قدر مندرجہ ذیل ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ﴿۱﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ﴿۲﴾ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ﴿۵﴾

بیشک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا چیز ہے؟شبِ قدر ایک ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور روح الامین اپنے پروردگار کی اجازت سے ہر کام کے لیے اترتے ہیں۔وہ رات سراپا سلامتی ہے فجر کے طلوع ہونے تک۔

سورة اذا زلزلت ۔ سورة اخلاص ۔ سورة الكافرون

عن ابن عباسی رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا زلزلت تعدل نصف القرآن، وقل هو الله احد تعدل ثلث القرآن، وقل يايها الكافرون تعدل ربع القرآن.(وراه الترمذي وقال هذا حديث غريب، باب ماجاء في اذا زلزلت، رقم: ٢٨٩٤)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سورۃ اذا زلزلت آدھے قرآن کے برابر ہے۔سورۃ قل ھواللہ احد ایک تہائی قرآن کے برابر ہے اور سورۃ قل یایھاالکافرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔(ترمذی)

ف: قرآن کریم میں انسان کی دنیا اور آخرت کی زندگی کو بیان کیا گیا ہے اور سورۃ اذا زلزلت میں آخرت کی زندگی کا موثر انداز میں بیان ہے اس لئے یہ سورت آدھے قرآن کے برابر ہے۔ سورۃ قل ھواللہ احد کو ایک تہائی قرآن کے برابر اس لئے فرمایا کہ قرآن کریم میں بنیادی طور پر تین قسم کے مضمون مذکور ہیں:واقعات،احکامات،توحید۔سورۃ قل ھواللہ احد میں توحید کا بیان نہایت عمدہ طریقے پر کیا گیا ہے۔ سورۃ قل یایھاالکافرون چوتھائی قرآن کے برابر اس طور پر ہے کہ اگر قرآن کریم میں توحید،نبوت،احکام،واقعات یہ چار مضمون سمجھے جائیں تو اس سورت میں توحید کا بہت اعلیٰ بیان ہے۔

بعض علماء کے نزدیک ان سورتوں کے آدھے،تہائی اور چوتھائی قرآن کریم کے برابر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان سورتوں کی تلاوت پر آدھے،تہائی اور چوتھائی قرآن کریم کی تلاوت کے برابر اجر ملے گا۔(مظاہر حق)

مذکورہ تینوں سورتیں درج ذیل ہیں:

سورۃ الزلزال درج ذیل ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا ﴿۱﴾ وَاَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا ﴿۲﴾ وَقَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَهَا ﴿۳﴾ یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَهَا ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوۡحٰی لَهَا ﴿۵﴾ یَوۡمَئِذٍ یَّصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا لِّیُرَوۡا اَعۡمَالَهُمۡ ﴿۶﴾ فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَیۡرًا یَّرَهٗ ﴿۷﴾ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ﴿۸﴾

جب زمین اپنے بھونچال سے جھنجوڑدی جائے گی۔اور زمین اپنے بوجھ باہر نکال دے گی۔ اور انسان کہے گا کہ اس کو کیا ہوگیا ہے ؟اس دن زمین اپنی ساری خبریں بتا دے گی۔کیونکہ تمہارے پروردگار نے اسے یہی حکم دیا ہوگا۔اس روز لوگ مختلف ٹولیوں میں واپس ہوں گے، تاکہ ان کے اعمال انہیں دکھا دیے جائیں۔چنانچہ جس نے ذرہ برابر کوئی اچھائی کی ہوگی وہ اسے دیکھے گا۔اور جس نے ذرہ برابر کوئی برائی کی ہوگی، وہ اسے دیکھے گا۔

سورۃ الکافرون درج ذیل ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

قُلۡ یٰۤاَیُّهَا الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿۱﴾ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۲﴾ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ﴿۳﴾

وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ ﴿۴﴾ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ﴿۵﴾ لَكُمۡ دِیۡنُكُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ ﴿۶﴾

تم کہہ دو کہ : اے حق کا انکار کرنے والو۔ میں ان چیزوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور تم اس کی عبادت نہیں کرتے جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اور نہ میں (آئندہ) اس کی عبادت کرنے والا ہوں جس کی عبادت تم کرتے ہو۔ اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین۔

سورۃ الاخلاص درج ذیل ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ ﴿۳﴾ وَلَمۡ یَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

کہہ دو : بات یہ ہے کہ اللہ ہر لحاظ سے ایک ہے۔ اللہ ہی ایسا ہے کہ سب اس کے محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے، اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ اور اس کے جوڑ کا کوئی نہیں۔

سورۃ العادیات

سورۃ العادیات دو مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔

(ابو عبیدہ بحوالہ تفسیر مواہب الرحمن، جلد:۱، ص:۱۳۰)

سورۃ العادیات مندرجہ ذیل ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالۡعٰدِیٰتِ ضَبۡحًا ﴿۱﴾ فَالۡمُوۡرِیٰتِ قَدۡحًا ﴿۲﴾ فَالۡمُغِیۡرٰتِ صُبۡحًا ﴿۳﴾ فَاَثَرۡنَ بِہٖ نَقۡعًا ﴿۴﴾ فَوَسَطۡنَ بِہٖ جَمۡعًا ﴿۵﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لِرَبِّہٖ لَکَنُوۡدٌ ﴿۶﴾ وَاِنَّہٗ عَلٰی ذٰلِکَ لَشَہِیۡدٌ ﴿۷﴾ وَاِنَّہٗ لِحُبِّ الۡخَیۡرِ لَشَدِیۡدٌ ﴿۸﴾ اَفَلَا یَعۡلَمُ اِذَا بُعۡثِرَ مَا فِی الۡقُبُوۡرِ ﴿۹﴾ وَحُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوۡرِ ﴿۱۰﴾ اِنَّ رَبَّہُمۡ بِہِمۡ یَوۡمَئِذٍ لَّخَبِیۡرٌ ﴿۱۱﴾

قسم ہے ان گھوڑوں کی جو ہانپ ہانپ کر دوڑتے ہیں۔ پھر جو (اپنی ٹاپوں سے) چنگاریاں اڑاتے ہیں۔ پھر صبح کے وقت یلغار کرتے ہیں۔ پھر اس موقع پر غبار اڑاتے ہیں۔ پھر اسی وقت کسی جمگھٹے کے بیچوں بیچ جا گھستے ہیں۔ کہ انسان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے۔ اور وہ خود اس بات کا گواہ ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ مال کی محبت میں بہت پکا ہے۔ بھلا کیا وہ وقت اسے معلوم نہیں ہے جب قبروں میں جو کچھ ہے اسے باہر بکھیر دیا جائے گا۔ اور سینوں میں جو کچھ ہے اسے ظاہر کر دیا جائے گا۔ یقینا ان کا پروردگار اس دن ان (کی جو حالت ہو گی اس) سے پوری طرح باخبر ہے۔

سورة الهاكم التكاثر

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا يستطيع احدكم ان يقرا الف آية في كل يوم، قالوا: ومن يستطيع ذلك، قال: اما يستطيع احدكم ان يقرا الهاكم التكاثر. (رواه الحاكم وقال: رواة هذا الحديث كلهم ثقات وعقبة هذا غير مشهور ووافقه الذهبي: ١/ ٥٦٧)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اس بات کی طاقت نہیں رکھتا کہ روزانہ ایک ہزار آیتیں قرآن شریف کی پڑھ لیا کرے؟صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:کس میں یہ طاقت ہے کہ روزانہ ایک ہزار آیتیں پڑھے،ارشاد فرمایا: کیا تم میں کوئی اتنا نہیں کرسکتا کہ سورہ "الھاکم التکاثر" پڑھ لیا کرے(کہ اس کا ثواب ایک ہزار آیتوں کے برابر ہے)۔(مستدرک حاکم)

نوٹ: سورہ الھاکم التکاثر کا ثواب ایک ہزار آیتوں کے برابر ہے،اور قرآن مجید میں کل ٦٦٦٦ آیتیں ہیں،اس لئے اس سورت کو سات مرتبہ پڑھنے پر ان شاء اللہ اس کا ثواب ایک قرآن کے مساوی ہوگا۔

سورۃ الھاکم التکاثر درج ذیل ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ﴿۲﴾ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴﴾ كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡيَقِيۡنِ ﴿۵﴾ لَتَرَوُنَّ الۡجَحِيۡمَ ﴿۶﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيۡنَ الۡيَقِيۡنِ ﴿۷﴾ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِيۡمِ ﴿۸﴾

ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر (دنیا کا عیش) حاصل کرنے کی ہوس نے تمہیں غفلت میں ڈال رکھا ہے۔ یہاں تک کہ تم قبرستانوں میں پہنچ جاتے ہو۔ ہرگز ایسا نہیں چاہیے۔ تمہیں عنقریب سب پتہ چل جائے گا۔ پھر (سن لو کہ) ہرگز ایسا نہیں چاہیے۔ تمہیں عنقریب سب پتہ چل جائے گا۔ ہرگز نہیں! اگر تم یقینی علم کے ساتھ یہ بات جانتے ہوتے (تو ایسا نہ کرتے) یقین جانو تم دوزخ کو ضرور دیکھو گے۔ پھر یقین جانو کہ تم اسے بالکل یقین کے ساتھ دیکھ لو گے۔ پھر تم سے اس دن نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا (کہ ان کا کیا حق ادا کیا)

سورۃ معوذتین

عن عائشة رضي الله عنها ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا اوى إلى فراشه كل ليلة جمع كفيه ثم نفث فيهما فقرا فيهما. قل هو الله احد، وقل أعوذ برب الفلق، وقل أغوذ برب الناس، ثم يمسح بهما ما استطاع من جسده، يبدا بهما على راسه ووجهه وما اقبل من جسده يفعل ذلك ثلاث مرات. (رواه أبو داؤد، با ما يقول عند النوم، رقم: ٥٠، ٥٦)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب رات کو سونے کے لئے لیٹتے تو دونوں ہتھیلیوں کو ملاتے اور (قل ھو اللہ احد)، (قل اعوذ برب الفلق) اور (قل اعوذ برب الناس) پڑھ کر ہتھیلیوں میں دم فرماتے، پھر جہاں تک آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک پہنچ سکتے ان کو جسم مبارک پر پھیرتے، پہلے سر اور چہرے اور جسم کے سامنے کے حصے پر پھیرتے۔ یہ عمل تین مرتبہ فرماتے۔ (ابو داؤد)

عن عبد الله رضي الله عنه انه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قل، فلم اقل شيئا، ثم قال: قل، فلم اقل شيءا ثم قال: قل، فقلت ما اقول يا رسول الله؟ قال: قل هو الله احد والمعوذتين، حين تمسي وحين تصبح، ثلاث مرات، تكفيك من قل شيء.(رواه أبو داؤد، باب ما يقول اذا اصبح، وقم: ٥٠٨٢)

حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ (مجھے)رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:کہو،میں چپ رہا۔پھر ارشاد فرمایا کہو،میں چپ رہا۔پھر ارشاد فرمایا:کہو، میں نے عرض کیا:یارسول اللہ! کیا کہوں؟ ارشاد فرمایا: صبح شام قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق ، قل اعوذ برب الناس تین مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ سورتیں ہر(تکلیف دینے والی)چیز سے تمہاری حفاظت کریں گی۔(ابوداؤد)
ف: بعض علماء کے نزدیک ارشاد نبوی کا مقصد یہ ہے کہ جو لوگ زیادہ نہ پڑھ سکیں وہ کم از کم یہ تین سورتیں صبح وشام پڑھ لیا کریں ،یہی ان شاء اللہ کافی ہوں گی۔(شرح الطیبی)

عن عقبة بن عامر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا عقبة بن عامر! انك لن تقرا احب إلى الله ولا ابلغ عنده من ان تقرا قل أعوذ برب الفلق فان استطعت ان لا تفوتك في صلاة فافعل.(رواه ابن حبان (واسناد قوي): ٥/ ١٥٠)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (مجھ سے)ارشاد فرمایا: اے عقبہ بن عامر! تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سورہ «قل اعوذ برب الفلق سے زیادہ محبوب اور اس سے زیادہ جلد قبول ہونے والی اور کوئی سورت نہیں پڑھ سکتے۔لہٰذا جہاں تک تم سے ہوسکے،اس کو نماز میں پڑھنا مت چھوڑو۔(ابن حبان)

عن عقبة بن عامر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الم تر آيات انزلت الليلة لم ير مثلهن قط؟ قل أعوذ برب الفلق، قل أعوذ برب الناس. (رواه مسلم، باب فضل قراءة المعوذتين، رقم: ٢٨٩١)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آج رات جو آیتیں مجھ پر نازل کی گئیں(وہ ایسی بے مثال ہیں کہ)ان جیسی آیات دیکھنے میں نہیں آئیں۔وہ سورہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ہیں۔(مسلم)

عن عقبة بن عامر رضي الله عنه قال: بينا انا اسير مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بين الجحفة والابواء إذ غشيتنا ريح وظلمة شديدة، فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم يتعوذ بـأعوذ برب الفلق وأعوذ برب الناس، وهو يقول: يا عقبة! تعوذ بهما، فما تعوذ متعوذ بمثلهما قال: وسمعته يؤمنا بهما في الصلاة.(رواه أبو داؤد، باب في المعوذتين، رقم: ١٤٦٣)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جحفہ اور ابواء کے درمیان چل رہا تھا کہ اچانک آندھی اور سخت اندھیرا ہم پر چھا گیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "قل اعوذ برب الفلق" اور "قل اعوذ برب الناس" پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ لینے لگے اور مجھ سے ارشاد فرمانے لگے: عقبہ تم بھی یہ دو سورتیں پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ لو۔کسی پناہ لینے والے نے ان جیسی دو سورتوں کی طرف کسی چیز سے پناہ نہیں لی۔یعنی اللہ تعالیٰ کی پناہ لینے میں کوئی دعا ایسی نہیں ہے جو ان دو سورتوں کی طرح ہو۔اس خصوصیت میں یہ دو سورتیں بے مثال ہیں۔حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امامت کرتے وقت ان دو سورتوں کو پڑھتے ہوئے سنا۔(ابو داؤد)

ف: جحفہ اور ابواء مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے راستہ میں دو مشہور مقام تھے۔(بذل المجہود)

سورۃ معوذتین درج ذیل ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ﴿۱﴾ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿۲﴾ وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ﴿۳﴾ وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ﴿۴﴾ وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

کہو کہ: میں صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں۔ ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے۔ اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ پھیل جائے۔ اور ان جانوں کے شر سے جو (گنڈے کی) گرہوں میں پھونک مارتی ہیں۔ اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ﴿۳﴾ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ الۡخَنَّاسِ ﴿۴﴾ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ﴿۵﴾ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿۶﴾

کہو کہ: میں پناہ مانگتا ہوں سب لوگوں کے پروردگار کی۔ سب لوگوں کے بادشاہ کی۔ سب لوگوں کے معبود کی۔ اس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو پیچھے کو چھپ جاتا ہے۔ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ چاہے وہ جنات میں سے ہو، یا انسانوں میں سے۔

اللہ کے رسول ﷺ کا ہمیشہ کے لیے معمول تھا کہ آپ ﷺ سونے سے قبل سورۃ الملک پڑھ کر سوتے تھے،احادیث میں آتا ہے کہ یہ سورت قیامت کے روز اپنے پڑھنے والے کے حق میں سفارش کرے گی حتی کہ اس کی بخشش کروالے گی۔اس سورت کو باقاعدگی سے پڑھنے والا عذاب قبر سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

(سنن الترمذی،حدیث: ۲۸۹۰، ۲۸۹۲)

سیدالاستغفار

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:"گناہوں کی معافی چاہنے کے لیے سب سے اہم دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْلِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ.

"اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے۔تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔تو نے مجھے پیدا کیا۔میں تیرا بندہ ہوں۔حسب استطاعت تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں۔میں نے جو کچھ کیا اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔اپنے اوپر تیرے انعامات کا اعتراف کرتا ہوں۔اپنے گناہوں کا اعتراف بھی کرتا ہوں۔تو مجھے بخش دے۔گناہوں کو تیرے سوا اور کوئی معاف نہیں کرسکتا۔"

گرہوں میں پھونک مارتی ہیں۔ اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

جس آدمی نے صبح کو صدق دل سے یہ دعا کی،وہ اسی روز شام سے پہلے وفات پاگیا تو اہل جنت میں ہے اور جس نے رات کو صدق دل سے یہ دعا کی،وہ اسی رات صبح سے پہلے وفات پاگیا تو اہل جنت میں ہے۔(صحیح البخاری،حدیث:۶۳۰۶)

کفارہ مجلس کی دُعا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا تھا:
”جو آدمی کسی مجلس میں بیٹھ کر بات چیت کرتا ہے، جس میں بالعموم کچھ نامناسب باتیں بھی ہو جاتی ہیں، پھر مجلس برخاست ہونے سے پہلے یہ دعا کر لیتا ہے تو مجلس کے گناہوں کا کفارہ ادا ہو جاتا ہے“۔

”سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ“

”اے اللہ! تو پاکیزہ ہے، تیری حمد کے ساتھ میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ میں تجھ سے معافی چاہتا اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔“

(جامع الترمذی، حدیث:۳۴۳۳)

قبیلہ دوس کے سردار طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ اور ان
کے اصحاب خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! دوس کے لوگوں
نے اسلام کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے
بد دعا کیجیے۔اس پر وہاں موجود چند افراد نے کہا:" اب تو دوس کے لوگوں کی
ہلاکت یقینی ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل دوس کے لیے بجائے بد دعا کرنے کے
یہ دعا فرمائی: "یااللہ! دوس کے لوگوں کو ہدایت عطا فرما اور
انہیں میرے پاس لے آ۔"
(صحیح البخاری، حدیث: ۲۹۳۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی دعا سے پناہ مانگا کرتے تھے جو قبول نہیں ہوتی۔
انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا کا تذکرہ کیا ہے،جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر
مانگا کرتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْأَرْبَعِ: مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ
لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ."

"اے اللہ! میں چار چیزوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں،ایسے علم سے جو نفع نہیں
دیتا،ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو،ایسے نفس سے جو کبھی سیر نہ ہو اور
ایسی دعا سے جس کی سنوائی نہیں ہوتی۔"
(صحیح ابی داؤد:۱۵۴۸)

بیمار پرسی کی دعا

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:"جس آدمی نے ایسے مریض کی بیمار پرسی کی جس کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا اور اس کے قریب بیٹھ کر سات مرتبہ یہ الفاظ کہے:

"أَسْأَلُ اللهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ."

"میں عظمتوں والے اللہ، بہت بڑے عرش کے رب سے سوال کرتا ہوں

کہ وہ آپ کو شفا عطا فرمائے"

بیمار پرسی کرنے والا یہ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ مریض کو صحت یاب کر دیتا ہے۔

(جامع الترمذی، حدیث:۲۰۸۳)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بچے سے دعا کی درخواست

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی ایک گلی میں ایک بچے کو چلتے دیکھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نیچے جھک کر بچے سے کہا :"بیٹے! اللہ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔" صحابہ نے پوچھا: امیر المؤمنین! آپ ایک بچے سے دعا کرنے کو کہہ رہے ہیں، حالانکہ آپ خود عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں اس لیے اس سے دعا کی درخواست کر رہا ہوں کیونکہ ابھی یہ بلوغت کی عمر کو نہیں پہنچا اور ابھی اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ نہیں ہے۔(دلیل السائلین، لانس اسماعیل ابی داؤد: ۲۵۷)

عطا خراسانی کی دعا

عطا خراسانی رحمہ اللہ ہمیشہ اپنی مجلس کے اختتام پر اٹھنے سے پہلے یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

اللهم هب لنا يقينا بك حتى تهون علينا مصيبات الدنيا، وحتى نعلم أن لا يصيبنا إلا ما كتب علينا، ولا يأتينا من هذا الرزق إلا ما قسمت به.

”اے اللہ! ہمیں ایسا یقین کامل عطا فرما کہ دنیا کی مصیبتیں ہمارے سامنے حقیر ہو جائیں، ہمارا ایمان ہو کہ ہمیں وہی تکلیف پہنچتی ہے جو ہمارے مقدر میں لکھی ہوئی ہے اور ہمیں وہی رزق ملے گا جو ہماری قسمت میں ہے۔“

(الرقا والبکاء، لابن ابی الدنیا:۱۱۹)

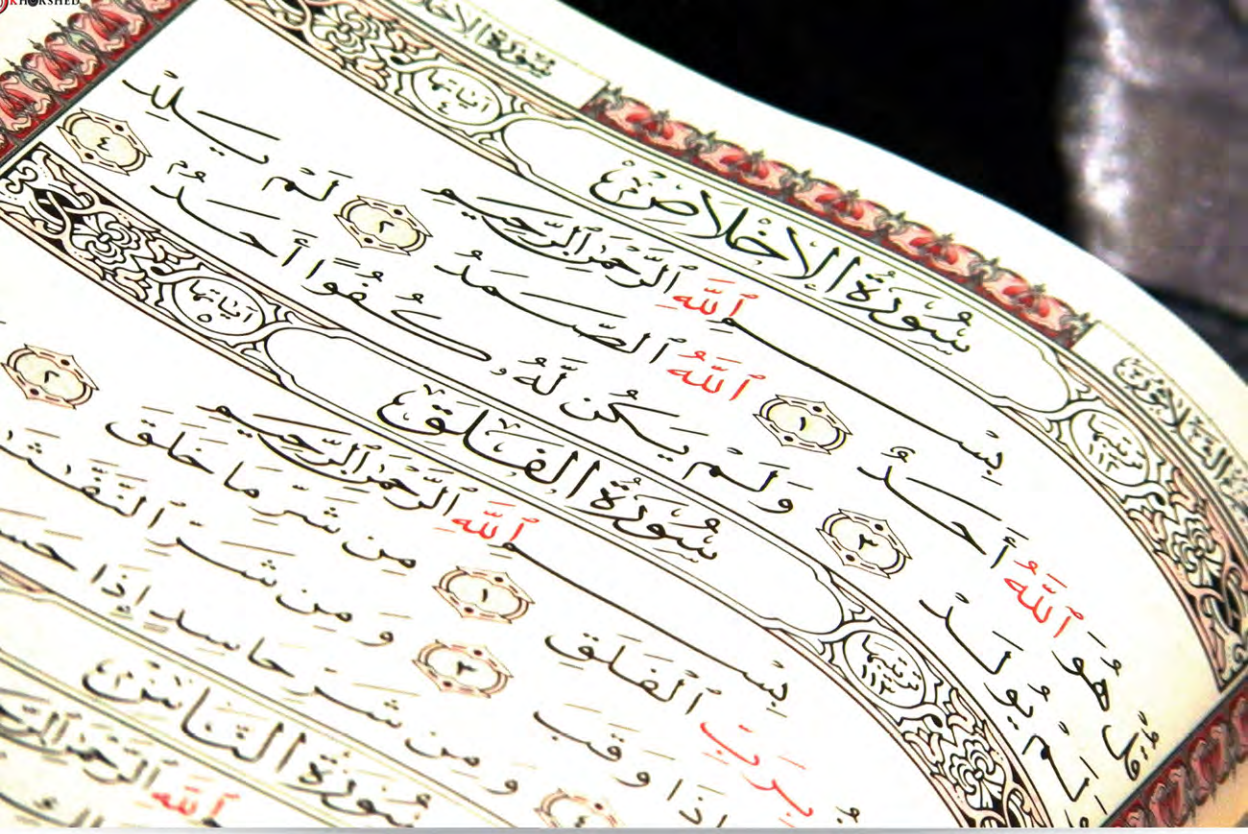

سورۃ اخلاص

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ ﴿۳﴾ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

کہہ دو: بات یہ ہے کہ اللہ ہر لحاظ سے ایک ہے۔ اللہ ہی ایسا ہے کہ سب اس کے محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے، اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ اور اس کے جوڑ کا کوئی نہیں۔

سورۃ الاخلاص (قل ھو اللہ احد) قرآن کریم کی چھوٹی سورتوں میں سے ایک ہے،یہ تو تقریباً ہر مسلمان کو حفظ ہے، یہ چھوٹی سی سورت بہت افضل مرتبہ اور شان والی ہے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:"یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔"

اس سورت میں عقیدہ توحید بیان ہوا ہے،اللہ تعالیٰ کی شان وعظمت اور اس کی صفت بیان ہوئی ہے،اسی لیے ایک صحابی اس سورت کو بہت پسند کرتے تھے،ایک مرتبہ ان کو اللہ کے رسول ﷺ نے ایک فوجی دستے کا امیر بنا کر بھیجا،اس سنہرے دور میں امیر ہی نماز میں امام ہوا کرتا تھا،جب وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تو (قل ھو اللہ احد) کے ساتھ تلاوت ختم کرتے،جب لوگ مدینہ طیبہ واپس آئے تو اللہ کے رسول ﷺ سے ذکر کیا کہ ہمارے امیر تو ہر دفعہ رکوع جانے سے قبل سورۃ الاخلاص کی تلاوت کر کے رکوع میں جاتے تھے،اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ان سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: اس میں رحمان کی صفت ہے میں اس کو پڑھنا پسند کرتا ہوں،آپ ﷺ نے فرمایا:اس کو بتادیں کہ اس عمل کے باعث اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے،ایک اور حدیث کے مطابق یہ سورت اپنے سے محبت کرنے والے کے لیے جنت میں داخلے کا باعث بنتی ہے۔

قارئین کرام! ہم بھی کیوں نہ صبح وشام تین تین مرتبہ اس سورت کو پڑھنے کا اہتمام کریں۔صرف ایک سے ڈیڑھ منٹ لگے گا اور ثواب کا آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی دعائیں

عباسی خلیفہ مامون الرشید نے معتزلہ کے اکسانے پر معتزلہ کے عقائد، نظریات اور فکر کو پھیلانے میں خاصے تشدد سے کام لیا۔مامون الرشید کو بتایا گیا کہ امام احمد بن حنبل قابو نہیں آرہے،باقی لوگوں کو تقریبا رام کرلیا گیا ہے۔مامون نے حکم دیا کہ انہیں گرفتار کر کے میرے پاس لایا جائے۔امام صاحب کو جب گرفتار کر کے لے جایا جا رہا تھا تو ابھی راستے میں ہی تھے کہ مامون کا وقت ختم ہو گیا اور ملک الموت نے اللہ کے حکم سے اسے دنیا سے رخصت کر دیا۔ (سیر اعلام النبلاء،للذھبي:۱۱/۲۴۱،۲۴۲)

سورہ فاتحہ کی برکت

امام ابن القیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ مکہ میں مقیم تھے،طواف کے دوران اچانک انہیں ایسی تکلیف شروع ہوئی کہ ان کا حرکت کرنا دشوار ہوگیا۔انہوں نے درد والی جگہ پر ہاتھ رکھ کر سورہ فاتحہ پڑھی،تکلیف فورا رفع ہوگئی اور ایسے محسوس ہوا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ مزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے کئی مرتبہ اس سورت کے بارے میں یہ تجربہ کیا۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ فاتحہ کے علاوہ آب زم زم کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا ہے۔امام صاحب فرماتے ہیں:میں آب زمزم کا ایک پیالہ پکڑتا تھا۔اس پر کئی مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھتا اور اسے پی جاتا تھا۔اس عمل سے ایسی صحت مندی اور عافیت کا احساس ہوتا کہ دنیا کی ساری دوائیاں اس کے مقابلے میں ہیچ نظر آتی ہیں۔یہ معاملہ یہیں تک محدود نہیں بلکہ اس سے کہیں بڑا ہے۔ان چیزوں کے اثرات ہر شخص پر اس کی قوت ایمانی اور یقین کی پختگی کے مطابق ہوتے ہیں۔

(مفتاح دار السعادۃ،ص۲۷۰،مدارج السالکین:۱/۵۷)

قرآنی دعائیں

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾

"اے ہمارے پروردگار صبر و استقلال کی صفت ہم پر انڈیل دے، ہمیں ثابت قدمی بخش دے، اور ہمیں اس کافر قوم کے مقابلے میں فتح و نصرت عطا فرمادے۔"

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿﴾

"اے ہمارے رب تو نے ہمیں جو ہدایت عطا فرمائی ہے اس کے بعد ہمارے دلوں میں ٹیڑھ پیدا نہ ہونے دے، اور خاص اپنے پاس سے ہمیں رحمت عطا فرما۔ بیشک تیری اور صرف تیری ذات وہ ہے جو بے انتہا بخشش کی خوگر ہے۔"

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۲﴾

"اے ہمارے پروردگار ! ہم سے (یہ خدمت) قبول فرما لے۔ بیشک تو اور صرف تو ہی، ہر ایک کی سننے والا، ہر ایک کو جاننے والا ہے۔اے ہمارے پروردگار ! ہم دونوں کو اپنا مکمل فرمانبردار بنا لے اور ہماری نسل سے بھی ایسی امت پیدا کر جو تیری پوری تابع دار ہو اور ہم کو ہماری عبادتوں کے طریقے سکھا دے اور ہماری توبہ قبول فرما لے۔ بیشک تو اور صرف تو ہی معاف کر دینے کا خوگر (اور) بڑی رحمت کا مالک ہے۔"

رَبَّنَآ اَخۡرِجۡنَا مِنۡ هٰذِهِ الۡقَرۡيَةِ الظَّالِمِ اَهۡلُهَا ۚ وَاجۡعَلۡ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجۡعَلۡ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ نَصِيۡرًا ﴿۷۵﴾

”اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس بستی سے نکال لایئے جس کے باشندے ظلم توڑ رہے ہیں، اور ہمارے لیے اپنی طرف سے کوئی حامی پیدا کردیجیے، اور ہمارے لیے اپنی طرف سے کوئی ہمارے مددگار کھڑا کردیجیے۔“

رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَاغۡفِرۡ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۸۵﴾

”اے ہمارے پروردگار! ہمیں کافروں کا تختہ مشق نہ بنایئے اور ہمارے پروردگار! ہماری مغفرت فرما دیجیے۔ یقینا آپ، اور صرف آپ کی ذات وہ ہے جس اقتدار بھی کامل ہے، جس کی حکمت بھی کامل۔“

رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا بِرَحۡمَتِكَ مِنَ الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۸۶﴾

”اے ہمارے پروردگار ہمیں ان ظالم لوگوں کے ہاتھوں آزمائش میں نہ ڈالیے۔ اور اپنی رحمت سے ہمیں کافر قوم سے نجات دے دیجیے۔“

رَبِّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُبِكَ اَنۡ اَسۡـَٔلَكَ مَا لَیۡسَ لِیۡ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ
وَاِلَّا تَغۡفِرۡ لِیۡ وَتَرۡحَمۡنِیۡۤ اَكُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۴۷﴾

"میرے پروردگار میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ آئندہ آپ سے وہ چیز مانگوں جس کا مجھے علم نہیں، اور اگر آپ نے میری مغفرت نہ فرمائی اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں بھی ان لوگوں میں شامل ہوجاؤں گا جو برباد ہوگئے ہیں۔"

رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾

"اے ہمارے پروردگار ہم آپ پر ایمان لے آئے ہیں، اب ہمارے گناہوں کو بخش دیجیے، اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیجیے۔"

رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَةً وَّفِی الۡاٰخِرَةِ
حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾

"اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی، اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔"

رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِیۡعُ الدُّعَاءِ ﴿۳۸﴾

"یا رب مجھے خاص اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرمادے۔
بیشک تو دعا کا سننے والا ہے۔"

رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ ﴿۲۵﴾ وَیَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ ﴿۲۶﴾
وَاحۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّنۡ لِّسَانِیۡ ﴿۲۷﴾ یَفۡقَهُوۡا قَوۡلِیۡ ﴿۲۸﴾

"پروردگار! میری خاطر میرا سینہ کھول دیجیے۔اور میرے لیے میرا کام آسان بنا دیجیے۔اور میری زبان میں جو گرہ ہے اسے دور کردیجیے۔تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔"

قرآن کریم کی مخصوص آیتوں کی تفسیر

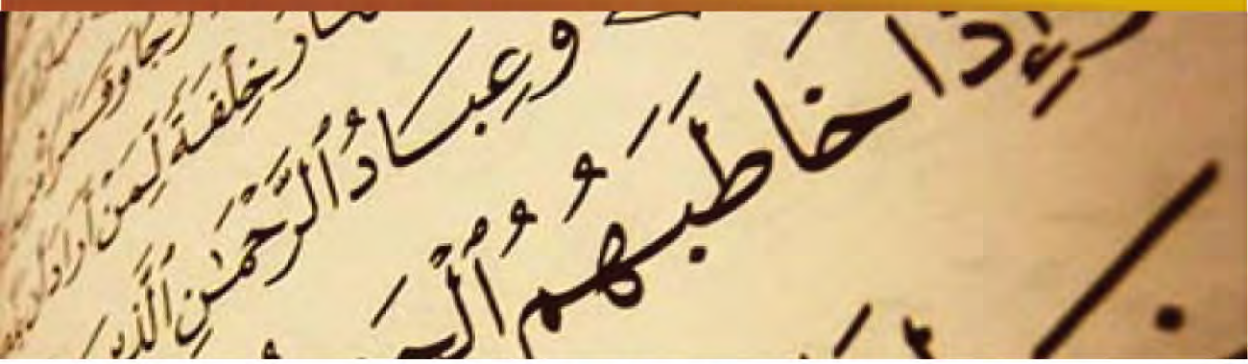

عباد الرحمن

سورہ فرقان کی آیت نمبر ۶۳ سے آیت نمبر ۷۷ تک کی تفسیر

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاۗؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾

اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) خطاب کرتے ہیں تو وہ سلامتی کی بات کہتے ہیں۔اور جو راتیں اس طرح گزارتے ہیں کہ اپنے پروردگار کے آگے (کبھی) سجدے میں ہوتے ہیں، اور (کبھی) قیام میں۔اور جو یہ کہتے ہیں کہ : ہمارے پروردگار ! جہنم کے عذاب کو ہم سے دور رکھیے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کا عذاب وہ تباہی ہے جو چمٹ کر رہ جاتی ہے یقینا وہ کسی کا مستقر اور قیام گاہ بننے کے لیے بدترین جگہ ہے۔اور جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں، نہ تنگی کرتے ہیں، بلکہ ان کا طریقہ اس (افراط و تفریط) کے درمیان اعتدال کا طریقہ ہے۔اور جو اللہ کے ساتھ کسی بھی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے، اور جس جان کو اللہ نے حرمت بخشی ہے، اسے ناحق قتل نہیں کرتے، اور نہ وہ زنا کرتے ہیں، اور جو شخص بھی یہ کام کرے گا، اسے اپنے گناہ کے وبال کا سامنا کرنا پڑے گا۔قیامت کے دن اس کا عذاب بڑھا بڑھا کر دگنا کر دیا جائے گا، اور وہ ذلیل ہو کر اس عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ ہاں مگر جو کوئی توبہ کرلے، ایمان لے آئے، اور نیک عمل کرے تو اللہ ایسے لوگوں کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دے گا، اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔اور جو کوئی توبہ کرتا اور نیک عمل

کرتا ہے، تو وہ درحقیقت اللہ کی طرف ٹھیک ٹھیک لوٹ آتا ہے۔اور (رحمن کے بندے وہ ہیں) جو ناحق کاموں میں شامل نہیں ہوتے ۔اور جب کسی لغو چیز کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ اور جب انہیں اپنے رب کی آیات کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان پر بہرے اور اندھے بن کر نہیں گرتے۔اور جو (دعا کرتے ہوئے) کہتے ہیں کہ: ہمارے پروردگار ! ہمیں اپنی بیوی بچوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، اور ہمیں پرہیزگاروں کا سربراہ بنا دے۔یہ لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلے جنت کے بالاخانے عطا ہوں گے، اور وہاں دعاؤں اور سلام سے ان کا استقبال کیا جائے گا۔وہ وہاں ہمیشہ زندہ رہیں گے، کسی کا مستقر اور قیام گاہ بننے کے لیے وہ بہترین جگہ ہے۔(اے پیغمبر ! لوگوں سے) کہہ دو کہ : میرے پروردگار کو تمہاری ذرا بھی پروا نہ ہوتی، اگر تم اس کو نہ پکارتے اب جبکہ (اے کافرو) تم نے حق کو جھٹلا دیا ہے تو یہ جھٹلانا تمہارے گلے پڑ کر رہے گا۔

خلاصہ تفسیر

سورۃ فرقان کے آخر میں اللہ تعالیٰ اپنے ان مخصوص اور مقبول بندوں کا ذکر فرماتے ہیں، جن کا رسالت پر ایمان بھی مکمل ہے، اور ان کے عقائد، اعمال، اخلاق، عادات سب اللہ ورسول کی مرضی کے تابع ہیں، اور احکامِ شرعیہ کے مطابق ہیں۔ قرآن کریم نے ایسے مخصوص بندوں کو عبادالرحمن کا لقب عطاء فرمایا ہے، جو ان کا سب سے بڑا اعزاز ہے، ایسے مخصوص بندے، جن کو حق تعالیٰ نے خود اپنا بندہ کہہ کر عزت بخشی ہے، ان کے اوصاف آخرِ سورت تک بیان کئے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے مخصوص اور مقبول بندوں کی تیرہ صفات وعلامات کا ذکر آیا ہے۔ جن میں عقائد کی درستگی اور اپنے ذاتی اعمال میں، سب میں اللہ ورسول ﷺ، احکام ومرضی کی پابندی، دوسرے انسانوں کے ساتھ معاشرت اور تعلقات کی نوعیت، رات دن کی عبادت گزاری کے ساتھ خوف خدا، تمام گناہوں سے بچنے کا اہتمام اور اپنے ساتھ اپنی اولاد وازواج کی اصلاح کی فکر وغیرہ شامل ہیں۔

پہلا وصف: وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ

پہلا وصف عباد ہونا ہے۔عباد عبد کی جمع ہے،جس کے معنی بندے کے ہیں۔جو اپنے آقا کا مملوک ہو،اس کا وجود اور اس کے تمام اختیارات واعمال آقا کے حکم ومرضی پر دائر ہوتے ہیں۔

دوسرا وصف: عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا

یعنی چلتے ہیں وہ زمین پر سکینت ،وقار اور تواضع کے ساتھ۔نہ تو ان کی چال میں اکڑ ہوتی ہے،اور نہ ہی متکبرانہ انداز۔ان کے تمام اعضاء وجوارح ،آنکھ ،کان،ہاتھ ،پاؤں سب اللہ کے سامنے ذلیل وعاجز ہوتے ہیں۔ناواقف ان کو دیکھ کر معذور عاجز سمجھتا ہے۔حالانکہ وہ عاجز ہیں،اور نہ معذور بلکہ تندرست وقوی ہیں،مگر ان پر حق تعالیٰ کا ایسا خوف طاری ہے،جو دوسروں پر نہیں ہے،ان کو دنیا کے دھندوں سے آخرت کی فکر نے روکا ہوا ہے۔

تیسرا وصف: وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا

یعنی جب جہالت والے ان سے خطاب کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں سلام۔یعنی سلامتی کی بات کرتے ہیں،حاصل یہ ہے کہ بے وقوف جاہلانہ باتیں کرنے والوں سے یہ حضرات انتقامی معاملہ نہیں کرتے بلکہ ان سے درگزر کرتے ہیں۔

چوتھا وصف:

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا

یعنی وہ رات گذارتے ہیں، اپنے رب کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے۔ عبادت میں شب بیداری کا ذکر خصوصیت سے اس لئے کیا گیا ہے، کہ یہ وقت سونے اور آرام کرنے کا ہے، اس میں نماز عبادت کے لئے کھڑا ہونا خاص مشقت بھی ہے، اور اس میں ریا و نمود کے خطرات بھی نہیں ہیں۔ یعنی ان کے لیل ونہار اللہ کی اطاعت میں مشغول ہیں۔ دن میں تعلیم و تبلیغ اور جہاد فی سبیل اللہ وغیرہ کے کام ہیں، رات کو اللہ کے سامنے عبادت گذاری کرنا ہے، تہجد کی نماز کی حدیث میں بڑی فضیلت آئی ہے۔ ترمذی نے حضرت ابو امامہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیام اللیل، تہجد کی پابندی کرو، کیونکہ وہ تم سے پہلے بھی سب نیک بندوں کی عادت رہی ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ کو تم سے قریب کرنے والی اور گناہوں کا کفارہ ہے، اور گناہوں سے روکنے والی چیز ہے۔ (مظہری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جس شخص نے عشاء کے بعد دو یا زیادہ رکعتیں پڑھ لیں وہ بھی اس حکم میں داخل ہے، کہ لله ساجداً و قائما۔
(مظہری از بغوی)

اور حضرت عثمان غنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت سے ادا کرلی تو آدھی رات عبادت کے گذارنے کے حکم میں ہوگیا، اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے ادا کرلی تو وہ باقی آدھی رات بھی عبادت میں گزارنے والا سمجھا جائے گا۔
(رواہ احمد و مسلم فی صحیحہ از مظہری)

پانچوں وصف:

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ

یعنی یہ مقبولین بارگاہِ شب وروز عبادت وطاعت میں مصروف رہنے کے باوجود بے خوف ہو کر نہیں بیٹھے رہتے،بلکہ ہر وقت خدا کا خوف اور آخرت کی فکر رکھتے ہیں،جس کے لئے عملی کوشش بھی جاری رہتی ہے،اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں بھی اور جہنم کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔

چھٹي وصف: وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا ....الآية

یعنی اللہ کے مقبول بندے مال خرچ کرنے کے وقت نہ اسراف اور فضول خرچی کرتے ہیں،نہ بخل وکوتاہی۔بلکہ دونوں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتے ہیں۔معصیت وگناہ میں جو خرچ کیا جائے،وہ اسراف ہے۔(مظہری)ایک حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"ما عال من اقتصد" یعنی جو شخص خرچ میں میانہ روی اور اعتدال پر قائم رہتا ہے،وہ کبھی فقیر ومحتاج نہیں ہوتا۔(رواہ الامام احمد،ابن کثیر)

ساتوں وصف:

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

پہلی چھ صفات میں طاعت وفرمانبرداری کے اصول آگئے ہیں،اب معصومیت ونافرمانی کے اصول کا بیان ہے۔جن میں پہلی چیز عقیدہ سے متعلق ہے،کہ یہ لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور کو عبادت میں شریک نہیں کرتے ہیں۔جس سے شرک کا سب سے بڑا گناہ ہونا معلوم ہوا۔

آٹھویں اور نویں صفت:

وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ.....

یہ عملی گناہوں میں سے بڑے اور سخت گناہوں کا بیان ہے، کہ اللہ کے مقبول بندے ان کے پاس نہیں جاتے۔ کسی کو ناحق قتل نہیں کرتے، اور زنا کے پاس نہیں جاتے۔ یہ تین عقیدے اور عمل کے بڑے گناہ بیان فرمانے کے بعد آیت میں ارشاد ہے۔ «وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا» یعنی جو شخص ان مذکورہ گناہوں کا مرتکب ہوگا، وہ اس کی سزا پائے گا۔ ابو عبیدہ اس جگہ لفظ اثام کی تفسیر سزائے گناہ سے کی ہے، اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ اثام جہنم کی ایک وادی کا نام ہے، جو سخت وشدید عذابوں سے پُر ہے۔ بعض روایات حدیث بھی اس کی شہادت میں لکھی ہیں (تفسیر مظہری) آگے اس عذاب کا بیان ہے، جو جرائم مذکورہ کے کرنے والوں پر ہوگا۔ اور آیات کے سیاق وسباق سے یہ بات متعین ہے، کہ یہ عذاب کفار کے لئے مخصوص ہے، جنہوں نے شرک وکفر بھی کیا اور اس کے ساتھ قتل وزنا میں بھی مبتلا ہوئے۔ کیونکہ «يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ» کے الفاظ مسلمان گناہ گاروں کے لئے نہیں ہوسکتے، کیونکہ ان کے ایک گناہ کا ایک ہی سزا کا وعدہ قرآن وسنت میں منصوص ہے۔ سزا میں کیفیت میں زیادتی مومنین کے لئے نہیں ہوگی۔ یہ کفار کی خصوصیت ہے کہ کفر پر جو عذاب ہونا تھا، اگر کفر کے ساتھ اور گناہ بھی کئے تو عذاب دوھرا ہوجائے گا۔ دوسرے اس عذاب میں یہ بھی مذکور ہے کہ «وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا» یعنی ہمیشہ ہمیشہ رہے گا، اس عذاب میں ذلیل وخوار ہو کر۔

کوئی مؤمن ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں نہیں رہے گا۔کتنا ہی بڑا گناہ گار ہو،اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد جہنم سے نکال لیا جائے گا،آگے یہ بیان ہے کہ ایسے سخت مجرم جن کا عذاب یہاں مذکور ہوا ہے،اگر وہ توبہ کرلیں اور ایمان لا کر نیک عمل کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ ان کے سیئات کو حسنات میں تبدیل کردیں گے۔یعنی گناہوں کو اجر وثواب میں تبدیل کردیں گے۔یہ تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ،حسن بصریؒ،سعید بن جبیرؒ،مجاہد وغیرہ ائمہ تفسیر سے منقول ہے۔(مظہری)ھ

اسی طرح جو مسلمان غفلت سے گناہوں میں مبتلا ہو پھر توبہ کرلی اور اس توبہ کے بعد اپنے عمل کی بھی ایسی اصلاح کرلی،کہ اس کے عمل سے توبہ کا ثبوت ملنے لگا،تو یہ توبہ بھی عنداللہ مقبول ہوگی،اور اس کے سیئات کو حسنات میں تبدیل کردیا جائے گا۔

دسویں صفت:

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ

یعنی یہ لوگ جھوٹ اور باطل کی مجلسوں میں شریک نہیں ہوتے ہیں۔سب سے بڑا جھوٹ اور باطل تو شرک اور کفر ہے،اس کے بعد عام جھوٹ اور گناہ کے کام ہیں،مختلف بزرگانِ دین نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد مشرکین کی عیدین اور میلے ٹھیلے ہیں،گانے بجانے کی محفلیں ہیں،بے حیائی اور ناچ رنگ کی محفلیں ہیں۔شراب پینے پلانے کی مجلسیں ہیں۔(ابن کثیر) اللہ کے نیک بندوں کو ایسی مجلسوں سے پرہیز کرنا چاہیے،کیونکہ ان کا بالقصد دیکھنا بھی اس کی شرکت کے حکم میں ہے۔(مظہری)

اور بعض حضرات مفسرین نے «لا یشھدون الزور» میں «یشھدون» کو بمعنی گواہی سے لیا ہے،اور معنی یہ قرار دیئے ہیں کہ یہ لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔یہ گناہِ کبیرہ ہے اور وبال عظیم ہونا قرآن وسنت میں معروف ومشہور ہے۔

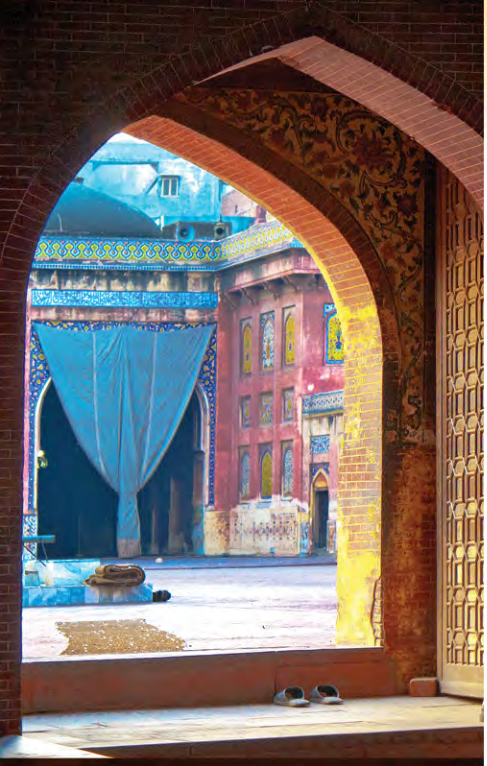

گیارہویں صفت:

وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا

یعنی لغو اور بیہودہ مجلسوں پر کبھی انکا گزر اتفاقاً ہوجائے اور وہ سنجیدگی اور شرافت کے ساتھ گزرجاتے ہیں،یعنی ان کے اس فعل کو برا اور قابل نفرت جانتے ہوئے نہ گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں،اور نہ لوگوں کی تحقیر کرتے ہیں،اور نہ خود اپنے آپ کو ان سے افضل وبہتر سمجھ کر تکبر میں مبتلا ہوتے ہیں۔

بارہوں صفت:

وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا

یعنی ان مقبول بندوں کی یہ شان ہے کہ جب ان کو اللہ کی آیات اور آخرت کی یاد دلائی جاتی ہے،تو وہ ان آیات کی طرف سمیع وبصیر انسان کی طرح ان میں غور کرتے ہیں،اور ان پر عمل کرتے ہیں۔اس آیت میں دو چیزیں مذکور ہیں،ایک آیاتِ الٰہیہ اہتمام کے ساتھ متوجہ ہونا یہ امر مقصود اور بہت بڑی نیکی ہے، اور سمیع وبصیر انسان کی طرح ان میں غور کرتے ہیں،اور ان پر عمل کرتے ہیں۔اس کو سمجھنے کے لئے کسی استاد کی راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم کی توفیق بخشے۔

تیرہویں صفت:

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

اس میں اپنی اولاد اور ازواج کے لئے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ ان کو میرے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنادے۔اس سے مراد حسن بصریؒ کی تفسیر کے مطابق یہ ہے کہ ان کو اللہ کی طاعت میں مشغول دیکھے،یہ ہی انسان کی آنکھوں کے لئے اصلی ٹھنڈک ہے،اور اگراولادوازواج کی ظاہری صحت وعافیت اور خوشحالی بھی اس میں شامل کی جائے تو وہ بھی درست ہے۔یہاں اس دعا سے اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ کے مقبول بندے صرف اپنے نفس کی اصلاح اور اعمالِ صالحہ پر قناعت نہیں کرلیتے بلکہ اپنی اولاد اور بیویوں کی بھی اصلاح اور اعمال واخلاق کی فکر کرتے ہیں اور اس کے لئے نہ صرف کوشش کرتے ہیں،بلکہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگتے ہیں یا مانگنا چاہیے۔

یہاں تک عباد الرحمن یعنی مؤمنین کاملین کی اہم صفات کا بیان پورا ہوگیا۔

آگے ان کی جزاء اور آخرت کے درجات کا ذکر ہے۔

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ

غرفہ کے لغوی معنی بالا خانہ کے ہیں۔جنت میں مقربین خاص کے لئے ایسے غرفات ہوں گے،جو عام اہل جنت کو ایسے نظر آئیں گے، جیسے زمین والے ستاروں کو دیکھتے ہیں۔۔

(رواہ البخاری ومسلم وغیرہما،مظہری)

مسند احمد،بیہقی ،ترمذی،حاکم میں حضرت ابو مالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایسے غرفے ہوں گے،جن کا اندرونی حصہ باہر سے اور بیرونی حصہ اندر سے نظر آتا ہوگا۔لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ غرفے کن لوگوں کے لئے ہیں؟آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے کلام کو نرم اور پاک رکھے،اور ہر مسلمان کو سلام کرے،اور لوگوں کو کھانا کھلائے،اور رات کو اس وقت تہجد کی نماز پڑھے،جب لوگ سو رہے ہوں۔(مظہری)

وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا

یعنی جنت کی دوسری نعمتوں کے ساتھ ان کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوگا،کہ فرشتے ان کو مبارک باد دیں گے اور سلام کریں گے۔

یہاں تک مؤمنین مخلصین کی خصوصی عادات واعمال اور ان کی جزاء وثواب کا ذکر تھا،آخری آیت میں پھر کفار ومشرکین کو عذاب سے ڈرا کر سورت کو ختم کیا گیا ہے۔

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ

کہ اللہ کے نزدیک تمہاری کوئی وقعت اور حیثیت نہ ہوتی،اگر تمہاری طرف سے اللہ کو پکارنا اور اس کی عبادت کرنا نہ ہوتا۔کیونکہ انسان کی تخلیق کا منشاء ہی یہ ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کرے،جیسے دوسری آیت میں ہے"وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون" یعنی میں نے انسان اور جن کو اور کسی کام کے لئے پیدا نہیں کیا،بجز اس کے کہ وہ میری عبادت کریں۔

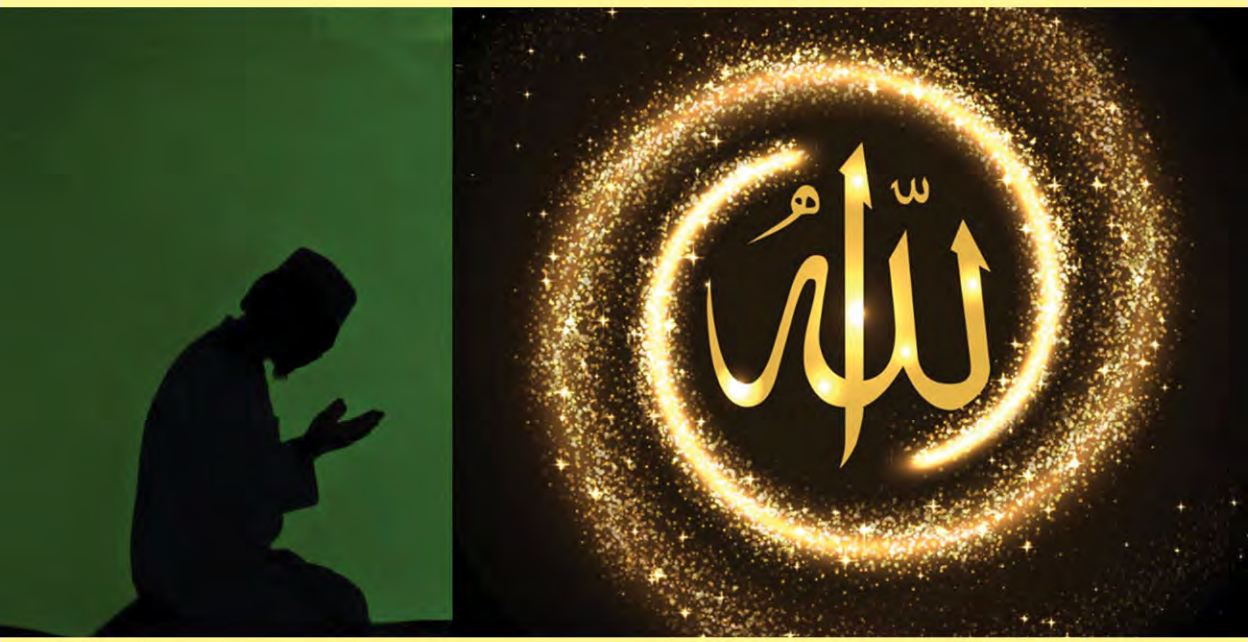

یہ تو ایک عام ضابطہ بیان ہوا کہ بغیر عبادت کے انسان کی قدروقیمت اور وقعت وحیثیت نہیں ہے۔اس کے بعد کفار ومشرکین جو رسالت اور عبادت ہی کے منکر ہیں ان کو خطاب سے فقد کذبتم ،یعنی تم نے تو سب چیزوں کو جھٹلا ہی دیا ہے۔اب تمہاری کوئی وقعت اللہ کے نزدیک نہیں"فسوف یکون لزاما" یعنی اب یہ تکذیب وکفر تمہارے گلے کا ہار بن چکے ہیں اور تمہارے ساتھ لگے رہیں گے،یہاں تک کہ جہنم کے دائمی عذاب میں مبتلا کر کے چھوڑیں گے۔ونعوذ باللہ من حال اھل النار۔

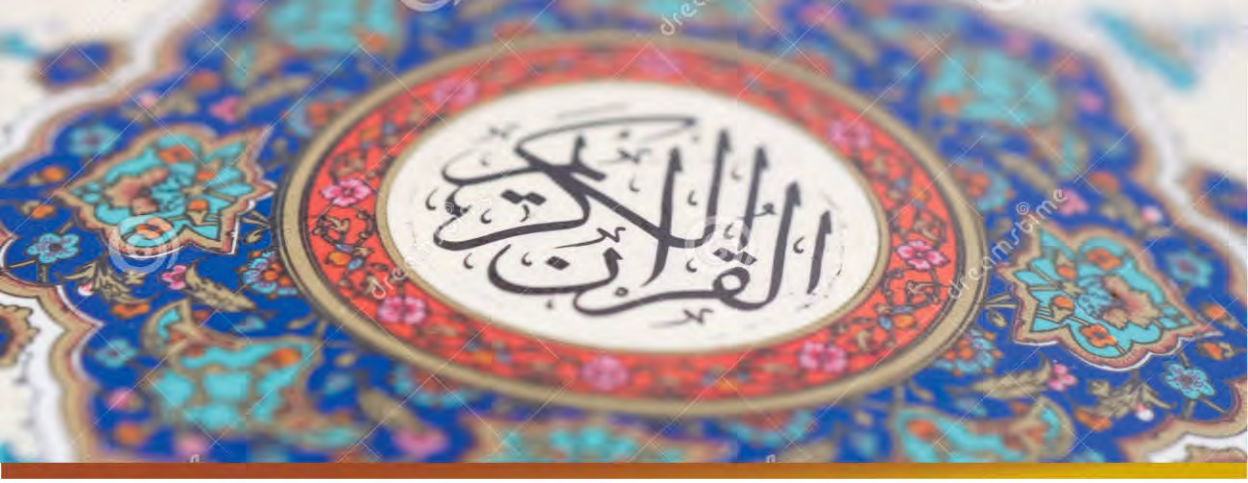

قرآن کریم کے وارثین

سورۃ فاطر آیت نمبر۲۹ سے آیت نمبر۳۷ تک کی تفسیر

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا
وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ
مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾ وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ
الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ اَوْرَثْنَا
الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ
مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ
﴿۳۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ
وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ
رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا
فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ
لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ
كَفُوْرٍ ﴿۳۶﴾ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ
كُنَّا نَعْمَلُ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ
فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۳۷﴾

ترجمہ: جو لوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، اور جنہوں نے نماز کی پابندی کر رکھی ہے، اور ہم نے انہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے وہ (نیک کاموں میں) خفیہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں، وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی نقصان نہیں اٹھائے گی۔ تاکہ اللہ ان کے پورے اجر ان کو دیدے، اور اپنے فضل سے اور زیادہ بھی دے۔ یقینا وہ بہت بخشنے والا، بڑا قدر دان ہے۔ اور (اے پیغمبر) ہم نے تمہارے پاس وحی کے ذریعے جو کتاب بھیجی ہے وہ سچی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہوئی آئی ہے۔ یقینا اللہ اپنے بندوں سے پوری طرح باخبر، ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔ پھر ہم نے اس کتاب کا وارث اپنے بندوں میں سے ان کو بنایا جنہیں ہم نے چن لیا تھا پھر ان میں سے کچھ وہ ہیں جو اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں، اور انہی میں سے کچھ ایسے ہیں جو درمیانے درجے کے ہیں، اور کچھ وہ ہیں جو اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں بڑھے چلے جاتے ہیں۔ اور یہ (اللہ کا) بہت بڑا فضل ہے۔ ہمیشہ بسنے کے باغات ہیں جن میں وہ لوگ داخل ہوں گے وہاں ان کو سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیا جائے گا اور ان کا لباس وہاں پر ریشم ہوگا۔ اور وہ کہیں گے کہ: تمام تر تعریف اللہ کی ہے جس نے ہم سے ہر غم دور کردیا۔ بیشک ہمارا پروردگار بہت بخشنے والا، بڑا قدردان ہے۔ جس نے اپنے فضل سے ہم کو ابدی ٹھکانے کے گھر میں لا اتارا ہے جس میں نہ ہمیں کبھی کوئی کلفت چھو کر گزرے گی، اور نہ کبھی کوئی تھکن پیش آئے گی۔ اور جن لوگوں نے کفر کی روش اپنا لی ہے ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے، نہ تو ان کا کام تمام کیا جائے گا کہ وہ مر ہی جائیں، اور نہ ان سے دوزخ کا عذاب ہلکا کیا جائے گا۔ ہر ناشکرے کافر کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ اور وہ اس دوزخ میں چیخ پکار مچائیں گے کہ: اے ہمارے پروردگار! ہمیں باہر نکال دے تاکہ ہم جو کام پہلے کیا کرتے تھے انہیں چھوڑ کر نیک عمل کریں۔ (ان سے جواب میں کہا جائے گا کہ) بھلا کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جس کسی کو اس میں سوچنا سمجھنا ہوتا، وہ سمجھ لیتا؟ اور تمہارے پاس خبردار کرنے والا بھی آیا تھا۔ اب مزا چکھو، کیونکہ کوئی نہیں ہے جو ایسے ظالموں کا مددگار بنے۔

خلاصہ تفسیر

تمہید: اِنَّ الَّذِیْنَ.....لَخَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ

اور جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت مع عمل کرتے رہتے ہیں اور خصوصیت واہتمام کے ساتھ نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں،ایسی دائم النفع تجارت کے امید وار ہیں جو کبھی ماند نہ ہوگی،کیونکہ اس سودے کا خریدار خود حق تعالیٰ ہوگا جو ضرور حسبِ وعدہ اس کی قدر کرے گا۔بے شک وہ بڑا بخشنے والا بڑا قدر دان ہے۔پس ان کے اعمال میں کچھ کوتاہی رہ بھی گئی تب بھی اس کی ایسی قدر کرے گا کہ اجرت کے علاوہ انعام بھی دے گا۔اور

قرآن مجید پر عمل کرنے کی برکت سے جو ان کو اجر وفضل ملا سو واقعی قرآن مجید ایسی ہی چیز ہے،کیونکہ یہ کتاب جو ہم نے آپ کے پاس وحی کے طور پر بھیجی ہے۔یہ بالکل ٹھیک ہے جو کہ اپنے سے پہلے والی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔اگرچہ وہ بعد میں منحرف ہوگئی ہوں۔غرض یہ کتاب ہر طرح سے کامل ہے۔چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی حالت کی پوری خبر رکھنے والا ہے اور ان کی مصلحتوں کو خوب دیکھنے والا ہے اس لئے اس وقت ایسی ہی کتاب کامل کا نازل کرنا قرینِ حکمت بھی تھا اور کتاب کامل کا عامل مستحق جزائے کامل ہی ہوگا،جو کہ مجموعہ ہے اصل اور مزید فضل کا۔پس اس اجر وفضل کے اضافہ کے لئے یہ کتاب ہم نے اول آپ پر نازل کی پھر یہ کتاب ہم نے ان لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچائی جن کو ہم نے اپنے اپنے تمام دنیا جہاں کے بندوں میں سے باعتبار ایمان کے پسند فرمایا،مراد اس سے اہل ایمان ہیں،۔مراد اس سے اہل اسلام ہیں۔

موضوع:

ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتٰبَ الَّذِيۡنَ اصۡطَفَيۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا

ترجمہ: پھر ہم نے اس کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جنہیں ہم نے اس وراثت کے لئے اپنے بندوں میں سے چن لیا۔

مراد ہیں مسلمان جو پوری نوع انسانی میں سے چھانٹ کر نکالے گئے ہیں تاکہ وہ کتاب اللہ کے وارث ہوں اور محمد ﷺ کے بعد اسے لے کر اٹھیں۔اگرچہ کتاب تو پیش کی گئی ہے سارے انسانوں کے سامنے ،مگر جنہوں نے آگے بڑھ کر اسے قبول کیا وہی اس شرف کے لئے منتخب کر لئے گئے کہ قرآن جیسی کتاب عظیم کے وارث اور محمد عربی ﷺ جیسے رسولِ عظیم کی تعلیم وہدایت کے امین بنیں۔

فَمِنۡهُمۡ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ وَمِنۡهُمۡ مُّقۡتَصِدٌ وَمِنۡهُمۡ سَابِقٌۢ بِالۡخَيۡرٰتِ بِاِذۡنِ اللّٰهِ

ترجمہ: اب کوئی تو ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے،اور کوئی بیچ کی راہ پر ہے،اور کوئی اللہ کے اِذن سے نیکیوں میں سبقت کرنے والا ہے۔

یعنی یہ مسلمان سب کے سب ایک ہی طرح کے نہیں ہیں،بلکہ یہ تین طبقوں میں تقسیم ہوگئے ہیں۔

۱) **اپنے نفس پر ظلم کرنے والے:** یہ وہ لوگ ہیں جو قرآن کو سچے دل سے اللہ کی کتاب اور محمد ﷺ کو ایمان داری کے ساتھ اللہ کا رسول تو مانتے ہیں مگر عملاً کتاب اللہ اور محمد ﷺ کی پیروی کا حق ادا نہیں کرتے۔ مؤمن ہیں مگر گناہ گار ہیں، مجرم ہیں مگر باغی نہیں ہیں۔ ضعیف الایمان ہیں مگر منافق اور دل ودماغ سے کافر نہیں ہیں۔ اس لئے ان کو ظالم لنفسہ ہونے کے باوجود وارثین کتاب میں داخل اور خدا کے چنے ہوئے بندوں میں شامل کیا گیا ہے، ورنہ ظاہر ہے کہ باغیوں اور منافقوں اور قلب وذہن کے کافروں پر ان کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ تینوں درجات میں سے اس درجہ کے اہل ایمان کا ذکر سب سے پہلے اس لئے کیا گیا ہے کہ تعداد کے لحاظ سے امت میں کثرت انہیں کی ہے۔

۲) **بیچ کی راس:** یہ وہ لوگ ہیں جو اس وراثت کا حق کم و بیش ادا تو کرتے ہیں مگر پوری طرح ادا نہیں کرتے۔ فرمانبردار بھی ہیں اور خطا کار بھی۔ اپنے نفس کو بالکل بے لگام تو انہوں نے نہیں چھوڑ دیا ہے، بلکہ اسے خدا کا مطیع بنانے کی اپنی حد تک کوشش کرتے ہیں، لیکن کبھی یہ اس کی باگیں ڈھیلی بھی چھوڑ دیتے ہیں اور گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس طرح ان کی زندگی اچھے اور برے دونوں طرح کے اعمال کا مجموعہ بن جاتی ہے۔ یہ تعداد میں پہلے گروہ سے کم اور تیسرے گروہ سے زیادہ ہیں، اس لئے ان کو دوسرے نمبر پر رکھا گیا ہے۔

۳) **نیکیوں میں سبقت کرنے والے:** یہ وارثین کتاب میں صف اول کے لوگ ہیں۔یہ ہی دراصل اس وراثت کا حق ادا کرنے ولے ہیں،یہ اتباع کتاب وسنت میں بھی پیش پیش ہیں۔خدا کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچانے میں بھی پیش پیش،اور بھلائی کے ہر کام میں پیش پیش۔یہ دانستہ معصیت کرنے والے نہیں ہیں اور نادانستہ کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو اس پر متنبہ ہوتے ہی ان کی پیشانیاں عرق آلود ہوجاتی ہیں۔ان کی تعداد امت میں پہلے دونوں گروہوں سے کم ہے ،اس لئے ان کا آخر میں ذکر کیا گیا ہے۔اگرچہ وراثت کا حق ادا کرنے میں ان کو اولیت کا درجہ حاصل ہے۔

ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ

"یہ ہی بہت بڑا فضل ہے۔"

اس فقرے کا تعلق قریب ترین فقرے سے مانا جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ نیکیوں میں سبقت کرنا ہی بڑا فضل ہے اور جو لوگ ایسے ہیں وہ امت مسلمہ میں سب سے افضل ہیں۔کتاب اللہ کا وارث ہونا اور اس وراثت کے لئے چن لیا جانا بڑا فضل ہے۔اور خدا کے تمام بندوں میں وہ بندے سب سے افضل ہیں جو قرآن اور محمد ﷺ پر ایمان لا کر اس انتخاب میں کامیاب ہوگئے ہیں۔

مفسرین میں سے ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ قریب ترین دونوں فقروں سے ہے،یعنی نیکیوں میں سبقت کرنے والے ہی بڑی فضیلت رکھتے ہیں اور وہی ان جنتوں میں داخل ہوں گے۔

رہے پہلے دو گروہ تو ان کے بارے میں سکوت فرمایا گیا ہے،تاکہ وہ اپنے انجام کے معاملے میں فکر مند ہوں اور اپنی موجودہ حالت سے نکل کر آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔اس رائے کو علامہ زمخشری نے بڑے زور کے ساتھ بیان کیا ہے اور امام رازیؒ نے اس کی تائید کی ہے۔

لیکن مفسرین کی اکثریت یہ کہتی ہے کہ اس کا تعلق اوپر کی پوری عبارت سے ہے،اور اس کا مطلب یہ ہے کہ امت کے یہ تینوں گروہ بالآخر جنتوں میں داخل ہوں گے،خواہ محاسبہ کے بغیر یا محاسبہ کے بعد۔خواہ ہر مواخذہ سے محفوظ رہ کر یا کوئی سزا پانے کے بعد۔اسی تفسیر کی تائید قرآن کا سیاق وسباق کرتا ہے،کیونکہ آگے چل کر وارثین کتاب کے بالمقابل دوسرے گروہ کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ "اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کے لئے جہنم کی آگ ہے"اس سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے اس کتاب کو مان لیا ہے ان کے لئے جنت ہے اور جنہوں نے اس پر ایمان لانے سے انکار کیا ہے ان کے لئے جہنم۔پھر اس کی تائید نبی ﷺ کی وہ حدیث کرتی ہے جسے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے اور امام احمد بن جریر ابن ابی حاتم،طبرانی،بیہقی اور بعض دوسرے محدثین نے اسے نقل کیا ہے:

فاما الذين سبقوا فاولئك الذين يدخلون الجنة بيغر حساب، واما الذين اقتصدوا فاولئك الذين يحاسبون حسابا يسيرا، واما الذين ظلموا انفسهم فاولئك يحسبون طول المحشر ثم لهم الذين يقولون الحمد لله الذي اذهب عنا الحزن

ترجمہ: جو لوگ نیکیوں میں سبقت لے گئے وہ جنت میں کسی حساب کے بغیر داخل ہوں گے اور جو بیچ کی راہ رہے ہیں ان سے محاسبہ ہو گا مگر ہلکا محاسبہ، وہ لوگ جنہوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے تو وہ محشر کے پورے طویل حصہ میں روک رکھے جائیں گے، پھر انہیں کو اللہ اپنی رحمت میں لے لے گا اور یہی لوگ ہیں جو کہیں گے کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم سے غم دور کیا۔

اس حدیث میں حضور ﷺ نے اس
آیت کی پوری تفسیر خود بیان فرمادی ہے
اور اہل ایمان کے تینوں طبقوں کا انجام الگ
الگ بتادیا ہے، بیچ کی راہ والوں سے "ہلکا محاسبہ" ہونے کا
مطلب یہ ہے کہ کفار کو تو ان کے کفر کے علاوہ ان کے ہر ہر
جرم اور گناہ کی جداگانہ سزا بھی دی جائے گی، مگر اس کے برعکس اہل
ایمان میں جو لوگ اچھے اور بُرے دونوں طرح کے اعمال لے کر پہنچیں گے
ان کی نیکیوں اور ان کے گناہوں کا مجموعی محاسبہ ہوگا۔ یہ نہیں ہوگا کہ ہر نیکی
کی الگ الگ جزا اور ہر قصور کی الگ سزا دی جائے۔

اور یہ جو فرمایا ہے کہ اہل ایمان میں سے جن لوگوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہوگا وہ محشر کے پورے عرصے میں روک رکھے جائیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جہنم میں نہیں ڈالے جائیں گے بلکہ ان کو "تابر خواست عدالت" کی سزا دی جائے گی۔ یعنی روز حشر کی پوری طویل مدت (جو کہ نہ معلوم کتنی صدیوں کے برابر طویل ہوگی) ان پر اپنی ساری سختیوں کے ساتھ گزر جائے گی، یہاں تک کہ آخر کار اللہ ان پر اپنا رحم فرمائے گا اور خاتمۂ عدالت کے وقت حکم دے گا کہ اچھا، انہیں بھی جنت میں داخل کردو۔

اس مضمون کے متعدد اقوال محدثین نے بہت سے صحابہ، مثلاً حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عائشہ، حضرت ابوسعید خدری، اور حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے نقل کئے ہیں اور ظاہر ہے صحابہ ایسے معاملات میں کوئی بات اس وقت نہیں کہہ سکتے تھے، جب تک انہوں نے خود نبی ﷺ سے اس کو نہ سنا ہو۔

مگر اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ مسلمانوں میں سے جن لوگوں نے ”اپنے نفس پر ظلم کیا ہے“ان کے لئے صرف ”تابرخاستِ عدالت“ ہی کی سزا ہے اور ان میں سے کوئی جہنم میں جائے گا ہی نہیں۔قرآن وحدیث میں متعدد ایسے جرائم کا ذکر ہے جن کے مرتکب کو ایمان بھی جہنم میں جانے سے نہیں بچا سکتا۔مثلاً جو مؤمن کسی مؤمن کو عمداً قتل کردے اس کے لئے جہنم کی سزا کا اللہ تعالیٰ نے خود اعلان فرمادیا ہے۔اس طرح قانون وراثت کی خدا وندی حدود کو توڑنے والوں کے لئے بھی قرآن مجید میں جہنم کی وعید فرمائی گئی ہے۔سود کی حرمت کا حکم آجانے کے بعد پھر سود خوری کرنے والوں کے لئے بھی صاف صاف اعلان فرمایا گیا ہے کہ وہ اصحاب النار ہیں،اس کے علاوہ بعض اور کبائر کے مرتکبین کے لئے بھی احادیث میں تصریح ہے کہ وہ جہنم میں جائیں گے۔پھر اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے حالات اور ان کی آسائشوں کا ذکر کیا ہے۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾

ترجمہ: یہ بڑا فضل ہے۔وہ باغات ہیں ہمیشہ رہنے کے جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے(اور)ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور پوشاک ان کی ریشم کی ہو گی۔

شروع میں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ منتخب بندوں کی تین قسمیں بتلائی ہیں پھر فرمایا "ذلك هو الفضل الكبير" یعنی ان تینوں کو برگزیدہ بندوں میں شمار کرنا یہ اللہ کا بڑا فضل ہے۔آگے ان کی جزاء کا بیان ہے کہ یہ جنت میں جائیں گے،ان کو سونے کے کنگن اور موتیوں کے زیور پہنائے جائیں گے اور لباس ان کا ریشمی ہو گا۔

دنیا میں مردوں کے لئے سونے کا زیور پہننا بھی حرام ہے اور ریشمی لباس بھی۔اس کے عوض میں ان کو جنت میں یہ سب چیزیں دی جائیں گی۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت کے سروں پر تاج موتیوں سے مرصع ہوں گے،ان کے لئے ادنیٰ موتی کی روشنی ایسی ہوگی کہ مشرق سے مغرب تک پورے عالم کو روشن کردے گی۔(رواہ الترمذی والحاکم وصححہ والبیھقی ،از مظھری)

امام قرطبی نے فرمایا کہ حضرات مفسرین نے فرمایا کہ ہر جنتی کے ہاتھ میں کنگن پہنائے جائیں گے،ایک سونے کا،ایک چاندی کا اور ایک موتیوں کا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس مرد نے دنیا میں ریشمی کپڑا پہنا،آخرت میں اس سے محروم رہے گا،اگرچہ جنت میں بھی چلا جائے۔(مظہری)اسی طرح حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ریشمی لباس نہ پہنو اور سونے چاندی کے برتن نہ استعمال کرو کیونکہ یہ چیزیں دنیا میں کفار کے لئے ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں۔(بخاری و مسلم)

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ

ترجمہ: اور کہیں گے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے، جس نے ہم سے (رنج و) غم دور کیا۔

یعنی اہل جنت جنت میں داخل ہوتے وقت کہیں گے، شکر ہے اللہ کا جس نے ہمارا غم دور کر دیا۔ اس غم سے کیا مراد ہے، اس میں ائمہ تفسیر کے مختلف اقوال ہیں اور صحیح یہ ہے کہ سارے ہی رنج و غم اس میں داخل ہیں۔ دنیا میں آدمی کتنا ہی بڑا بادشاہ بن جائے یا نبی یا ولی رنج و غم سے کسی کو چھٹکارا نہیں اس دنیا میں غم و فکروں سے کسی نیک یا بد کو نجات نہیں۔ اس لئے دنیا کو دارالاحزان کہتے ہیں۔

اس آیت میں جس غم کو دور کرنے کا ذکر ہے، اس میں یہ دنیا کے غم بھی سب کے سب داخل ہیں۔ دوسرا غم و فکر قیامت اور حشر نشر کا، تیسرے حساب و کتاب کا، چوتھا جہنم سے عذاب کا، اہل جنت سے اللہ تعالیٰ یہ سب غم دور فرمادیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ والوں میں نہ موت کے وقت کوئی وحشت ہوتی ہے، نہ قبر میں اور نہ محشر میں۔ گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں جس وقت یہ لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو یہ کہتے ہوں گے "الحمد للہ ۔۔۔" (رواہ الطبرانی، مظہری)

اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جو اوپر گزری ہے،اس میں یہ جو فرمایا ہے کہ یہ قول ان لوگوں کا ہو گا جو ظالم لنفسہ ہیں۔کیونکہ محشر میں ان کو ابتداءً سخت رنج و غم اور اضطراب پیش آئے گا۔آخر میں دخول جنت کا حکم مل کر یہ رنج و غم دور ہوجائے گا،یہ حدیث ابن عمر کے منافی نہیں کیونکہ ظالم لنفسہ کو دوسروں کے غموں سے زیادہ ایک غم محشر میں بھی پیش آئے گا،ایک بہت بڑی مدت تک دوسروں کے خراب حشر کو دیکھ کر اپنے حشر کے بارے میں بے چینی اور غم رہے گا۔

نوٹ: اس بات کی ضرورت ہے کہ ہر فرد اپنا محاسبہ کرے کہ عقائد واعمال کے لحاظ سے وہ کس قسم (Group) سے تعلق رکھتا ہے اور اپنے عقائد اور اعمال کو بہتر بنائے تاکہ وہ جس قسم میں ہے اس سے اوپر کے درجہ میں جاسکے۔

الَّذِیْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾

ترجمہ: جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے مقام میں لااتارا جہاں ہم کو کوئی کلفت پہنچے گی اور نہ ہم کو کوئی خستگی پہنچے گی۔

اس آیت میں جنت کی چند خصوصیات بیان فرمائی ہیں اول یہ کہ وہ دارالمقامہ ہے۔اس کے زوال یا وہاں سے نکالے جانے کا کسی وقت خطرہ نہیں۔دوسرے یہ کہ وہاں کسی کو کوئی غم پیش نہ آئے گا۔تیسرے یہ کہ وہاں کسی کو تھکان بھی محسوس نہ ہو گی،جیسے دنیا میں آدمی کو تھکان ہوتی ہے،کام چھوڑ کر نیند کی ضرورت محسوس کرتا ہے،جنت اس سے پاک ہو گی۔

اَوَلَمۡ نُعَمِّرۡكُمۡ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيۡهِ مَنۡ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيۡرُ ؕ
فَذُوۡقُوۡا فَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ نَّصِيۡرٍ

ترجمہ: کیا ہم نے عمر نہ دی تھی تم کو اتنی کہ جس میں سوچ لے جس کو سوچنا ہو اور پہنچا تمہارے پاس ڈرانے والا اب چکھو کہ کوئی نہیں گناہگاروں کا مددگار۔

جب جہنم میں یہ فریاد کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار آپ ہمیں اس عذاب سے نکال دیجئے اب ہم نیک عمل کریں گے اور پچھلی بد اعمالیوں کو چھوڑ دیں گے اس وقت یہ جواب دیا جائے گا کہ کیا ہم نے تم کو اتنی عمر کی مہلت نہیں دی تھی جس میں غور کرنے والا غور کر کے راستے پر آجائے۔ جس شخص کو صرف عمر بلوغ ملی اس کو قدرت نے اتنی صلاحیت دی کہ حق و باطل میں امتیاز کرسکے اور جب نہ کیا تو وہ بھی مستحق ملامت وعذاب کا ہے۔ لیکن جس کو زیادہ طویل عمر ملی اس پر اللہ تعالیٰ کی حجت اور زیادہ پوری ہوگئی۔ وہ اگر اپنے کفر ومعصیت سے باز نہ آیا تو وہ زیادہ مستحق عذاب وملامت ہے۔ آخر آیت

میں فرمایا "وجآء کم النذیر" اس میں اشارہ ہے کہ انسان کو عمر بلوغ کے وقت سے اتنی عقل وتمیز منجانب اللہ عطا ہو جاتی ہے کہ کم از کم اپنے خالق ومالک کو پہچانے اور اس کی رضا جوئی کو اپنی زندگی کا مقصد بنائے۔اتنے کام کے لئے خود انسانی عقل بھی کافی تھی مگر اللہ جل شانہ نے صرف اسی پر اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ اس عقل کی امداد کے لئے نذیر بھی بھیجے۔نذیر کے معنی ڈرانے والے کے لئے جاتے ہیں اور یہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے نائب علماء ہیں جو اپنی رحمت وشفقت سے لوگوں کو ایسی چیزوں سے بچنے کی ہدایت کرتے ہیں جو اس کو ہلاکت یا مضرت میں ڈالنے والی ہیں۔اور ان چیزوں سے لوگوں کو ڈرائے۔اور حقیقت یہ ہے کہ انسان کو بالغ ہونے کے بعد سے جتنے حالات پیش آتے ہیں اس کے اپنے وجود اور گرد وپیش میں جو تغیرات وانقلابات آتے ہیں،وہ سب ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نذیر اور انسان کو متنبہ کرنے والے ہیں۔

(ماخذ :معارف القرآن ،حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ،تفسیر مظہری، علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ)

دنیاوی زندگی کے بعد کی زندگی کے بارے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں ہونے والے واقعات اور آخری انجام کی کیفیت

موت کی کیفیت اور عالمِ برزخ

سرورِ عالم ﷺ کے ارشادات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مرنے والے کو گو ہم بظاہر مردہ سمجھتے ہیں، لیکن حقیقت میں وہ زندہ ہوتا ہے۔ گو اس کی زندگی ہماری اس زندگی سے مختلف ہوتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مردہ کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے، جیسے زندگی میں اس کی ہڈی توڑی جائے۔ ایک مرتبہ سرور عالم ﷺ نے حضرت عمر بن حزم کو ایک قبر سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھا دیکھ کر فرمایا کہ اس قبر والے کو تکلیف نہ دے۔

جب انسان مر جاتا ہے تو اس عالم سے منتقل ہو کر عالمِ برزخ میں پہنچ جاتا ہے،خواہ ابھی اسے قبر میں نہ رکھا جائے یا آگ میں بھی نہ جلایا جائے۔اس میں سمجھ اور شعور ہوتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب نعش(چار پائی وغیرہ پر) رکھ دی جاتی ہے،اور اس کے بعد قبرستان لے جانے کے لئے لوگ اسے اٹھاتے ہیں ،تو اگر وہ نیک تھا تو کہتا ہے کہ مجھے جلد لے چلو اور اگر وہ نیک نہ تھا تو گھر والوں سے کہتا ہے کہ ہائے میری بربادی۔مجھے کہاں لے جاتے ہو(پھر فرمایا) کہ انسان کے سوا ہر چیز اس کی آواز سنتی ہے۔اگر انسان اس کی آواز سن لے تو ضرور بے ہوش ہوجائے۔

موت کے بعد سے قیامت قائم ہونے تک ہر شخص پر جو زمانہ گزرتا ہے،اس کو برزخ کہا جاتا ہے۔برزخ کے لغوی معنی پردہ اور آڑ کے ہیں۔چونکہ یہ زمانہ دنیا وآخرت کے درمیان ایک آڑ ہوتا ہے،اس لئے اسے برزخ کہتے ہیں۔

چونکہ عام انسان اپنے مردوں کو دفن کیا کرتے ہیں۔اس لئے احادیث شریفہ میں برزخ کی راحت یا عذاب کے بارے میں قبر ہی کے لفظ آتے ہیں،اس کا یہ مطلب نہیں کہ جن انسانوں کو آگ میں جلایا جاتا ہے۔یا پانی میں جو بہا دئے جاتے ہیں،وہ برزخ میں زندہ نہیں رہتے۔درحقیقت ان کو برزخی زندگی حاصل ہے اور عذاب میں مبتلا ہیں یا آرام وراحت میں ہیں۔اور کافر ومشرک کو برزخ میں اس کے بعد کے حالات میں کوئی آرام نہیں۔ان کے لئے عذاب ہی عذاب ہے۔

روایات حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مؤمن بندے برزخ میں ایک دوسرے کی زیارت بھی کرتے ہیں۔اور اس عالم سے جانے والے سے یہ بھی دریافت کرتے ہیں کہ فلاں کا کیا حال ہے۔کس حالت میں ہے۔حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ جب مرنے والا مر جاتا ہے تو برزخ میں اس کی اولاد اس کا اس طرح استقبال کرتی ہے ،جیسے دنیا میں کسی باہر سے آنے والے کا کیا جاتا ہے۔اور حضرت ثابت بنانیؒ فرماتے تھے کہ جب مرنے والا مر جاتا ہے تو عالم برزخ میں اس کے عزیز واقارب جو پہلے مر چکے

ہیں،اسے گھیر لیتے ہیں،اور وہ آپس میں مل کر اس خوشی سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو دنیا میں کسی باہر سے آنے والے سے مل کر ہوتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی (قبر کی) زیارت کرتا ہے،اور اس کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ صاحب قبر اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اس سے مانوس ہوتا ہے۔یہاں تک کہ زیارت کرنے والا اٹھ کر چلا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يُحِبُّ الْاِنْسَانُ الْحَيٰوةَ وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لِنَفْسِهٖ.

”انسان زندگی کو محبوب رکھتا ہے،حالانکہ موت اس کے لئے بہتر ہے۔(بشرطیکہ مؤمن ہو)اور اس کا عمل صالح ہو۔“

موت کے وقت اور موت کے بعد مؤمن کا اعزاز

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ (ایک دن) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ میں قبرستان گئے۔ جب قبر تک پہنچے تو دیکھا کہ ابھی لحد نہیں بنائی گئی ہے۔ اس وجہ سے نبی کریم ﷺ بیٹھ گئے۔ اور ہم بھی آپ ﷺ کے آس پاس (با ادب) اس طرح بیٹھ گئے کہ جیسے ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ایک لکڑی تھی، جس سے زمین کرید رہے تھے۔ (جیسے کوئی غمگین کیا کرتا ہے) آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا کہ قبر کے عذاب سے پناہ مانگو۔ دو یا تین مرتبہ یہی فرمایا۔ پھر فرمایا کہ بلا شبہ جب مؤمن بندہ

دنیا سے جانے اور آخرت کا رخ کرنے کو ہوتا ہے،تو اس کی طرف آسمان سے فرشتے آتے ہیں۔جن کے سفید چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں۔ان کے ساتھ جنتی کفن ہوتا ہے،اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے۔یہ فرشتے اس قدر ہوتے ہیں کہ جہاں تک ان کی نظر پہنچے وہاں تک بیٹھ جاتے ہیں۔پھر (حضرت) ملک الموت تشریف لاتے ہیں۔حتیٰ کہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں۔اور فرماتے ہیں کہ اے پاکیزہ روح اللہ کی مغفرت اور اس کی رضا مندی کی طرف نکل کر چل۔چنانچہ اس کی روح اس طرح سہولت سے نکل آتی ہے،جیسے مشکیزہ میں سے (پانی کا)قطرہ بہتا ہوا باہر آجاتا ہے۔پس اسے حضرت ملک الموت لے لیتے ہیں۔ان کے ہاتھ میں لیتے ہی دوسرے فرشتے(جو دور تک بیٹھے ہوتے ہیں)پل بھر بھی ان کے ہاتھ میں نہیں چھوڑتے۔حتّٰی کہ اسے لے کر اسی کفن اور خوشبو میں رکھ کر آسمان کی طرف چل دیتے ہیں۔اس خوشبو کے متعلق ارشاد فرمایا کہ زمین پر جو کبھی عمدہ سے عمدہ خوشبو مشک کی پائی گئی ہے،اس جیسی وہ خوشبو ہوتی ہے۔

پھر فرمایا کہ اس روح کو لے کر فرشتے (آسمان کی طرف) چڑھنے لگتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت پر بھی ان کا گزر ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ کون پاکیزہ روح ہے اور اس کا اچھے سے اچھا نام لے کر جواب دیتے ہیں۔جس سے دنیا میں بلایا جاتا تھا کہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے۔اسی طرح پہلے آسمان تک پہنچتے ہیں۔اور آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں،چنانچہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور وہ اس روح کو لے کر اوپر چلے جاتے ہیں۔حتّٰی کہ ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ہر آسمان کے مقربین دوسرے آسمان تک اسے رخصت کرتے ہیں(جب ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہیں)تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندہ کو کتاب علیین میں لکھ دو اور اسے زمین پر واپس لے جاؤ۔کیونکہ میں نے اس کو زمین ہی سے پیدا کیا ہے۔اور اس میں ان کو لوٹا دوں گا اور اسی سے ان کو دوبارہ نکالوں گا،چنانچہ اس کی روح اس کے جسم میں واپس کردی جاتی ہے۔

کافر کی ذلت

اور بلا شبہ جب کافر بندہ دنیا سے جانے اور آخرت کا رخ کرنے کو ہوتا ہے، تو سیاہ چہروں والے فرشتے آسمان سے اس کے پاس آتے ہیں۔ جن کے ساتھ ٹاٹ ہوتے ہیں۔ اور اس کے پاس اتنی دور تک بیٹھ جاتے ہیں۔ جہاں تک اس کی نظر پہنچتی ہے۔ پھر ملک الموت تشریف لاتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ اے خبیث جان اللہ کی ناراضگی کی طرف نکل ملک الموت کا یہ فرمان سن کر روح اس کے جسم میں ادھر ادھر بھاگی پھرتی ہے۔ لہٰذا ملک الموت اس کی روح کو جسم سے اس طرح نکالتے ہیں، جیسے بوٹیاں بھوننے کی سیخ بھیگے ہوئے اون سے صاف کی جاتی ہے (یعنی کافر کی روح

کو جسم سے زبردستی اس طرح نکالتے ہیں، جیسے بھیگا ہوا اون کانٹے اور سیخ پر لپٹا ہوا ہو۔اور اس کو زور سے کھینچا جائے)پھر اس کی روح ملک الموت (اپنے ہاتھ میں)لے لیتے ہیں اور ان کے ہاتھ میں لیتے ہی دوسرے فرشتے لپک جھپکنے کے برابر بھی ان کے پاس نہیں چھوڑتے۔حتیٰ کہ فورا ان سے لے کر اس کو ٹاٹوں میں لپیٹ دیتے ہیں(جو ان کے پاس ہوتے ہیں)اور ان ٹاٹوں میں ایسی بدبو آتی ہے، جیسے کبھی بد ترین سڑی ہوئی مردہ لعش سے روئے زمین پر بدبو پھوٹتی ہو۔وہ فرشتے اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔اور فرشتوں کی جس جماعت پر بھی پہنچتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ یہ کون خبیث روح ہے؟وہ اس کے برے سے برا وہ نام لے کر کہتے ہیں، جس سے وہ دنیا میں بلایا جاتا تھا کہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے۔حتیٰ کہ وہ اسے لے کر پہلے آسمان تک پہنچتے ہیں اور دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں، مگر اس کے لئے دروازہ نہیں کھولا جاتا۔جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا:

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ (سورۃ اعراف:۴۰)

ترجمہ:"ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے۔اور نہ کبھی جنت میں داخل ہوں گے۔جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں نہ چلا جائے(اور اونٹ سوئی کے ناکے میں جا نہیں سکتا،لہٰذا وہ بھی جنت میں نہیں جاسکتے)"

پھر اللہ عز وجل فرماتے ہیں کہ اس کو کتاب سجین میں لکھ دو جو سب سے نیچی زمین میں ہے، چنانچہ اس کی روح(وہیں سے)پھینک دی جاتی ہے۔پھر حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ (سورہ حج:۲۲:۳۱)

ترجمہ: اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے، گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر پرندوں نے اس کی بوٹیاں نوچ لیں یا اس کو ہوا نے دور دراز جگہ میں لے جا کر پھینک دیا۔

مؤمن کا قبر میں نماز کا دھیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مؤمن کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے، تو اس کو ایسا معلوم ہوتا ہے، جیسے سورج چھپ رہا ہو، سو جب اس کی روح لوٹائی جاتی ہے، تو آنکھیں ملتا ہوا اٹھ کر بیٹھتا ہے اور (فرشتوں سے) کہتا ہے کہ مجھے چھوڑ دو میں نماز پڑھتا ہوں۔

ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ گویا وہ اس وقت اپنے آپ کو دنیا ہی میں تصور کرتا ہے، کہ سوال وجواب کو رہنے دو مجھے فرض ادا کرنے دو وقت ختم ہوا جارہا ہے۔ میری نماز جاتی رہے گی۔ پھر لکھتے ہیں کہ یہ بات وہی کہے گا جو دنیا میں نماز کا پابند تھا اور اس کو ہر وقت نماز کا خیال لگا رہتا ہے۔

اس سے بے نمازیوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے اور اپنے حال کا اس سے اندازہ لگائیں اور اس بات کو خوب سوچیں کہ جب اچانک سوال ہوگا تو کیسی پریشانی ہوگی۔

عن البراء بن عازب رضي الله عنهما قال: خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في جنازة رجل من الانصار فانتهينا إلى القبر ولما يلحد فجلس رسول الله صلى الله عليه وسلم وجلسنا حوله كانما على رؤوسنا الطير وفي يده عود ينكت به في الأرض، فرفع رأسه فقال: استعيذوا بالله من عذاب القبر مرتين أو ثلاثا قال: وياتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له: من ربك؟ فيقول ربي الله، فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: ديني الأسلام، فيقولان له: ما هذا الرجل الذي بعث فيكم؟ قال فيقول: هو رسول الله صلى الله عليه وسلم، فيقولان: وما يدريك؟ فيقول: قرأت كتاب الله فآمنت به وصدقت قال: فينادي مناد من السماء ان قد صدق عبدي فافرشوه من الجنة والبسوه من الجنة وافتحوا له بابا إلى الجنة قال: فياتيه من روحها وطيبها، قال: ويفتح له فيها مد بصره قال: وان الكافر فذكر موته قال: وتعاد روحه في جسده ويأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له: من ربك؟ فيقول: هاة هاة لا ادري، فيقولان له ما دينك؟ فيقول: هاة هاة لا ادري، فيقولان له: ما هذا الرجل الذي بعث فيكم؟ فيقول: هاة هاة لا ادري، فينادي مناد من السماء ان كذب فافرشوه من النار والبسوه من النار وافتحوا له بابا إلى النار قال: فياتيه من حرها وسمومها قال: ويضيق عليه قبره حتى تختلف فيه اضلاعه. (رواه أبوداؤد، باب السالة القبر، رقم: ٤٧٥٣)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک انصاری صحابی کے جنازے میں (قبرستان) گئے۔جب ہم قبر کے پاس پہنچے جو کہ ابھی کھودی نہیں گئی تھی، نبی کریم ﷺ (وہاں قبر کی تیاری کے انتظار میں) تشریف فرما ہوئے اور آپ کے ارد گرد ہم بھی اس طرح متوجہ ہو کر بیٹھ گئے، گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ آپ کے ہاتھ میں لکڑی تھی، جس سے زمین کو کرید رہے تھے (جو کسی گہری سوچ کے وقت ہوتا ہے) پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور دو یا تین مرتبہ فرمایا "عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو" پھر ارشاد فرمایا (اللہ کا مؤمن بندہ اس دنیا سے منتقل ہو کر جب عالمِ برزخ میں پہنچتا ہے، یعنی قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے، تو) اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، وہ اس کو بٹھاتے ہیں، پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ پھر پوچھتے ہیں تمہارا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر پوچھتے ہیں کہ یہ آدمی جو تم میں (نبی بنا کر) بھیجے گئے تھے یعنی رسول محمد ﷺ ان کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ وہ کہتا ہے وہ اللہ کے رسول ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں کہ تمہیں یہ بات کس نے بتائی یعنی تمہیں ان کے رسول ہونے کا علم کس ذریعہ سے ہوا؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا اور اس کو سچ مانا، اس

کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (مؤمن بندہ فرشتوں کے مذکورہ بالا سوالات کے جوابات جب اس طرح ٹھیک ٹھیک دے دیتا ہے تو) ایک منادی آسمان سے ندا دیتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمان سے اعلان کرایا جاتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا، لہٰذا اس کے لئے جنت کا بستر بچھادو، اسے جنت کا لباس پہنادو، اور اس کے لئے جنت کی خوشگوار ہوائیں اور خوشبوئیں آتی رہتی ہیں، اور قبر اس کے لئے حد نگاہ تک کھول دی جاتی ہے۔ (یہ حال تو رسول اللہ ﷺ نے مرنے والے مؤمن کا بیان فرمایا) اس کے بعد آپ نے کافر کی موت کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا: مرنے کے بعد اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے، اور اس کے پاس (بھی) دو فرشتے آتے ہیں وہ اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے افسوس میں کچھ نہیں جانتا۔ پھر فرشتے اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا تھا؟ وہ کہتا ہے ہائے افسوس میں کچھ نہیں جانتا۔ پھر فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ یہ آدمی جو تمہارے اندر (بحیثیت نبی کے) بھیجا گیا تھا، تمہارا اس کے بارے میں کیا خیال تھا؟ وہ پھر بھی یہی کہتا ہے، ہائے افسوس میں کچھ نہیں جانتا۔ (اس سوال وجواب کے بعد) آسمان سے ایک پکارنے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکارتا ہے، کہ اس کے لئے آگ کا بستر بچھادو اور اسے آگ کا لباس پہنادو اور اس کے لئے دوزخ کا ایک دروازہ کھول دو (چنانچہ یہ سب کچھ کر دیا جاتا ہے) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں (دوزخ کے دروازے سے) دوزخ کی گرمی اور جلانے جھلسانے والی ہوائیں اس کے پاس آتی رہتی ہیں اور قبر اس پر اتنی تنگ کر دی جاتی ہے کہ جس کی وجہ سے اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ (ابو داؤد)

صدقہ جاریہ اور اولاد وغیرہ کی طرف سے استغفار کا نفع

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلا شبہ مرنے کے بعد جو چیزیں مؤمن کو اس کی نیکیوں سے پہنچتی ہیں۔ان میں سے ایک علم ہے،جس کو اس نے پھیلایا ہو یا نیک اولاد چھوڑی ہو یا کوئی قرآن شریف ورثہ میں چھوڑ گیا ہو یا مسجد تعمیر کرا گیا ہو یا مسافر خانہ بنا گیا ہو یا نہر جاری کر گیا ہو یا اپنی زندگی و تندرستی کی حالت میں اپنے مال سے ایسا صدقہ کر گیا ہو جس کا ثواب مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہو۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیک بندہ کا درجہ جنت میں بلند فرمادے گا۔وہ کہے گا کہ اے خدا یہ درجہ مجھے کیسے ملا؟اللہ جل شانہ ارشاد فرمائیں گے تیری اولاد نے تیرے لئے استغفار کی جس کی وجہ سے یہ مرتبہ تجھ کو ملا۔

ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے روز بعض آدمیوں کے ساتھ پہاڑوں کے برابر نیکیاں ہوں گی یہ دیکھ کر عرض کرے گا کہ یہ مجھے کہاں سے ملیں؟ارشاد ہو گا تیری اولاد کے استغفار کرنے کی بدولت تجھے یہ عنایت کی گئی ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ میت اپنی قبر میں بس ایسا ہی (محتاج) ہوتا ہے، جیسے کوئی ڈوبتا ہوا ہو(پھر فرمایا کہ) وہ دعا کا منتظر رہتا ہے، جو اس کے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی جانب سے اسے پہنچ جائے۔جب اسے ان میں سے کسی کی دعا پہنچتی ہے، تو ساری دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے، اس سب سے زیادہ اس کو وہ دعا محبوب ہوتی ہے، اور بے شک زمین والوں کی دعا سے اللہ تعالیٰ قبر والوں پر پہاڑوں کے برابر ثواب داخل فرماتے ہیں۔اور بے شک زندوں کا ہدیہ مردوں کے لئے ان کے واسطے استغفار ہے۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ موت کے وقت مؤمن کے پاس فرشتے آکر اسے خوشخبری سناتے ہیں، اور اس سے کہتے ہیں کہ تم جہاں جارہے ہو وہاں جانے سے ڈرو نہیں، لہٰذا اس کا خوف جاتا رہتا ہے، اور اس سے یہ بھی کہتے ہیں کہ دنیا اور اہلِ دنیا (سے جدا ہونے) پر رنج نہ کرو اور جنت کی خوشخبری سن لو، لہٰذا وہ اس حال میں مرتا ہے، کہ اس دنیا میں خدا اس کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا ہے۔

قبر کے عذاب

قبر میں عذاب دینے والے اژدھے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قبر میں کافر پر ضرور ۹۹ اژدھے مقرر کردیئے جاتے ہیں جو قیامت تک اسے ڈستے رہتے ہیں۔ان کے زہر کا یہ عالم ہے کہ اگر ان میں سے ایک بھی زمین پر پھنکار مار دے تو زمین بالکل سبزی نہ اگائے،یعنی ان کے زہر کا یہ اثر ہے کہ ان میں سے ایک اژدھا بھی اگر ایک دفعہ زمین کی طرف پھنکار مار دے تو اس کے زہر کے اثر سے زمین گھاس کا ایک تنکا بھی اگانے کے قابل نہ رہے۔

"نوٹ" آج کل کے آلات جنگ جیسے ایٹم بم وغیرہ دیکھ کر اس ارشاد نبوی ﷺ کے سمجھنے میں ذرا بھی تامل کی گنجائش نہیں رہتی۔

قبر میں عذاب کی وجہ سے میت کا چیخنا اور لوہے کے گرزوں سے اس کا مارا جانا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کافر جواب دیتا ہے کہ ہاہا مجھے پتہ نہیں! تو آسمان سے منادی آواز دیتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا اس کے نیچے آگ بچھادو اور اسے آگ کا پہنا وا پہنا دو اور اس کے لئے دوزخ کا ایک دروازہ کھول دو،چنانچہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے،جس کے ذریعے دوزخ کی تپش اور سخت گرم لو آتی ہے،اور اس کی قبر تنگ کردی جاتی ہے،یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر سے ادھر ہوجاتی ہیں ،پھر اس کے عذاب دینے کے لئے ایک (عذاب دینے والا)مقرر کردیا جاتا ہے،جو اندھا اور بہرا ہوتا ہے،اس کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے،جس کی حقیقت یہ ہے کہ اگر وہ پہاڑ پر ماردیا جائے تو پہاڑ ضرور مٹی ہوجائے(پھر ارشاد فرمایا کہ)اس گرز کو ایک مرتبہ مارتاہے تواس کی آواز کو انسان اور جنات کے علاوہ پورب پچھم کے درمیان والی ساری مخلوق سنتی ہے، ایک مرتبہ مارنے سے وہ مٹی ہوجاتا ہے اور پھر روح لوٹا دی جاتی ہے۔

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اس گرز کے مارے جانے سے وہ اس زور سے چیختا ہے کہ انسان اور جنات کے سوا اس کے قریب کی ہر چیز اس کی چیخ پکار سنتی ہے

چغلی کرنے اور پیشاب سے نہ بچنے سے عذاب قبر ہوتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ کا دو قبروں پر گزر ہوا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ان کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی مشکل کام کے سبب عذاب نہیں ہو رہا۔ (بلکہ ایسی معمولی باتوں پر جن سے بچ سکتے ہیں)۔

پھر آپ ﷺ نے ان دونوں کے گناہوں کی تفصیل بتائی کہ ان دونوں میں ایک پیشاب کرنے میں پردہ نہیں کرتا تھا(اور ایک روایت میں ہے کہ پیشاب سے نہ بچتا تھا) اور یہ دوسرا چغلی کرتا پھرتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے ایک تر ٹہنی منگا کر بیچ میں سے اس کو چیر کر آدھی اس قبر میں گاڑ دی اور آدھی دوسری قبر میں، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ ارشاد فرمایا کہ امید ہے کہ ان دونوں کا عذاب ان کے سوکھنے تک ہلکا کر دیا جائے۔ (مشکوۃ المصابیح، ص: ۴۲ از مسلم)

چند مخصوص کاموں پر مخصوص عذاب

بخاری شریف میں ایک طویل روایت ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کا ایک خواب روایت کیا گیا ہے،اس میں عالمِ برزخ کے خاص عذابوں کا ذکر ہے،آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے آج رات خواب دیکھا ہے کہ دو شخص میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو ایک مقدس زمین کی طرف لے چلے۔دیکھتا کیا ہوں کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے،اور دوسرا کھڑا ہے،اور اس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور ہے،وہ اس بیٹھے ہوئے شخص کے کلے کو اس سے چیر رہا ہے،یہاں تک کہ گدی تک جا پہنچتا ہے،پھر دوسرے کلے کے ساتھ بھی یہی معاملہ کرتا ہے،اور پہلا کلہ اس کا درست ہوجاتا ہے،وہ پھر اس پہلے کلے کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے،میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے،وہ دونوں شخص بولے آگے چلو۔ہم آگے چلے،یہاں تک کہ ایسے شخص پر گزر ہوا جو لیٹا ہوا ہے،اس کے سر پر ایک شخص بھاری پتھر لئے ہوئے کھڑا ہے،یہ کھڑا ہوا شخص اس پتھر سے لیٹے ہوئے شخص کا سر نہایت زور سے پھوڑتا ہے،جب وہ پتھر اس کے سر پر دے مارتا ہے تو پتھر لڑھک کر دور جا گرتا ہے۔جب وہ اس کو اٹھانے کے لئے جاتا ہے،تو ابھی لوٹ کر اس کے پاس آنے نہیں پاتا کہ اس کا سر جیسا تھا ویسا ہی ہوجاتا ہے۔اور پھر اس کو اسی طرح پھوڑتا ہے،میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔وہ دونوں بولے آگے چلو،یہاں تک کہ ہم ایک غار پر پہنچے جو مثلِ تنور کے تھا۔اوپر سے تنگ تھا نیچے سے فراخ تھا۔اس میں آگ جل رہی تھی اور اس میں بہت سے ننگے مرد اور عورتیں بھرے ہوئے تھے۔جس وقت وہ آگ اوپر کو اٹھتی تو اس کے ساتھ وہ سب اوپر کو اٹھ آتے تھے۔یہاں تک کہ قریب نکلنے کے ہو جاتے ہیں۔پھر جس وقت آگ بیٹھتی تو وہ بھی سب نیچے چلے جاتے۔میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔وہ دونوں بولے آگے چلو۔ہم آگے چلے،یہاں تک کہ ایک خون کی نہر پر پہنچے۔اس کے بیچ میں ایک شخص کھڑا ہے اور نہر کے کنارے کی طرف آتا ہے۔جس وقت وہ نکلنا چاہتا ہے۔یہ کنارے والا شخص اس کے منہ پر پتھر اس زور سے مارتا ہے کہ وہ پھر اپنی جگہ پر جا پہنچتا ہے۔پھر جب بھی وہ کنارے کی طرف آنا چاہتا ہے۔اسی طرح

پتھر مار کر ہٹا دیتا ہے، میں نے پوچھا یہ کیا ہے، وہ دونوں بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک ہرے بھرے باغ میں پہنچے اس میں ایک بڑا درخت ہے اور اس کے نیچے ایک بوڑھا آدمی ہے اور بچے ہیں اس درخت کے قریب ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اس کے سامنے آگ جل رہی ہے، جسے وہ دھونک رہا ہے، پھر وہ دونوں مجھ کو چڑھا کر درخت کے اوپر لے گئے وہاں ایک گھر درخت کے بیچ میں نہایت عمدہ تھا اس میں مجھے داخل کر دیا میں نے اس گھر سے اچھا گھر کبھی نہیں دیکھا، اس میں بہت سے مرد، بوڑھے جوان، عورتیں بچے تھے پھر اس سے باہر لا کر اور اوپر لے گئے، وہاں ایک گھر پہلے گھر سے بھی عمدہ تھا۔ اس میں لے گئے اس میں بوڑھے اور جوان تھے۔ میں نے ان دونوں شخصوں سے کہا کہ تم نے مجھ کو تمام رات پھرایا اب بتاؤ کہ یہ جو کچھ میں نے دیکھا کیا تھا؟ انہوں نے کہا وہ شخص جو تم نے دیکھا تھا جس کے کلے چیرے جاتے تھے وہ شخص جھوٹا ہے، جو جھوٹی باتیں بیان کرتا تھا اور وہ باتیں جہان میں مشہور ہو جاتی تھیں۔ اس کے ساتھ قیامت تک یوں ہی کرتے رہیں گے اور جس کا سر پھوڑتے ہوئے دیکھا وہ شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن سکھایا وہ رات کو اس سے غافل ہو کر سوتا رہا۔ اور دن کو اس پر عمل نہ کیا، قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ رہے گا اور جن کو تم نے آگ کے غار میں دیکھا وہ زنا کرنے والے لوگ ہیں اور جن کو خون کے نہر میں دیکھا وہ سود کھانے والے ہیں، اور درخت کے نیچے جو بوڑھے شخص تھے وہ حضرت ابراہیمؑ تھے اور ان کے ارد گرد جو بچے تھے وہ لوگوں کے نابالغ اولاد ہے اور جو آگ دھونک رہا تھا وہ مالک داروغہ دوزخ کا ہے اور پہلا گھر جس میں آپ ﷺ داخل ہوئے وہ عام مسلمانوں کا ہے اور دوسرا گھر شہیدوں کا ہے اور میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ پھر بولے کہ اوپر سر اٹھاؤ۔ میں نے سر اٹھایا تو میرے اوپر ایک سفید بادل نظر آیا۔ بولے یہ تمہارا گھر ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں اپنے گھر میں داخل ہو جاؤں، بولے ابھی تمہاری عمر باقی ہے۔ پوری نہیں ہوئی اگر پوری ہو چکی ہوتی تو ابھی چلے جاتے۔

فائدہ: ”جاننا چاہئے کہ انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے۔ یہ تمام واقعے سچے ہیں۔ اس حدیث سے کئی چیزوں کا حال معلوم ہوا۔ اول جھوٹ کا کہ کیسی سخت سزا ہے۔ دوسرے عالم بے عمل کا۔ تیسرے زنا کا چوتھے سود کا۔ خدا سب مسلمانوں کو ان کاموں سے محفوظ رکھے۔“

عذاب قبر سے محفوظ رہنے والے

حضرت فخر بنی آدم محبوب رب العالمین سید المرسلین محمد رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے، تو دفن کرنے کے بعد جب لوگ واپس ہوتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے، سو اگر وہ مؤمن ہوتا ہے تو نماز اس کے سرہانے آجاتی ہے، اور روزے اس کے داہنے طرف آجاتے ہیں اور زکوٰۃ اس کے بائیں طرف آجاتی ہے اور (نفل کام جو کئے تھے مثلاً) صدقہ اور نفل نماز اور لوگوں کے ساتھ جو خیر اور نیکی (بھلائی) کی تھی وہ اس کے پیروں کی طرف آجاتی ہے۔ اگر اس کے سرہانے کی جانب سے عذاب آتا ہے تو نماز کہتی ہے کہ میری طرف سے جگہ نہ ملے گی۔ پھر داہنی طرف سے عذاب آتا ہے تو روزے کہتے ہیں کہ ہماری طرف سے جگہ نہ ملے گی۔ پھر بائیں طرف سے عذاب آتا ہے تو زکوٰۃ کہتی ہے کہ میری طرف سے جگہ نہ ملے گی۔ پھر پیروں کی طرف سے عذاب آتا ہے تو امور خیر صدقہ اور احسان کے کام جو لوگوں کے ساتھ کئے تھے وہ کہتے ہیں کہ ہماری جانب سے جگہ نہ ملے گی۔

سورہ ملک اور الم سجدہ پڑھنے والا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ کے ایک صحابی نے ایک قبر پر خیمہ لگالیا اور ان کو پتہ نہ تھا کہ یہ قبر ہے، خیمہ میں بیٹھے بیٹھے اچانک یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس میں ایک انسان ہے جو سوہ تبارک الذی بیدہ الملک پڑھ رہا ہے۔ پڑھتے پڑھتے اس نے پوری سورت ختم کردی، یہ واقعہ انہوں نے حضرت رسولِ کریم ﷺ نے کی خدمت میں عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سورت عذاب سے روکنے والی ہے (اور) اس کو اللہ کے عذاب سے بچا رہی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلا شبہ قرآن میں ایک سورت ہے، جس کی تیس آیتیں ہیں، اس نے ایک شخص کے لئے سفارش کی یہاں تک کہ وہ بخش دیا گیا پھر فرمایا کہ وہ سورت تبارک الذی بیدہ الملک ہے۔

حضرت خالد بن معدان (تابعیؒ) سورہ تبارک الذی بیدہ الملک اور سورہ الم سجدہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والے کے لئے قبر میں اللہ سے جھگڑیں گی اور دونوں میں سے ہر ایک کہے گی کہ اے اللہ اگر میں تیری کتاب میں سے ہوں تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور اگر میں تیری کتاب میں سے نہیں ہوں تو مجھے اپنی کتاب سے مٹادے۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ یہ پرندوں کی طرح اپنے پڑھنے والے پر پر پھیلا دیں گی اور اسے عذابِ قبر سے بچالیں گی۔

ان دونوں سورتوں کو عذابِ قبر سے بچانے میں بڑا دخل ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا روایت سے ظاہر ہوا ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ ان دونوں سورتوں کو پڑھے بغیر نہ سوتے تھے۔

فائدہ: جس طرح سورہ الم سجدہ اور سورہ ملک قبر کے عذاب سے بہت زیادہ بچانے والی ہیں۔ اس طرح چغل خوری کرنا اور پیشاب سے نہ بچنا دونوں فعل عذاب قبر میں بہت زیادہ مبتلا کرنے والے ہیں۔

شہادت کی اقسام

شہیدِ آخرت کا حکم

ہم ذیل میں شہادت کی جو اقسام ذکر کرنے والے ہیں وہ آخرت کے اعتبار سے شہید ہیں، آخرت میں انہیں شہادت کا مرتبہ ملتا ہے، لیکن دنیاوی احکام کے اعتبار سے وہ شہید نہیں ہیں اور شہادتِ دنیوی کے احکام ان پر جاری نہیں ہوتے بلکہ وہ عام مردوں کی طرح ہیں، باقاعدہ ان کو غسل دیا جائے گا اور باقاعدہ کفن دیا جائے گا اور پھر جنازہ پڑھ کر دفن کیا جائے گا، بغیر تلوار کے شہیدوں کی تعداد علمائے کرام نے تقریباً پچیس کے لگ بھگ بتائی ہے جس کو تفصیل کے ساتھ ان کی شرح لکھتے ہیں۔

حدیث اول:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز صحابہ کرام سے پوچھا کہ تم اپنے میں سے کن لوگوں کو شہید شمار کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اللہ کے رسول! جو راہِ خدا میں قتل ہوجاتے ہیں وہی شہید ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس طرح تو میری امت کے شہیدوں کی تعداد بہت کم رہی۔ پوچھا تو اللہ کے رسول! پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ۱۔ جو راہ خدا میں قتل ہوگیا وہ شہید، ۲۔ جو راہ خدا میں اپنی موت مرجائے وہ شہید۔ ۳: جو طاعون (یعنی پلیگ) میں مرجائے وہ شہید۔ ۴: جو پیٹ کے مرض میں مرجائے وہ شہید، راوی قسم کھا کے کہتے ہیں ابو صالح نے اس حدیث میں یہ بھی بیان کیا تھا۔ ۵: جو پانی میں ڈوب کر مرجائے وہ بھی شہید ہے۔ ۶: جو موت (تیر یا نیزے) حملے سے ہو وہ بھی شہید۔ ۷: جاپے میں (یعنی بچہ پیدا ہونے میں) جو موت بچے کے جسم سے جدا ہونے سے پہلے ہو وہ بھی شہادت ہے۔ ۸: جل کے مرجانے سے بھی شہادت ہے۔ ۹: کروٹ کے پھوڑے میں جو موت ہو وہ بھی شہادت ہے۔ ۱۰: جو بیت المقدس کی خدمت کرتا ہوا مرجائے وہ بھی شہید ہے۔ ۱۱: لمبی بیماری میں (رنجھ رنجھ کر) گھل گھل کر مرے یہ سب شہید ہیں۔ (الترغیب والترہیب: ۲۸۲)

حدیث دوم: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (۱) جو اپنے مال کے پیچھے (یعنی اس کی حفاظت میں) مارا جائے وہ شہید ہے۔ (۲) جو اپنی جان بچانے میں مارا جائے وہ بھی شہید، (۳) جو اپنے دین کے لیے مارا جائے وہ بھی شہید، (۴) جو اپنے بال بچوں کے پیچھے مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔ (ابو داؤد ونسائی)

ف:۔ یعنی ان چیزوں کی حفاظت کے مقابلے کی نوبت آئے اور آدمی مارا جائے تو وہ شہید ہے۔ اب ہر شہید کی تفصیل بتائی جاتی ہے۔

۱) راہِ خدا میں اپنی موت مرنا

ایک شخص اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلا، یا علم دین سیکھنے یا سکھلانے کے لئے نکلا اور راستے میں موت واقع ہوگئی، دشمنوں سے ابھی مقابلہ بھی نہ کرنے پایا تھا یا ایسے ہی علم دین کا طالب علم جو علم سیکھنے کے ارادے سے گھر سے چلا، ابھی علم دین مکمل حاصل ہی نہیں کیا تھا کہ موت واقع ہوگئی، ایسے ہی وہ طالب جو اپنی باطنی اصلاح کے لئے کسی اللہ والے کی خدمت میں رہنے کے لئے نکلا تاکہ میرا تعلق اللہ پاک کے ساتھ ہوجائے، ابھی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہی نہ ہونے پایا تھا کہ موت کا وقت آگیا تو یہ تینوں قسم کے لوگ شہید ہیں۔

۲) طاعون میں موت آنا

جو شخص طاعون کی بیماری میں انتقال کرجائے وہ بھی شہادت کا رتبہ حاصل کرتا ہے، جس جگہ طاعون کی بیماری پھیل جائے وہاں سے بھاگ جانا جائز نہیں، اسی طرح جہاں طاعون پھیلا ہوا ہو وہاں خود جانا درست نہیں۔ ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے طاعون کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ ایک عذاب تھا جسے اللہ تعالیٰ نے تم سے پہلی امتوں پر بھیجا تھا، اب اس کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے رحمت بنادیا، جو کوئی بندہ کسی شہر (یا بستی) میں ہو اور وہاں یہ (طاعون) پھیل جائے تو یہ بندہ وہاں سے نکلے نہیں بلکہ صبر کرتے ہوئے اجر وثواب کی امید پر وہیں ٹھہر جائے اور یقین کرلے کہ ہونا وہی ہے جو خدا نے لکھ دیا ہے، اور پھر وہ طاعون کا شکار ہوگیا ہو تو شہید کا اجر پائے گا۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ وہاں سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا میدانِ جہاد سے بھاگنے والا۔

(الترغیب والترہیب)

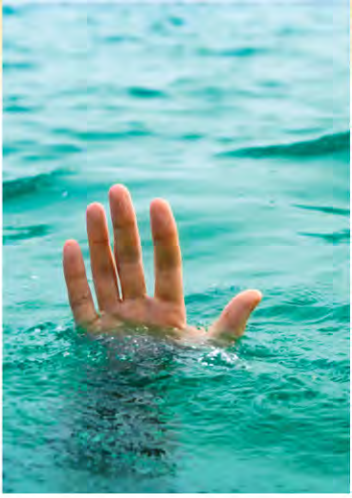

۳) پیٹ کی بیماری میں موت آنا

پیٹ کی بیماری میں وفات پانے والے کو بھی شہید کا اجر ملتا ہے،پیٹ کے اندر بیماری ہو یا پیٹ کے باہر کوئی ایسی چیز نکل آئے جس کا اثر پیٹ کے نیچے تک چلا جاوے،پیٹ کی کئی قسم کی بیماریاں ہیں،مثلا پیٹ کا پھول جانا،آنتوں میں فتور آجانا،پیٹ کا درد وغیرہ۔

۴) پانی میں ڈوبنے سے موت آنا:

اگر کوئی شخص جان بوجھ کر پانی میں ڈوب جائے جس کو خودکشی کہتے ہیں،ایسے شخص کو شہید کا اجر نہیں ملے گا بلکہ خودکشی کرنے کا آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔پانی میں ڈوب جانے کی کئی قسمیں ہیں،مثلاً کشتی یا جہاز میں سفر کرتے ہوئے کشتی یا جہاز کا ڈوب جانا یا پانی کا سیلاب آجانے کی وجہ سے ڈوب جانا،ان لوگوں کو شہید کا اجر ملتا ہے۔

۵) بچے کی پیدائش کے وقت عورت کا فوت ہونا:

جو عورت بچے کی پیدائش کے وقت فوت ہوجائے اس کو بھی شہید کا اجر ملتا ہے کیونکہ اس وقت عورت کو شدید تکلیف سے دو چار ہونا پڑتا ہے،اس وقت موت اور زندگی کی کشمکش میں مبتلا ہوتی ہے،ایسی حالت میں فوت ہوجانے والی عورت کو شہید کا اجر وثواب ملتا ہے۔

۶) آگ میں جل کر فوت ہونا

جو شخص خود جان بوجھ کر آگ میں نہ چھلانگ لگائے بلکہ قدرتی طور پر آگ میں گھر جائے،مثلا رات کو سوتے وقت کمرے میں آگ لگ گئی اور اس کو پتہ نہ چلا،اسی حالت میں آگ میں جل جانے سے فوت ہوگیا یا کسی دشمن نے اس کو آگ میں پھینک دیا تو ایسی حالت میں جل کر مرنے والا شہادت کا اجروثواب پائے گا۔

۸) بیت المقدس کی خدمت کرتے ہوئے موت آنا

بیت المقدس جسے مسجدِ اقصیٰ بھی کہتے ہیں، قرآن مجید میں بھی بیت المقدس کے علاقے کو برکتوں والا کہا گیا ہے، کیونکہ یہاں بہت سے انبیاء علیہم السلام مدفون ہیں، بیت المقدس کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں اور انسانوں کی مدد سے بنوایا تھا، بیت المقدس کی خدمت کی کئی قسمیں ہیں، مثلاً بیت المقدس کی مسجد کی صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھنا یا مسلمانوں کی امامت کرانا یہ بھی بیت المقدس کی خدمت میں داخل ہے یا مالی اعتبار سے بیت المقدس کو یہودیوں کے قبضے سے چھڑانے کی کوشش میں لگا رہے علماء کے نزدیک اس کو بھی شہید کا اجر ملے گا۔

۹) لمبی بیماری میں رہ کر موت واقع ہونا

یعنی مسلمان کو ایسی بیماری لگ جائے جو سالوں سال جاری رہے، جسم گھل گھل کر بیماری میں ختم ہو جائے، ایسے شخص کو بھی شہید کا اجر ملتا ہے، وجہ اس کی ظاہر ہے کہ کئی سالوں یا مہینوں تک بیماری کی مصیبت پر صبر کرنا، زبان سے اللہ تعالیٰ کی ناشکری اور شکوہ وشکایت کا لفظ نہ نکالنا، بیماری کے دفع کی اختیاری تدبیر کرتے ہوئے اللہ کی رضا پر راضی رہنا یہ بہت بڑے مجاہدے کا کام ہے، جس پر شہید کا اجر ملے گا۔

۱۰) اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جانا

اس کی تین صورتیں ہیں۔۱:اپنے مال کی حفاظت کرنا،مثلا رات کو اپنے مال کی حفاظت کررہا تھا کہ اچانک چور مال لوٹنے کے لئے آگئے،اپنے مال کی حفاظت کی بناء پر چوروں سے مقابلہ ہوگیا اور اسی حالت میں مارا گیا۔۲: اپنے بیوی بچوں کی حفاظت کرتے ہوے مارے جانا۔۳: وہ مال جو اس کے حوالے حفاظت کرنے کے لیے سپرد کیا گیا ہو یا کسی کی امانت ہو ایسے مال کی حفاظت پر بھی شہید کا اجر ملے گا۔

۱۱) اپنی جان بچانے میں مارے جانا

اپنی جان بچانے کی دو صورتیں ہیں،ایک یہ کہ کسی دشمن کی قید میں پھنس گیا،انہوں نے قتل کرنے کی کوشش کی اور اس نے کسی تدبیر سے وہاں سے بھاگنے کی کوشش کی،لیکن کامیاب نہ ہوسکا اور دشمنوں نے قتل کردیا۔دوسری صورت یہ کہ کسی جنگل وغیرہ میں سفر کررہا تھا کہ اچانک کسی چور ڈاکو نے اس پر حملہ کردیا،اس نے اپنی جان بچانے کے لیے بھاگنے کی تدبیر اختیار کی،کامیاب نہ ہوسکا مجبوراً اپنی جان بچانے کے لئے ڈاکوؤں سے مقابلہ کرنا پڑا اور اسی میں مارا گیا تواس کو شہید کا اجر ملے گا۔

۱۲) سواری سے گر کر مرجائے

مثلاً اونٹ، گھوڑا یا اور کسی جانور پر سواری کر رہا تھا کہ نیچے گر گیا اور موت واقع ہوگئی، آج کل جدید دور میں موٹر یا ہوائی جہاز یا بحری جہاز کے حادثے میں ہلاک ہونے والے کو بھی بعض علماء کے نزدیک شہید کا اجر ملے گا۔ بعض احادیث میں اچانک موت کو اچھا نہیں کہا گیا ہے، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اچانک موت میں انسان کو وصیت کا کوئی موقع نہیں ملتا، بعض دفعہ توبہ واستغفار کا بھی موقع نہیں ملتا، لیکن بذاتِ خود اچانک موت بری نہیں ہے، یاد رکھو! اچانک موت مردے کی بری علامت میں سے نہیں ہے، اور ایک روایت میں متردی کا لفظ عام ہے یعنی جو کہیں سے بھی گر پڑا یا پہاڑ پر چڑھتے ہوئے گر پڑا ان سب کو شہید کا اجر ملے گا۔

۱۳) پردیسی، جو وطن سے دور ہو کر مرجائے

پردیسی کی تین صورتیں ہیں: ۱۔ علم دین حاصل کرنے کے لئے اپنا وطن چھوڑا، ۲۔ تجارت کے لئے وطن چھوڑا، ۳۔ سیر و تفریح کے لئے وطن کو چھوڑا، ان تینوں صورتوں میں اگر پردیس میں موت آجائے تو شہید کا اجر وثواب پائے گا۔

۱٤) شہادت کی تمنا میں مرجائے

اگر کسی مسلمان کے دل میں شہادت کی تمنا ہے، لیکن وہ کسی عارضے کی وجہ سے جہاد میں شرکت نہ کرسکا، مثلاً کسی بیماری کی وجہ سے یا کوئی اور عذر کی وجہ سے لیکن دل میں شہادت حاصل کرنے کی تمنا ہے تو ایسے شخص کو بھی شہید کا اجر ملے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ جو کوئی شخص روزانہ پچیس بار "اللھم بارك لی فی الموت وفیما بعد الموت" یعنی "اے اللہ! مجھے مرتے وقت بھی برکت عطا فرما، اور مرنے کے بعد بھی" کہتا رہے پھر مرجائے چاہے اپنے بستر پر ہی، تب بھی شہید کا اجر پاتا ہے، یہ کتنا سستا سودا ہے کہ اگر ہم لوگ دل میں شہادت حاصل کرنے کی تمنا رکھیں تو امید ہے کہ شہید کا ثواب بھی ہم لوگوں کو مل جائے گا۔

۱۵) جو اپنے دین کے پیچھے مارا جائے

اس کی متعدد صورتیں ہیں: مثلاً کسی ظالم بادشاہ کی قید میں چلا گیا وہ اس کو دین واسلام سے مرتد ہونے کی دھمکی دیتا ہے یعنی ''اگر تو اپنے دین الٰہی سے پھر نہ جائے گا تو تجھ کو قتل کردوں گا'' وہ شخص اپنے کو قتل پر آمادہ کرلیتا ہے، قتل ہونا منظور کرلیتا ہے لیکن اپنے دین کو نہیں چھوڑتا ایسے شخص کو شہید کا اجر ملتا ہے۔ دوسری صورت یہ کہ کسی ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات پیش کی، اس کے بدلے میں ظالم بادشاہ نے اس کو قتل کردیا جیسا کہ حجاج بن یوسف نے حق بات کہنے والے کئی علمائے کرام کو قتل کیا تھا، کئی صحابہؓ کو بھی قتل کیا تھا لیکن وہ لوگ حق بات کہنے سے باز نہ آئے، ایسا مسلمان جو حق بات کہنے کی وجہ سے قتل کردیا جائے ایسے شخص کو بھی شہید کا اجر ملتا ہے، ایسے ہی اگر کوئی اچھے نسب والی خوبصورت عورت کسی کو اپنی طرف مائل کرے اور اس کو زنا کرنے پر مجبور کرے اور دھمکی دے کہ اگر تو میری خواہش پوری نہ کرے گا تو تجھ پر جھوٹا الزام عائد کر کے قتل کردوں گی، اگر زنا سے باز رہا اور عفت اختیار کی ایسے شخص کو بھی قتل ہونے کی وجہ سے شہید کا اجر ملے گا۔

۱۶) وہ لوگ جن سے خلقِ خدا امن میں رہی

ایک تابعی فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے اپنے نبی ﷺ کا یہ فرمان سنا ہے کہ ''وہ تمام لوگ جن سے خلق خدا امن میں رہی (انہوں نے کسی کو کسی طرح بھی نہ ستایا ہو، نہ عزت وآبرو کو نقصان پہنچایا ہو) وہ سب شہید ہیں، خواہ وہ قتل ہوں یا اپنی موت مریں۔'' حدیث میں ہے کہ ''کامل مسلمان

وہی ہے کہ جس کے ہاتھ وزبان کے شر سے لوگ محفوظ رہیں۔" یہ آداب المعاشرت کا بڑا اہم سبق ہے کہ شریعت نے ہم کو لین دین اور آپس میں تعلقات قائم رکھنے اور چھوٹے بڑوں کے حقوق کو ادا کرنے پر خاص زور دیا ہے، حقیقت بھی ہے کہ اگر انسان شریعت کے اصولوں پر زندگی گزارے تو لوگوں کو اپنے شر سے بچاسکتا ہے، لوگ اس سے امن میں رہ سکتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ رات کو گھر میں داخل ہوتے تھے تو بہت آہستہ دروازہ بند کرتے اور "السلام علیکم" بھی اتنی آہستہ آواز سے کہتے تھے کہ اگر کوئی جاگتا ہو تو سلام کا جواب دے دے ورنہ اس کی نیند میں خلل نہ آئے، لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے یہی طریقہ ہے کہ لوگوں سے کسی قسم کی بھی نفع کی امید نہ رکھی جائے بلکہ جہاں تک ہوسکے خود لوگوں کو نفع پہنچانے کی کوشش کرے، لوگوں پر احسان کر کے نہ جتلائے بلکہ اس احسان کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ کے ہاں ملنے کی امید رکھے، لوگوں سے نفع کی امید رکھنے کی دل سے امید ہی نکال دے، ایسا کرنے سے مخلوق خدا بھی اس سے امن میں رہ سکتی ہے اور وہ خود بھی مخلوق کے شر سے بچ سکتا ہے۔

۱۷) نفس کے ساتھ جہاد کرنے والا

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے۔ (مشکوٰۃ: ۷)

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نفس کے ساتھ جہاد کی ترغیب یوں دیتے ہیں:

خنجر تسلیم سے یہ جانِ حزیں بھی
ہر لحظہ شہادت کا مزا لوٹ رہی ہے

ایک جگہ شیطان کے ساتھ بھی جہاد کرنے کا ذکر ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض اعمال کی فضیلت ذکر کر کے ان اعمال کی نسبت فرمایا کہ یہ مورچہ بندی ہے، یہ مورچہ بندی ہے، یہ مورچہ بندی ہے، یعنی شیطان کے ساتھ جو مسلمان کا محاربہ رہتا

ہے،ان اعمال کو کرنا گویا اپنی سرحد کی حفاظت ہے۔ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ ایک دفعہ غزوے سے واپس مدینہ کی طرف آرہے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آرہے ہیں،یعنی اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا اور نفس کو بری خواہشات سے روکنا شریعت کے احکام پر نفس کو چلانا۔

یعنی نفس کے ساتھ جہاد کرنے سے دل کو جو تکلیف پہنچتی ہے اس کو شہادت سے تعبیر کیا گیا ہے،نفس وشیطان کے ساتھ جہاد کرنے والے کو شہید کا اجر ملے گا۔

۱۸) عشقِ مجازی میں عفت وپاک دامنی اختیار کرنے والا

حدیث شریف میں ہے: "من عشق فعف و کتم فمات فھو شھید" یعنی جو شخص عاشق ہو اور پاک دامن رہا اور اس کو چھپایا اور صبر کیا پھر مرگیا تو وہ شہید ہے۔عشق مجازی کا بے اختیار لگ جانا غیر اختیاری ہے،اس پر مؤاخذہ نہیں ہوتا،لیکن یہ باتیں اختیار میں ہیں کہ اس کو شہوت کی نظر سے دیکھنا،باتیں سننا،اس کے پاس جانا،اس کا خیال دل میں لانا،اس کو سوچ کر دل میں لذت حاصل کرنا،ان سے بچنا ضروری ہے۔(قصد السبیل، ص:۳۱) شہادت کا اجر ملنے کی وجہ ظاہر ہے کہ جس طرح اللہ کی راہ میں لڑنے والا تلوار سے قتل ہونے کی وجہ سے شہادت کا رتبہ حاصل کرتا ہے اسی طرح عشق کی غافل تلوار سے شہید ہونے والا بھی شہادت کا اجر حاصل کرتا ہے، تلوار کے زخم جسم پر ہوتے ہیں اور عشق مجازی میں پارسائی اختیار کرنے کے زخم دل پر لگے ہوتے ہیں۔

۱۹) چھت یا درخت وغیرہ سے گر کر مرجائے اس کو بھی شہید کا اجر ملے گا۔

۲۰) جو موت تیر یا نیزے سے ہو وہ شہادت ہے۔(الترغیب والترہیب،ص:۲۷۸)

۲۱) اپنے اوپر کسی ظالم کا دفاع اور اس کا مقابلہ کرتا ہوا جو مارا جائے اس کو بھی

شہید کا اجر ملے گا۔(الترغیب والترہیب،ص:۲۷۹)

۲۲) اسی طرح جسے کوئی درندہ پھاڑ کھائے وہ بھی شہید کا اجر حاصل کرے گا۔

۲۳) جو کسی جانور کے ڈسنے سے مرجائے،مثلا سانپ یا کوئی موذی جانور کاٹ کھائے اس کو بھی شہید کا اجر ملے گا۔(الترغیب والترہیب،ص:۲۷۹)

۲٤) جو اپنے پڑوسی کے پیچھے اس کو ظلم سے بچاتے ہوئے مارا جائے ،شہید ہے۔

۲۵) جو خدا کے کسی حق کی خاطر مارا جائے شہید ہے۔

جو سمندری سفر میں متلی اور دردِ سر کے عارضے میں مرجائے اس کو بھی شہید کا اجر ملے گا۔(الترغیب والترہیب،ص:۲۸۰) اسی طرح بعض علماء کے نزدیک جس طرح سمندری سفر میں ہلاک ہونے سے شہید کا مرتبہ ملتا ہے،اسی طرح ہوائی جہاز میں ہلاک ہونے والوں کو بھی شہید کا اجر ملے گا۔

شہداء سے اللہ جل شانہ کا خطاب

حضرت مسعود (تابعیؒ) روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی تفسیر پوچھی:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ
بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿آل عمرٰن:۱۶۹﴾

ترجمہ: ”اور (اے پیغمبر) جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ہیں، انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا، بلکہ وہ زندہ ہیں، انہیں اپنے رب کے پاس سے رزق ملتا ہے۔“

تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہم اس کی تفسیر رسولِ خدا ﷺ سے دریافت کرچکے ہیں۔ پھر فرمایا کہ شہداء کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں ہیں۔ ان کے لئے عرش الٰہی کے نیچے قندیل لٹکے ہوئے ہیں۔ وہ جہاں چاہیں جنت میں چلتی پھرتی ہیں، پھر ان قندیلوں مین آکر ٹھہر جاتی ہیں۔ اللہ رب العزت نے ان سے فرمایا کہ تم کچھ چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم کیا چاہیں۔ حالانکہ جہاں چاہتے ہیں جنت میں چلتے پھرتے ہیں۔ چنانچہ تین بار خدا نے ان سے یہی سوال وجواب فرمایا۔ سو جب انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ جب تک ہم جواب نہ دیں گے سوال ہوتا ہی رہے گا۔ تو انہوں نے یہ عرض کیا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں واپس کردی جائیں، حتیٰ کہ ہم دوبارہ تیری راہ میں قتل کردیئے جائیں، سو جب پروردگارِ عالم نے ان سے معلوم کرلیا کہ ان کی کوئی حاجت نہیں تو چھوڑدیئے گئے۔ اور پھر ان سے سوال نہیں کیا گیا۔ یعنی وہاں کی کوئی چیز انہوں نے طلب نہ کی اور سوال کیا تو دنیا میں واپسی کا سوال کیا جو قانون کے خلاف ہے۔ لہٰذا پھر ان سے سوال نہ کیا گیا۔

روحوں کا سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہونا شہداء کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ دوسرے مؤمنوں کی روحیں بھی ان پرندوں کے پوٹوں میں جنت کی سیر کرتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

ان ارواح المؤمنين في طير خضر تعلق بشجر الجنة

ترجمہ: ”بلا شبہ ایمان والوں کی روحیں سبز پرندوں کے اندر ہوتی ہیں، جو جنت کے درختوں سے کھاتی پیتی ہیں“۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص:۳۳۰ از مسلم)

ملا علی قاریؒ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ ایک حدیث میں ہے کہ بلاشبہ ایمان والوں کی روحیں پرندوں کے پوٹوں میں جنت کے پھل کھاتی اور پانی پیتی پھرتی ہیں اور عرش کے نیچے سونے کے قندیلوں میں آرام کرتی ہیں۔

شہادت کی تکلیف چیونٹی کے کاٹنے کے برابر ہوتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ شہید قتل ہونے کی تکلیف بس اتنی ہی محسوس کرتا ہے، جیسے تم چیونٹی کے کاٹنے کی تکلیف محسوس کرتے ہو۔

جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن مرنے والا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو قبر کے فتنہ سے محفوظ رکھتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص جمعہ کے دن وفات پاگیا وہ قبر کے عذاب سے محفوظ رکھا جائے گا۔

رمضان میں مرنے والا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بلا شبہ رمضان کے مہینہ میں مردوں سے قبر کا عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔

فکر و اعتبار

اس حصہ میں برزخ کے مفصل حالات لکھ دیئے گئے ہیں۔منکر نکیر کا سوال وجواب آرام وراحت ،دکھ تکلیف،جنت یا دوزخ کا صبح وشام پیش ہونا،عذابِ قبر کی تفصیلات اور عذاب کے بعض اسباب اور عذابِ قبر سے محفوظ رہنے والے حضرات اور عالمِ برزخ میں۔یہاں سے جانے والے کے پاس گزرے ہوئے لوگوں کا جمع ہونا اور دنیا میں جو ان کے متعلقین ہیں ان کا حال پوچھنا ،شہداء کا اعزاز واکرام وغیرہ وغیرہ بہت سی باتیں مختصر سے اوراق میں آگئی ہیں۔ کتاب پڑھ لینا تو کوئی مشکل کام نہیں اور چند اوراق کا مطالعہ کرنے کے لئے زیادہ وقت کی ضرورت بھی نہیں،لیکن پڑھ لینے کے بعد فکر کرنے کی ضرورت ہے،اور اصل چیز فکر ہی ہے۔جو انسان کو گناہ سے بچاتی ہے۔اور عمل صالح پر ڈالتی ہے۔آج کل کتابیں پڑھنے کا ذوق تو ہے لیکن فکر مند ہونے اور عمل کرنے کی طرف بہت کم لوگوں کا دھیان ہوتا ہے۔

کتاب پڑھنے کے بعد اپنی موت اور قبر اور قبر کی لمبی زندگی کا دھیان کرنا لازمی ہے،یہ دنیا تو دکھ سکھ سے گزر رہی ہے۔کوئی بڑا ہے کوئی چھوٹا ہے۔کوئی گورنر ہے کوئی بادشاہ ہے۔وزیر بھی ہیں اور صدر بھی،بڑی بڑی جائدادوں کے مالک بھی ہیں اور عالمی شہرت والی کمپنیوں کے ڈائریکٹر بھی ،بڑے بڑے بیرسٹر اور جسٹس موجود ہیں،فلک بوس عمارتیں ہیں،قیمتی لباس ہیں،سیٹھ ہیں ، تجوریاں ہیں۔نوٹوں کی گڈیاں ہیں،بینک بیلنس ہیں،لیکن ہر شخص کو یہ فکر کرنے کی ضرورت ہے کہ موت کے وقت اور موت کے بعد میرا کیا بنے گا؟

دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا موت آنی ہے۔سب کو جانا ہے،ہر نیک وبد اور مؤمن وکافر کو اس کا یقین ہے۔برزخ کی زندگی کتنی بڑی ہے ذرا اس پر غور کرو۔قیامت آنے تک برزخ ہی میں رہنا ہے۔قیامت کب آئے گی؟اس کا پتہ کسی کو نہیں ہے۔حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک ہزاروں سال گزر چکے ہیں،اس وقت سے لے کر آج تک جو لوگ اس دنیا سے گئے ہیں۔وہ سب برزخ ہی میں ہیں۔اور آئندہ خدا جانے دنیا کی کتنی زندگی باقی ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔جسے بھی موت آئی ہے یا آئندہ آئے گی وہ قیامت تک برزخ ہی کی زندگی میں رہے گا۔دنیا کی مختصر سی زندگی اور مال ودولت اور جاہ اور عہدوں کے لئے کتنی فکرمندی اور کتنی دوڑ دھوپ ہے اور برزخ وقبر میں جو طویل زندگی گزارنی ہے،جو سینکڑوں سال بھی ہوسکتی ہے اور ہزاروں سال بھی ،اس کے لئے کچھ بھی فکر نہیں،فکر ہونا تو درکنار،رات ودن ایسے اعمال میں مبتلا ہیں،جن سے قبروں میں عذاب ہوتا ہے،نمازیں چھوڑ رہے ہیں۔روزے کھا رہے ہیں۔سود لے رہے ہیں۔حرام آمدنی سے پیٹ بھر رہے ہیں۔اور حرام پیسہ سے حاصل کیا ہوا لباس پہن رہے ہیں۔طہارت کا ہوش نہیں۔پیشاب کر کے بلا استنجا ہی اٹھ

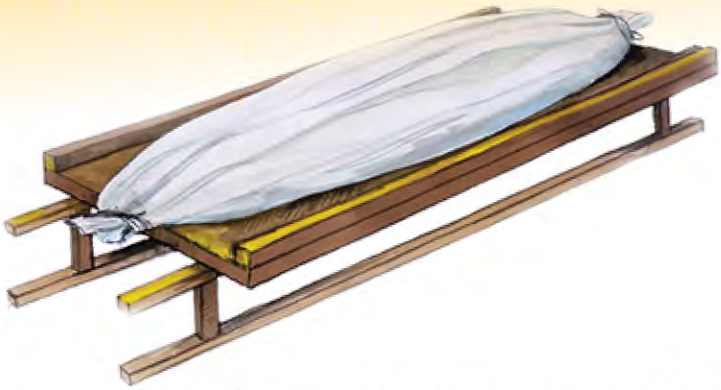

جاتے ہیں۔ غیبتیں ہیں، چغلیاں ہیں، حقوق العباد اپنے سر لئے ہوئے ہیں۔ اور طرح طرح کے معاصی اور مظالم اور گناہوں میں مبتلا ہیں۔ موت اور موت کے بعد آرام سے رہنے اور عذاب سے محفوظ ہونے کے لئے نہ کوئی محنت ہے نہ عمل ۔نہ محاسبہ ہے نہ مراقبہ۔

چل بسے، کوٹھیوں پر لوگ جمع ہیں۔ نعش پر ہوائی جہاز سے پھول برسائے جارہے ہیں۔ اخبارات میں سیاہ کالم چھپ رہے ہیں۔ ریڈیو اور ٹی وی سے موت کی خبریں نشر ہو رہی ہیں۔ لوگ سمجھ رہے ہیں کہ ان کی موت بڑی قابلِ رشک ہے۔ یہ کوئی نہیں سوچتا کہ مرنے والا مؤمن ہے یا کافر، صالح ہے یا فاسق وفاجر، اگر کفر پر مرا ہے تو ہمیشہ کے لئے بڑے درد ناک عذاب میں جارہا ہے۔ قیامت تک برزخ میں مبتلائے عذاب رہے گا۔ پھر قیامت کے دن جو پچاس ہزار سال کا ہوگا مصیبتوں میں مبتلا ہوگا۔ پھر دوزخ میں مبتلا ہوگا۔ جس کی آگ دنیاوی آگ سے انہتر گنا زیادہ گرم ہے۔ اس میں سے کبھی بھی نکلنا نہ ہوگا۔ بحکم "خالدین فیھا ابدا" ہمیشہ ہمیش اس میں رہنا ہوگا۔ بھلا ایسے شخص کی موت وحیات کیسے قابل رشک ہوسکتی ہے؟ یہ ہوائی جہازوں کے پھول برزخ کے مبتلائے عذاب کو کیا نفع دیں گے؟ اور اخبارات کے اداریئے نیز ٹی وی اور ریڈیوں کے اعلانات برزخ میں اس کے لئے کیا فائدہ مند ہوں گے؟ خوب غور کرنے کی بات ہے۔

اگر مرنے والا فاسق وفاجر تھا۔بے نمازی تھا۔غاصب وظالم تھا۔رشوتیں لیتا تھا۔ظالمانہ فیصلے کرتا تھا۔مگر حج نہ کیا،ہر سال زکوٰۃ فرض ہوتی تھی مگر ادا نہ کرتا تھا۔رمضان کے روزے کھا جاتا تھا۔اور ساتھ ہی بڑے عہدوں پر فائز تھا۔پارلیمنٹ کا ممبر تھا۔پھر وزیر اور صدر بھی بن گیا۔اسے یہ عہدے،کوٹھیاں اور بنگلے،نوٹوں کے گڈے قبر میں باعثِ عذاب بن رہے ہیں۔اوریہ لوگ ماتمی سرخیاں قائم کر کے موت کی خبریں شائع کررہے ہیں۔شاعر مرثیہ لکھ رہے ہیں مرنے ولا جو حرام مال آل اولاد کی وجہ سے چھوڑ گیا وہ اس کی وجہ سے مبتلائے عذاب ہے۔اور دنیا والے شاباش دے رہے ہیں کہ واہ واہ خوب مال چھوڑا۔سنگ مرمر کی قبر بنائی جارہی ہے جو حرام مال چھورا ہے اسی سے دیگیں پک رہی ہیں۔اسی حرام مال سے فقیر کھلائے جارہے ہیں۔وارثوں کو یہ ہوش نہیں کہ پکی قبریں بنانا شرعا ممنوع ہے اور حرام مال سے شرعا ایصال ثواب نہیں ہوتا،کیا پکی قبر کی وجہ سے عذاب سے چھوٹ جائے گا؟کیا حرام مال کی دیگیں کھالینے سے قبر کا عذاب ختم ہوجائے گا؟ہر گز نہیں ! ہر گز نہیں۔

جس نے زندگی میں اپنی قبر کا فکر نہ کیا اور موت کے بعد کے لئے نہ سوچا۔بد اعمالی میں ہی رہا۔اس کو اخباروں کے اداریے اور شاعروں کے مرثیے اور حکومتوں کے سربراہوں کے تعزیتی پیغامات عذاب سے نہیں بچا سکتے۔ہر شخص خود اپنی فکر کرے۔یہی موت کے بعد کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔بے فکری وبال ہے اور باعثِ عذاب ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ (قبر تک) میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں۔جن میں سے دو واپس آجاتی ہیں۔اور ایک وہیں رہ جاتی ہے۔(پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا) کہ میت کے ساتھ اس کے گھر والے۔اور اس کا مال (جنازہ کی چارپائی وغیرہ) اور اس کا عمل جاتا ہے پھر اس کا مال اور گھر والے تو واپس ہوجاتے ہیں۔اور اس کا عمل ساتھ رہ جاتا ہے۔گھر والے تو اس دنیا میں جدا ہوگئے۔قبر میں ڈال کر چلے آئے وہ آگے کیا ساتھ دیں گے، آل واولاد کے لئے،کنبہ اور خاندان کے لئے قوم اور وطن کے لئے آدمی کیا کیا جتن کرتا ہے۔بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے۔حرام مال کماتا ہے۔رشوتیں لیتا ہے۔اپنی موت کے بعد کی زندگی کے لئے عذاب مول لیتا ہے۔اور سمجھتا ہے کہ میں کامیاب زندگی گزار رہا ہوں،یہ اپنی جان پر ظلم ہے۔بہت بڑی غفلت ہے اور نادانی ہے۔بے وقوفی اور حماقت ہے ہر شخص پر لازم ہے کہ موت کے بعد کے لئے عمل کرے گناہوں کو چھوڑے۔پچھلے گناہوں سے توبہ کرے۔حقوق ادا کرے۔فرائض واجبات کا اہتمام کرے اور اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق نصیب فرمائے اور ہم سب کو اپنی رحمت میں ڈھانپ لے۔

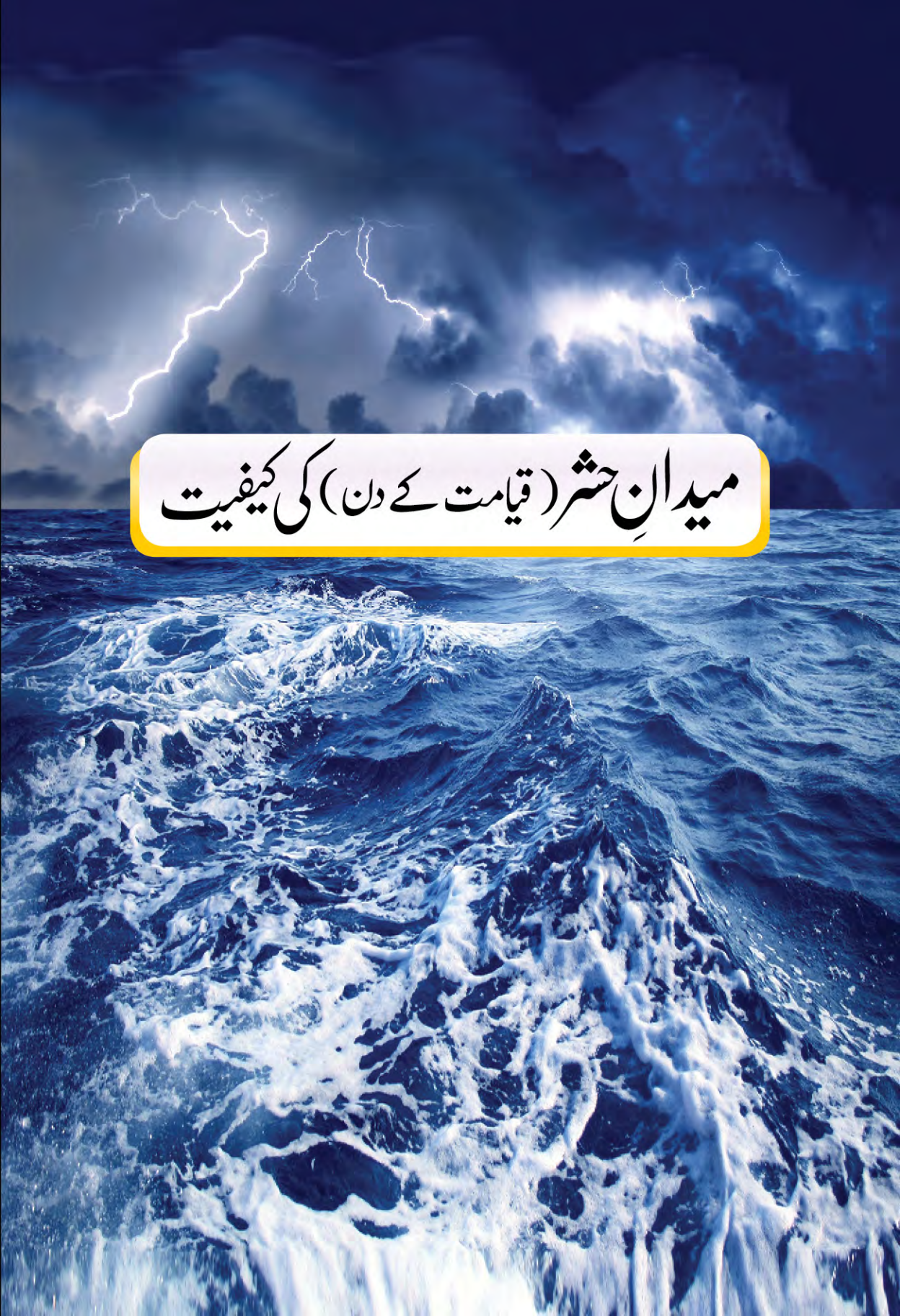

میدانِ حشر (قیامت کے دن) کی کیفیت

میدانِ حشر

قیامت کا آنا ضروری ہے۔اس وقت قبریں کھل جائیں گی اور لوگ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے،سورہ یٰسین میں فرمایا ہے:

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾

ترجمہ: ”ہمارے بارے میں تو وہ باتیں بناتا ہے، اور خود اپنی پیدائش کو بھلا بیٹھا ہے، کہتا ہے کہ : ان ہڈیوں کو کون زندگی دے گا جبکہ وہ گل چکی ہوں گی ؟“

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

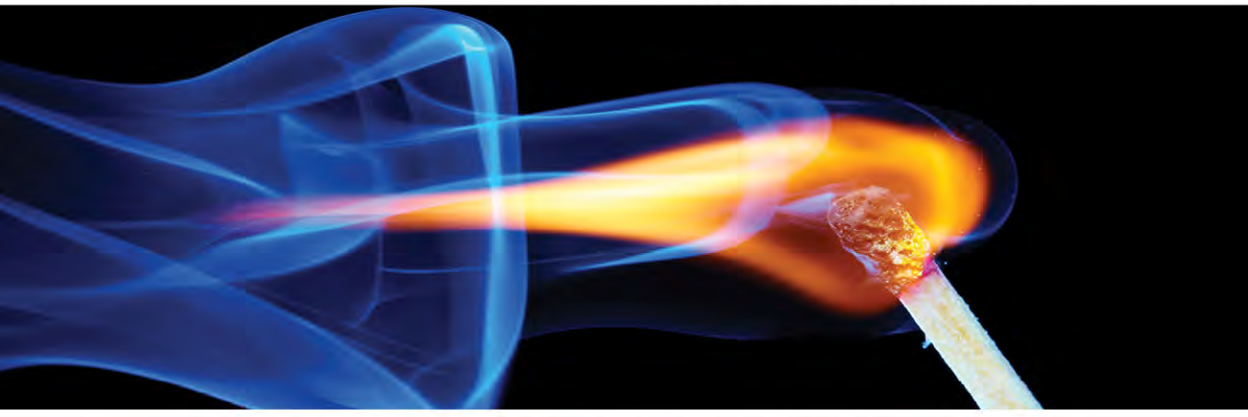

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾

ترجمہ: ”کہہ دو کہ : ان کو وہی زندگی دے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا، اور وہ پیدا کرنے کا ہر کام جانتا ہے۔“

یعنی جس نے پہلی مرتبہ ہڈیوں کو وجود بخشا اور ان میں جان ڈالی وہی ان کو دوبارہ زندگی بخشے گا۔وہ قادرِ مطلق ہے،اس کے لئے سب کچھ آسان ہے۔بدن کے اجزاء اور ہڈیوں کے ذرے جہاں کہیں بھی منتشر ہوں،ان کا ایک ایک ذرہ اس کے علم میں ہے۔وہ ہر طرح بنانے پر قدرت رکھتا ہے۔

جس روز قیامت قائم ہوگی وہ جمعہ کا دن ہوگا۔قیامت کی ابتداء صور پھونکنے سے ہوگی۔آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ میں دو مرتبہ صور پھونکے جانے کا ذکر ہے۔پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب بے ہوش ہوجائیں گے(الا من شاء اللہ) پھر زندے تو مرجائیں گے اور جو مرچکے تھے ان کی روحوں پر بے ہوشی کی کیفیت طاری ہوجائے گی۔اس کے بعد دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو مردوں کی روحیں ان کے بدنوں میں واپس آجائیں گی اور جو بے ہوش تھے ان کی بے ہوشی چلی جائے گی اور افاقہ ہوجائے گا،اور خداوند کریم کی بارگاہ میں پیشی کے لئے تیزی سے حاضر کئے جائیں گے۔

زمین ہموار میدان بن جائے گی،کوئی ٹیلہ اس پر نہ رہے گا۔آسمان پھٹ پڑے گا اور اس میں دروازے ہوجائیں گے،لوگ غول غول کے غول آکر قطاروں میں کھڑے ہوجائیں گے۔قیامت میں لوگ تین قسم سے جمع کئے جائیں گے۔

۱۔ایک جماعت پیدل۔

۲۔دوسری سوار۔

۳۔تیسری وہ جماعت ہوگی جو اپنے چہروں کے بل چلیں گے۔یہ حال کافروں کا ہوگا۔اللہ کے نیک بندوں کے چہرے سفید اور ہشاش بشاش ،ہنستے کھیلتے ہوں گے۔کفار گونگے،اندھے اور بہرے ہوں گے اور سر کے بل چلیں گے۔

کفاروفجار کے چہروں پر اداسی اور ذلت چھائی ہوگی۔ سورہ آل عمران میں فرمایا:

يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ
اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾
وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

ترجمہ: ”اس دن جب کچھ چہرے چمکتے ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ پڑجائیں گے۔ چنانچہ جن لوگوں کے چہرے سیاہ پڑجائیں گے ان سے کہا جائے گا کہ: کیا تم نے اپنے ایمان کے بعد کفر اختیار کرلیا؟ (۱۰۶) لو پھر اب مزہ چکھو اس عذاب کا، کیونکہ تم کفر کیا کرتے تھے۔ دوسری طرف جن لوگوں کے چہرے چمکتے ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں جگہ پائیں گے، وہ اسی میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔“

میدان حشر میں حاضرین کی مختلف حالتیں

بھکاریوں کی حالت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آدمی لوگوں سے سوال کرتے کرتے اس حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کی ذرا سی بوٹی نہ ہوگی، جس کی نہ دنیا میں عزت ہوتی تھی اور نہ قیامت میں کوئی عزت ہوگی۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ص:۱۶۲، از بخاری و مسلم)

جس نے ایک بیوی کے ساتھ ناانصافی کی ہوگی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس مرد کے ساتھ دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے درمیان انصاف نہ کیا ہو تو وہ قیامت کے روز اس حال میں ہوگا، اس کا ایک پہلو گرا ہوا ہوگا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۲۷۹، از ترمذی)

محشر میں پسینہ کی مصیبت

حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز سورج مخلوق سے اس قدر قریب ہوجائے گا کہ ان سے ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا۔ (الترغیب والترہیب، ج:۱۴، ص:۳۹۰، از مستدرک حاکم)

اور بقدر اعمال کے برائیوں کے لوگ پسینہ میں ہوں گے، کوئی تو پسینہ میں ٹخنوں تک ہوگا اور کسی کے گھٹنوں تک پسینہ ہوگا اور کسی کے پیٹ تک پسینہ ہوگا اور کسی کا یہ حال ہوگا کہ پاؤں سے منہ تک پسینہ میں ہوگا اور وہ اس سے پناہ چاہے گا۔

جو قرآن شریف بھول گیا ہو

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے قرآن شریف پڑھا پھر اسے بھلادیا (غفلت اور سستی کی وجہ سے) وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے دانت گرے ہوئے ہوں گے اور یہ سب سے بڑا گناہ ہو گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص:۱۹۱، از ابو داؤد)

قاتل و مقتول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز مقتول اپنے قاتل کو پکڑ کر اس طرح لائے گا کہ قاتل کی پیشانی اور اس کا سر مقتول کے ہاتھ میں ہو گا اور مقتول کی گردن کی رگوں سے خون بہہ رہا ہو گا، وہ بارگاہ خداوندی میں عرض کرے گا کہ اے رب مجھے اس نے قتل کیا تھا، اس طرح وہ اسے عرش کے قریب لے پہنچے گا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ص:۳۰، از نسائی و ترمذی)

قاتل کی مدد کرنے والا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی مؤمن کے قتل میں ذرا سا کلمہ کہہ کر بھی مدد کی ہو، وہ قیامت کے روز اس حال میں ملے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہو گا۔ آنس من رحمۃ اللہ جس کے معنی ہیں کہ یہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ص:۱۳۰، از ترمذی و نسائی)

بے نمازیوں کا حشر

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایاہے کہ جس نے نماز کی پابندی نہ کی ،اس کے لئے نماز نہ نور ہوگی نہ دلیل ہوگی نہ نجات کا سامان اور قیامت کے روز اس کا حشر فرعون، قارون، ہامان اور ابی خلف کے ساتھ ہوگا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ص:۵۹، از احمد ودارمی)

زکوٰۃ نہ دینے والا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے روز اس کا مال گنجا سانپ بنا دیا جائے گا، جس کی آنکھوں پر ابھرے ہوئے دو نقطے ہوں گے۔ وہ سانپ طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ سورہ آل عمران کی آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾

ترجمہ: ”اور جو لوگ اس (مال) میں بخل سے کام لیتے ہیں جو انہیں اللہ نے اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے لیے کوئی اچھی بات ہے، اس کے برعکس یہ ان کے حق میں بہت بری بات ہے، جس مال میں انہوں نے بخل سے کام لیا ہوگا، قیامت کے دن وہ ان کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا۔ اور سارے آسمان اور زمین کی میراث صرف اللہ ہی کے لیے ہے، اور جو عمل بھی تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔“

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس مالک نے سونے چاندی کی زکوٰۃ ادا نہیں کی، تو قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی جو دوزخ میں تپائی جائیں گی پھر ان سے اس کا پہلو اس کا ماتھا اور اس کی پشت کو داغا جاتا رہے گا۔ اور جب وہ ٹھنڈی ہو جائے گی تو دوزخ کی آگ سے پھر گرم کی جائے گی اور ان سے داغا جاتا رہے گا اور اس کا فیصلہ ہونے تک یہ ہی سزا ملتی رہے گی۔ جبکہ قیامت کا دن پچاس ہزار برس کے برابر ہو گا۔

دو غلے کا حشر

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو دنیا میں ایک گروہ کے سامنے اس کی تعریف کرتا ہو اور دوسرے کی مذمت کرتا ہو اور پھر جب دوسرے میں جائے تو ان کی تعریف اور پہلے گروہ کی برائی کرتا ہو تو قیامت کے روز اس کی دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ص:۳۷۵، از احمد وابی داؤد)

۞حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس نے گھڑ کر جھوٹا خواب بیان کیا،اسے قیامت کے روز مجبور کیا جائے گا کہ وہ جو کے بیچ میں گرہ لگائے جو کہ نہیں لگا سکتا تو وہ عذاب میں رہے گا۔

۞اور جس نے کسی گروہ کی طرف کان لگا کر بات سننے کی کوشش کی حالانکہ وہ سنانا نہ چاہتے تھے تو قیامت کے روز اس کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔

۞اور جس نے کسی جاندار کی تصویر بنائی اسے قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا اور مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونک کر زندہ کر اور نہ کر سکے گا۔

۞حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دنیا میں شہرت و تکبر والا لباس پہنا ،اسے خدا قیامت کے روز ذلت کا لباس پہنائے گا۔

۞حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ذرا بھی زمین بغیر حق کے لے لی،اس کو قیامت کے روز ساتویں زمین تک دھنسا دیا جائے گا۔(مشکوٰۃ المصابیح،ص:۲۵۶)

۞حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی،جسے وہ جانتا تھا اور اس نے وہ چھپائی تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔
(مشکوٰۃ المصابیح،ص:۳۴)

۞حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے غصہ پی لیا،حالانکہ وہ غصہ کے تقاضے پر عمل کرنے کی پوری قدرت رکھتا تھا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس روز ساری مخلوق کے سامنے بلا کر اختیار دیں گے کہ جس حور کو چاہے اپنے لئے اختیار کر لے۔
(مشکوٰۃ المصابیح، ص:۴۳۲،از ترمذی وابو داؤد)

۞ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص مدینہ میں ٹھہرا اور وہاں کی تکلیف پر صبر کیا اور جو شخص حرم مکہ اور حرم مدینہ میں مر گیا تو پہلے والے شخص کے لئے میں گواہ اور سفارشی ہوں گا اور دوسرے والے شخص کو اللہ قیامت کے روز امن والوں میں اٹھائے گا۔

۞ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص حج کرتے ہوئے مر جائے تو اس کو احرام کے دونوں کپڑوں میں کفن دو اور اس کو خوشبو نہ لگاؤ اور اس کا سر نہ ڈھانکو، کیونکہ قیامت کے دن تلبیہ پڑھتا ہوا اٹھے گا۔
(صحیح بخاری، ج:۲، ص:۱۶۹)

۞ حضرت ابو سعید بن ابی فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رویت ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت کے روز لوگوں کو جمع کریں گے، جس کے آنے میں ذرا شک نہیں ہے، تو ایک پکارنے والا زور سے پکارے گا کہ جس نے کوئی عمل اللہ کے لئے کیا اور اس پر عمل میں کسی دوسرے کو (دکھانے کی نیت کر کے) بھی شریک کر لیا تو اس کو چاہئے کہ اس عمل کا ثواب اللہ کے سوا (اس غیر سے) ہی لے لیوے۔

۞ دوسری حدیث میں ہے (جس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے) کہ جس روز اللہ تعالیٰ بندوں کو اعمال کا بدلہ دیں گے۔ ریاکاروں سے فرمائیں گے کہ جاؤ دنیا میں تم جن کو دکھانے کے لئے عمل کرتے تھے، ان ہی کے پاس جاؤ۔ پھر دیکھو کہ ان کے پاس تمہیں کچھ جزا یا بھلائی ملتی ہے۔

نماز کا حساب اور نوافل کا بڑا فائدہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ بے شک قیامت کے روز بندہ کے اعمال میں سے پہلے نماز کا حساب ہوگا، نماز ٹھیک نکلی تو کامیاب رہا اور با مراد ہوگا۔ اور اگر نماز خراب نکلی تو نا مراد اور ٹوٹا اٹھانے والا ہوگا۔ پس اس کے فرضوں میں کوئی کمی رہ جائے گی تو پروردگار عالم فرمائیں گے کہ دیکھو کیا میرے بندہ کے کچھ نفل بھی ہیں؟ (اگر نوافل نکلے تو) جو فرضوں میں کمی ہوگی نوافل کے ذریعہ پوری کردی جائے گی، پھر (نماز کے بعد) اس کے باقی اعمال کا اس طرح حساب ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ پھر (نماز کے بعد) اسی طرح زکوٰۃ کا حساب ہوگا۔ پھر (دوسرے) اعمال اسی طرح سے (حساب میں) لئے جائیں گے۔

بے حساب جنت میں جانے والے

اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز لوگ ایک ہی میدان میں جمع کئے جائیں گے، اس وقت ایک پکارنے والا زور سے پکار کر کہے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں، جن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے تھے (کیونکہ وہ راتوں کو نمازوں میں وقت گزارتے تھے) یہ سن کر اس صفت کے لوگ پورے مجمع میں سے نکل کھڑے ہوں گے، جو تعداد میں (بہت کم) ہوں گے۔ یہ لوگ جنت میں بغیر حساب داخل ہو جائیں گے۔

حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ تمہاری امت میں سے ستر ہزار بلا حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ جن پر کوئی عذاب نہ ہوگا۔ ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے، جو اسی فضیلت سے نوازے جائیں گے۔

عزیز واقارب کام نہ آئیں گے

اس روز ہر شخص صرف اپنے بچاؤ کی فکر میں ہو گا، کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ایک دوسرے سے بھاگے گا ،متعدد آیات میں انہیں باتوں کا اعلان فرمایا گیا ہے۔سورہ لقمان میں ارشاد ہے:

وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۔(آیت نمبر ۳۳)

ترجمہ: ”اور ڈرو اس دن سے جب کوئی باپ اپنے بیٹے کے کام نہیں آئے گا، اور نہ کسی بیٹے کی یہ مجال ہو گی کہ وہ اپنے باپ کے ذرا بھی کام آجائے۔

قیامت کے روز بڑی افراتفری ہو گی،دنیا کے چند روزہ زندگی سے (جس میں عزیز واقارب کام آتے ہیں)دھوکہ کھا کر بیوقوفی سے یہ سمجھنا کہ قیامت میں بھی یہ لوگ کام آئیں گے،نادانی ہے۔سورہ مؤمنون میں فرمایا:

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ

ترجمہ: ”پھر جب صور پھونکا جائے گا تو اس دن نہ ان کے درمیان رشتے ناتے باقی رہیں گے، اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔“

سورہ عبس میں فرمایا:

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿۳۶﴾

ترجمہ:”یہ اس دن ہو گا جب انسان اپنے بھائی سے بھی بھاگے گا۔اور اپنے ماں باپ سے بھی۔اور اپنے بیوی بچوں سے بھی۔“

یعنی کسی کے ساتھ ہمدردی اور غم خواری تو کجا وہ اپنے ایسے قریبی رشتہ داروں تک سے دور بھاگے گا۔

میدانِ حشر میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے مرتبہ عالیہ کا ظہور

شفاعتِ کبریٰ۔ مقامِ محمود۔ امتِ محمدیہ ﷺ کی برتری

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز آدم کی تمام اولاد میں میں سردار ہوں گا(یعنی سردار ہونا اس دن سب پر واضح ہوجائے گا، گو حقیقت میں سب کے سرداراب بھی آپ ﷺ ہی ہیں)اور میں اس پر فخر نہیں کرتا ہوں (بلکہ یہ بیان حقیقت اور تحدیث بالنعمۃ ہے)اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور میں اس پر فخر نہیں کرتا ہوں اور اس روز ہر بنی آدم اور ان کے علاوہ سب انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے،اور زمین سے سب سے اول میں ظاہر ہوں گا اور میں اس کو بطور فخر بیان نہیں کرتا ہوں (بلکہ یہ بیان حقیقت اور تحدیث بالنعمۃ ہے)

دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا،تو میں نبیوں کا پیشوا ہوں گا اور ان کا خطیب اور صاحب شفاعت ہوں گا۔یہ بغیر فخر کے بیان کررہا ہوں۔

قیامت کی پریشانیوں سے تنگ آکر لوگ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نوح علیہ السلام ،حضرت ابراہیم علیہ السلام۔حضرت موسیٰ علیہ السلام ،حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس باری باری جائیں گے مگر ہر نبی معذرت کردے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ آپ لوگ حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔

آنحضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اب میرے پاس لوگ آئیں گے اور کہیں گے کہ اے محمد (ﷺ) آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں اور اللہ نے آپ (ﷺ) کا سب کچھ بخش دیا، آپ اپنے رب کی بارگاہ میں آپ ہماری سفارش فرمادیجئے آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ہم کس بدحالی میں ہیں۔ لہٰذا میں روانہ ہوجاؤں گا اور عرش کے نیچے آکر اپنے رب کے لئے سجدہ میں پڑجاؤں گا، پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی وہ تعریفیں اور وہ بہترین ثناء منکشف فرمائیں گے جو مجھ سے پہلے کسی پر منکشف نہ فرمائی تھی، پھر ارشادِ ربی ہوگا کہ اے محمد سر اٹھاؤ اور مانگو تمہارا سوال پورا کیا جائے گا۔ سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی، چنانچہ میں سر اٹھاؤں گا۔ اور (بارگاہِ خداوندی میں) عرض کروں گا، کہ اے رب میری امت پر رحم فرما، اے رب میری امت پر رحم فرما، اے رب میری امت پر رحم فرما، لہٰذا مجھے ارشاد ہوگا کہ اے محمد (ﷺ) اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر کوئی حساب نہیں ہے، جنت کے دروازوں میں سے دائیں دروازہ سے داخل کردو، اور اس دروازہ کے علاوہ دوسرے دروازوں میں بھی وہ ساجھی ہیں (یعنی ان کو بھی اختیار ہے کہ اس دروازہ کے علاوہ دوسرے دروازوں سے داخل ہوجائیں) اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت کے دروازوں (کا اتنا بڑا عرض ہے کہ ان) کی دونوں طرفوں کے درمیان جو فاصلہ ہے وہ اتنا لمبا ہے کہ جتنا مکہ اور ہجر کے درمیان راستہ ہے یا (فرمایا کہ جیسے) مکہ اور بصریٰ کے درمیان کا راستہ ہے۔

دوسری روایت میں ہے (جس کے راوی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں) کہ آنحضرت ﷺ نے شفاعت کا واقعہ بیان فرما کر یہ آیت تلاوت فرمائی عسی أن يبعثك ربك مقاما محمودا (قریب ہے آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں کھڑا کرے گا) پھر فرمایا کہ یہ مقامِ محمود ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ سے کیا ہے۔

امتِ محمدیہ ﷺ کی پہچان

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت سید عالم ﷺ سے ایک شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہ آپ (قیامت کے دن) ساری امتوں کے درمیان جو(حضرت)نوح علیہ السلام کی امت سے لے کر آپ کی امت تک دنیا میں آئی تھیں،اپنی امت کو کیونکر پہچانیں گے؟اس کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وضو کے اثر سے ان کے چہرے روشن ہوں گے اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں گے ان کے علاوہ اور کوئی اس حال میں نہ ہوگا اور میں ان کو اس طرح بھی پہچانوں گا کہ ان کے اعمال نامے ان کے داہنے ہاتھوں میں دیئے جائیں گے اور اس طرح بھی ان کو پہچانوں گا کہ ان کی ذریت ان کے آگے دوڑتی ہوگی۔

حوضِ کوثر

میدان حشر میں بڑی تعداد میں حوض ہوں گے، آنحضرت ﷺ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کا ایک حوض ہوگا اور سب نبی آپس میں اس پر فخر کریں گے، کہ کس کے پاس پینے والے زیادہ آتے ہیں(ہر نبی کے حوض سے اس کے امتی پئیں گے)اور میں امید کرتا ہوں کہ سب سے زیادہ لوگ میرے پاس پینے کے لئے آئیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ قیامت کے روز میرے لئے سفارش فرمادیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں میں سفارش کروں گا، میں نے عرض کیا، آپ کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا اول پل صراط پر تلاش کرنا! میں نے عرض کیا وہاں آپ سے ملاقات نہ ہو تو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا اعمال کے ترازو کے پاس تلاش کرنا، میں نے عرض کیا وہاں بھی ملاقات نہ ہو تو کہاں حاضر ہوں؟ فرمایا حوض کوثر پر تلاش کرنا ان تینوں جگہوں میں سے کسی ایک جگہ ضرور مل جاؤں گا۔

حوضِ کوثر اس قدر عریض وطویل ہے کہ اس کی دو طرفوں کے درمیان اس فاصلہ سے بھی زیادہ ہے جو ایلہ سے عدن تک ہے، سچ جانو وہ برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، جو دودھ میں ملا ہوا ہے۔ اور اس کے برتن ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں اور میں (دوسری امتوں) کو اپنے حوض پر آنے سے ہٹاؤں گا، (جیسے دنیا میں) کوئی شخص دوسرے کے اونٹوں کو اپنے حوض سے ہٹاتا ہے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اس روز آپ ہم کو پہچانتے ہوں گے؟ ارشاد فرمایا! ہاں (ضرور پہچان لوں گا۔ اس لئے کہ) تمہاری ایک علامت ہوگی جو اور کسی امت کی نہ ہوگی، اور وہ یہ کہ تم حوض پر میرے پاس اس حال میں آؤ گے کہ وضو کے اثر سے تمہارے چہرے روشن ہوں گے اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں گے۔ دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آسمان کے ستاروں کی تعداد میں حوض کے اندر سونے چاندی کے لوٹے نظر آرہے ہوں گے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اس حوض میں دو پرنالے گر رہے ہوں گے، جو جنت (کی نہر سے) اس کے پانی میں اضافہ کررہے ہوں گے، ایک پر نالہ سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہوگا۔

سب سے پہلے حوض پر پہنچنے والے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرا حوض اتنا بڑا ہے جتنا عدن اور عمان کے درمیان فاصلہ ہے، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور مشک سے بہتر اس کی خوشبو ہے، اس کے پیالے آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں، جو اس میں سے ایک مرتبہ پی لے گا اس کے بعد کبھی بھی پیاسا نہ ہو گا۔ سب سے پہلے پینے کے لئے اس میں مہاجر فقراء آئیں گے کسی نے (اہل مجلس میں سے) سوال کیا کہ یا رسول اللہ ان کا حال بتا دیجئے، ارشاد فرمایا یہ وہ لوگ ہیں (دنیا میں جن کے سروں کے بال بکھرے ہوئے اور چہرے بھوک اور محنت و تھکن کے باعث) بدلے ہوتے تھے، ان کے لئے (بادشاہوں اور حاکموں) کے دروازے نہیں کھولے جاتے تھے اور عمدہ عورتیں ان کے نکاح میں نہیں دی جاتی تھیں۔ اور ان کے معاملات کی خوبی کا یہ حال تھا کہ) ان کے ذمہ جو حق (کسی کا) ہوتا تھا تو سب چکا دیتے تھے اور ان کا جو (حق کسی پر) ہوتا تھا تو پورا نہ لیتے تھے۔ (بلکہ تھوڑا بہت) چھوڑ دیتے تھے۔

حوضِ کوثر سے ہٹائے جانے والے

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یقین جانو (قیامت کے روز) حوض پر تمہارا میرا سامنا ہو گا (یعنی تم کو پلانے کے لئے پہلے سے پہنچا ہوا ہوں گا) جو میرے پاس ہو کر گزرے گا، پی لے گا، اور جو (میرے پاس سے) پی لے گا کبھی پیاسا نہ ہو گا۔ پھر ارشاد فرمایا ایسا ضرور ہو گا کہ پینے کے لئے میرے پاس ایسے لوگ آئیں گے، جن کو میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے۔ پھر (ان کو مجھ تک نہ پہنچنے دیا جائے گا بلکہ) میرے اور ان کے درمیان آڑ لگا دی جائے گی (وہ پینے سے محروم رہ جائیں گے) میں کہوں گا یہ تو میرے آدمی ہیں (ان کو آنے دیا جائے) اس پر (مجھ سے) کہا جائے گا۔ کہ آپ نہیں جانتے یہ کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا نئی چیزیں نکالی تھیں۔ یہ سن کر میں کہوں گا دور ہوں دور ہوں جنہوں نے میرے بعد ادل بدل کیا۔

آہ دین میں پیچ لگانے والوں کا اس وقت کیسا برا حال ہو گا، جبکہ قیامت کے دن پیاس سے بے تاب اور مصیبت سے عاجز و بے کس ہوں گے اور حوض کوثر کے قریب پہنچا کر دھتکار دیئے جائیں گے اور رحمۃ اللعالمین ﷺ ان کی ایجادات کا حال سن کر "دور دور" فرما کر پھٹکا دیں گے۔

قرآن وحدیث میں جو کچھ وارد ہوا ہے اور جو حدیثوں اور آیتوں سے نکلتا ہے اسی پر چلنے میں بھلائی اور کامیابی ہے،لوگوں نے ہزاروں بدعتیں نکال رکھی ہیں اور دین میں ادل بدل کر رکھا ہے،جن سے ان کی دنیا بھی چلتی ہے اور نفس کو مزہ بھی آتا ہے اور مختلف علاقوں میں مختلف بدعتیں رواج پا گئی ہیں۔ایسے لوگوں کو سمجھایا جاتا ہے تو الٹا سمجھانے والے کو ہی برا کہتے ہیں،ہم سیدھی اور موٹی سی ایک بات کہے دیتے ہیں کہ جو کوئی کام کرنا ہو آنحضرت ﷺ نے جیسے فرمایا اس طرح کرو اور جس طرح آپ نے کیا اس پر عمل کرو۔ دنیا دارپیر فقیر یا علم کے جھوٹے دعویدار اگر کہیں کہ فلاں کام میں ثواب ہے،اور اچھا ہے تو ان سے ثبوت مانگو اور پوچھو کہ بتاؤ آنحضرت ﷺ نے کیا ہے یا نہیں،اور حدیث شریف کی کس کتاب میں لکھا ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ کو ایسا کرنا پسند تھا،یا آپ نے اس کو انجام دیا ہے؟

مرنے جینے اور بیاہ شادی میں عورتوں نے اور دنیادار پیر فقیروں نے بڑی بدعتیں اور غیر شرعی رسمیں نکال رکھی ہیں،سوئم،چہلم،قبر پر چادر،قبر کا غسل،صدل،عرس،پختہ قبر اور اس طرح کی بہت سی باتیں جو قبروں پر ہوتی ہیں،بدعت ہیں۔ایسا کرنے والے انجام سوچ لیں،حوض کوثر سے ہٹائے جانے کو تیار رہیں۔اور قبر کا طواف اور قبر کو یا پیر کو سجدہ یہ تو شرک ہے جو گناہ میں بدعت سے بڑھا ہوا ہے۔

اللہ رب العزت کے سامنے پیشی

اپنے اپنے باپوں کے نام سے بلائیں جائیں گے

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم قیامت کے روز اپنے ناموں کے ساتھ اور اپنے باپوں کے ناموں کے ساتھ بلائے جاؤ گے، لہٰذا تم اپنے نام اچھے رکھو۔

عن ابن مسعود رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تزول قدما ابن آدم يوم القيامة حتى يسئل عن خمس: عن عمره فيما أفناه، وعن شبابه فيما أبلاه، وعن ماله من أين اكتسبه وفيما أنفقه، وماذا عمل فيما علم.(رواه الترمذي وقال: حديث غريب، كذا في المشكاة (ص: ٢٣٥)، وقد روي هذا الحديث عن معاذ بن جبل وأبي برزة الأسلمي في الترغيب)

"حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن آدمی کے دونوں قدم اس وقت تک (محاسبہ کی جگہ سے) نہیں ہٹ سکتے جب تک پانچ چیزوں کا مطالبہ نہ ہوجائے (اور ان کا معقول جواب نہ ملے) اپنی عمر کس کام میں خرچ کی؟ اپنی جوانی کس چیز میں خرچ کی؟ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اپنے علم میں کیا عمل کیا؟

فائدہ: یہ حدیثِ پاک کئی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے نقل کی گئی ہے۔اس میں حضورِ اقدس ﷺ نے مختصر طریقہ سے قیامت کے محاسبوں کی فہرست شمار کردی۔،اور ان میں سے ہر ہر چیز کے متعلق دوسری احادیث میں مختلف عنوانات سے ان پر تنبیہ فرمائی گئی ہے۔

ا۔سب سے اول مطالبہ اور جواب طلب چیز یہ ہے کہ اپنی عمر جس کا ہر سانس انتہائی قیمتی سرمایہ ہے ،کس چیز میں خرچ کی؟ہم لوگ کیوں پیدا کیے گئے؟ہماری زندگی کسی مصلحت کے لیے ہے،کسی کام کے لیے ہے،یا ایک بے کار پیدا کی گئی ہے؟حق تعالیٰ شانہ نے خود اس پر تنبیہ فرمائی ہے۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾

ترجمہ:" بھلا کیا تم یہ سمجھتے بیٹھے تھے کہ ہم نے تمہیں یونہی بے مقصد پیدا کردیا، اور تمہیں واپس ہمارے پاس نہیں لایا جائے گا؟"

اور پھر اتنا ہی نہیں بلکہ دوسری جگہ حق تعالیٰ شانہ نے مقصد زندگی بھی خود ہی ارشاد فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾

ترجمہ:" اور میں نے جنات اور انسانوں کو اس کے سوا کسی اور کام کے لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔"

ایسی حالت میں ہر شخص کو اپنی زندگی کے پورے اوقات کا جائزہ لینا چاہیے کہ وہ اپنے قیمتی اوقات کا کس قدر حصہ تو اس مقصد میں خرچ کرتا ہے،جس کام کے لیے وہ پیدا کیا گیا،اور کتنا حصہ اپنی ضروریات ، تفریحات اور غیر متعلق مشاغل میں خرچ کرتا ہے۔

آپ ایک معمار کو تعمیر کے کام کے واسطے نوکر رکھتے ہیں۔وہ آپ کے اوقات میں کتنا وقت تعمیر میں خرچ کرتا ہے اور کتنا حقہ بازی اور اپنے کھانے میں،اس کا آپ خود اندازہ کرلیں کہ کتنا وقت آپ اس کی اپنی ضروریات میں برداشت کرسکتے ہیں۔اور جتنا آپ اپنے ماتحتوں سے تسامح کرسکتے ہیں اتنا ہی تسامح اپنی ذات کے لیے بھی برداشت کریں۔

آپ ایک شخص کو دکان پر رہنے کے لیے ملازم رکھتے ہیں۔اسی کی اس کو تنخواہ دیتے ہیں۔وہ دن بھر اپنی خانگی ضروریات میں لگا رہتا ہے،چند منٹ کو ایک پھیرا دکان پر بھی لگا جاتا ہے۔کیا آپ گوارا کرلیں گے کہ اس کو پوری تنخواہ دیتے رہیں؟اور اگر نہیں تو پھر اپنے متعلق آپ کا کیا عذر ہے،کہ حق تعالیٰ شانہ نے محض عبادت کے لیے پیدا کیا اور وہ مالک وخالق ہر وقت آپ کو اپنی عطاؤں سے نوازتا ہے،اور آپ اپنے فضول کاموں میں عمر گزار دیں اور اپنے آپ کو تسلی دیتے رہیں کہ پانچ وقت نماز میں حاضری تو دے دیتے ہیں اور کیا ہوسکتا ہے۔غور کرلیجئے کہ یہ جواب آپ اپنے نوکروں سے بھی برداشت کرلیں گے؟

حق تعالیٰ شانہ کا محض انعام واحسان ہے کہ اس نے تمام اوقات کی عبادت فرض نہیں فرمائی،بلکہ اس کا بہت تھوڑا سا حصہ فرض کیا ہے۔اس میں بھی اگر کوتاہی ہو تو کتنا ظلم ہے۔

۲۔ مطالبہ کی دوسری چیز حدیث بالا میں یہ ارشاد فرمائی گئی کہ جوانی کی قوت کس چیز میں خرچ کی گئی؟کیا اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے کاموں میں،اس کی عبادت میں، مظلوموں کی حامیت میں،ضعیفوں اور اپاہجوں کی اعانت میں،یا فسق وفجور میں،عیاشی اور آوارگی میں؟بے بسوں پر ظلم کرنے میں،ناحق کی مدد کرنے میں،ناپاک دنیا کے کمانے میں اور دین ودنیا دونوں جگہ کام نہ آنے والے فضول مشغلوں میں؟

اس کا جواب ایسی عدالت میں دینا ہے،جہاں نہ تو کوئی وکالت چل سکتی ہے نہ جھوٹ، فریب اور لسانی کام آسکتی ہے۔جہاں کی خفیہ پولیس ہر وقت،ہر آن آدمی کے ساتھ رہتی ہے۔اور یہی نہیں،بلکہ خود آدمی کے وہ اعضا جن سے یہ حرکات کی ہیں،وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے اور جرائم کا اقرار کریں گے۔

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٦٥﴾

ترجمہ:" آج کے دن ہم ان کے منہ پر مہر لگادیں گے، اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے، اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے کہ وہ کیا کمائی کیا کرتے تھے۔"

یعنی ہاتھ خود بول اٹھے گا کہ مجھ سے کس کس پر ظلم کیا گیا،کیا ناجائز حرکات مجھ سے صادر کرائی گئیں۔پاؤں خود گواہی دے گا کہ مجھے کیسی کیسی ناجائز مجلسوں میں لے جایا گیا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

ویوم یحشر أعداء اللہ إلی النار

اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف جمع کیے جائیں گے،پھر ان کو (ایک جگہ چلتے چلتے) روک دیا جائے گا (تاکہ سب ایک جگہ اکٹھے ہوجائیں) یہاں تک کہ جب سب دوزخ کے قریب آجائیں گے(اورحساب شروع ہوگا)تو ان کے کان اور آنکھیں اور کھال ان کے اوپر ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔اور وہ لوگ اپنے ان اعضا سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟وہ اعضا کہیں گے ہم کو اس (قادر) نے بولنے کی طاقت دی جس نے ہر چیز کو گویائی عطا فرمائی،اور اسی نے تم کو اول مرتبہ پیدا کیا تھا اور اسی کے پاس اب(دوبارہ زندہ کر کے) لائے گئے ہو۔(آگے حق تعالیٰ شانہ تنبیہ فرماتے ہیں) اور تم اس بات سے تو اپنے کو چھپا ہی نہیں سکتے تھے کہ تم پر تمہارے کان اور آنکھیں اور کھالیں گواہی دیں گے(اور ظاہر ہے کہ آدمی جو حرکتیں کرتا ہے اس کے آنکھ،کان وغیرہ تو اس کو دیکھتے ہی ہیں،ان سے کیسے چھپا کر کوئی شخص کام کرسکتا ہے؟)لیکن تم اس گمان میں رہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے بہت سے اعمال کی خبر بھی نہیں (جو چاہو کر گزرو،کون پوچھ سکتا ہے؟)اور تمہارے اس گمان نے جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کررکھا ہے (کہ اس کو خبر بھی نہیں ہے)تم کو برباد کردیا،پس تم خسارہ میں پڑگئے۔

احادیث میں بہت سی روایات ان گواہیوں کے بارے میں آئی ہیں۔ایک حدیث میں ہے۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔حضور ﷺ نے تبسم فرمایا جس سے دندانِ مبارک ظاہر ہوگئے۔پھر حضور ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو میں کیوں ہنسا؟ صحابہ نے لاعلمی ظاہر کی۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ بندہ اپنے مولا سے قیامت کے دن یوں کہے گا کہ یا اللہ! تو نے مجھ پر ظلم سے تو امان دے رکھی ہے۔ارشاد ہوگا کہ بالکل تو بندہ کہے گا: یا اللہ! میں اپنے خلاف کسی دوسرے کی گواہی معتبر نہیں مانتا۔ارشاد ہوگا کہ اچھا ہم تجھی کو تیرے نفس پر گواہ بناتے ہیں۔اس کے منہ پر مہر لگادی جائے گی اور اس کے بدن کے اعضا سے پوچھا جائے گا اور جب وہ اپنے سب اعمال گنوا دیں گے تو منہ کی مہر ہٹادی جائے گی تو وہ اپنے اعضا سے کہے گا۔کم بختو! تمہارا ناس ہو! تمہارے ہی لیے تو میں یہ چیزیں کرتا تھا(یعنی ان حرکتوں کی لذتیں تم کو ہی تو ملتی تھیں) تم ہی اپنے خلاف گواہی دینے لگے، مگر اعضا بھی مجبور ہیں کہ اس دن کوئی چیز خلافِ حق بات نہ کہہ سکیں گے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آدمی کے اعضا میں سب سے پہلے بائیں ران بولے گی کہ اس سے کیا کیا حرکتیں ہوئیں اور اس کے بعد دوسرے اعضا بولیں گے۔غرض ہر عضو اپنے کیے ہوئے نیک اور بد اعمال گنوا دے گا۔اسی وجہ سے ایک اور حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ سبحان اللہ،الحمد للہ وغیرہ کو انگلیوں پر گنا کرو،اس لیے کہ قیامت کے دن ان اعضا کو گویائی عطا ہوگی اور ان سے باز پرس ہوگی۔یعنی جہاں یہ اعضا اپنے گناہ گنوائیں گے وہاں بہت سے نیک کام بھی گنوائیں گے۔جہاں ہاتھ بری حرکات، ظلم وستم اور ناجائز افعال بتائے گا وہاں اللہ کا پاک نام اس سے گننا،صدقات کا دینا،نیک اعمال میں ہاتھوں کا مشغول رکھنا بھی تو بتائیں گے۔

غرض یہ مضمون اپنی تفصیل کے اعتبار سے بہت طویل ہے، لیکن مختصر یہ ہے کہ ان اعضا کو جوانی کے زور میں ظلم وستم اور ناجائز حرکات سے بچانے کی بہت ضرورت ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

الشباب شعبة من الجنون والنساء حبالة الشيطان. (الجامع الصغير)

جوانی جنون کا ایک شعبہ ہے اور عورتیں شیطان کا جال ہیں۔

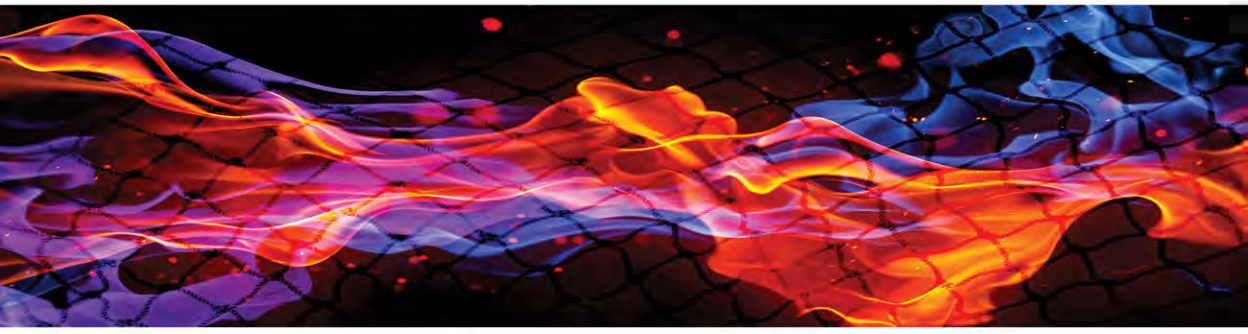

یعنی آدمی اپنے جنون کی وجہ سے اس جال میں پھنس جاتا ہے۔ ہر جمعہ کو خطبہ میں یہ الفاظ سنے جاتے ہیں، اس وقت جوانی کے نشہ میں ذرا بھی اس کا خیال ہم لوگوں کو نہیں ہوتا کہ اس کی جواب دہی کرنا پڑے گی۔ ہم اس کی قوت کو گناہوں میں اور دنیا کمانے میں ضائع کررہے ہیں، حالانکہ جوانی اس لیے ہے کہ اس کی قوت کو ایسے کام میں خرچ کیا جائے جو مرنے کے بعد کام آئے۔ خوش قسمت ہیں وہ نوجوان جو اللہ کے کام میں ہر وقت منہمک رہتے ہیں اور گناہوں سے دور رہتے ہیں۔

۳۔ تیسری چیز جو حدیث بالا میں ذکر کی گئی، جس کے جواب بغیر قیامت میں حساب کی جگہ سے ٹلنا نہ ہوسکے گا، وہ یہ ہے کہ مال جو حاصل کیا کس ذریعہ سے کیا؟ جائز تھا یا ناجائز تھا؟ اس سے پہلی حدیث میں کچھ ذکر اس کا آچکا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی ناجائز طریقہ سے جو مال حاصل کرتا ہے، اگر اس میں سے صدقہ کرے تو قبول نہ ہوگا، خرچ کرے تو برکت نہ ہوگی اور جو ترکہ چھوڑے گا وہ اس کے لیے جہنم کا ذخیرہ ہوگا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جو گوشت (یعنی آدمی کے بدن کا ٹکڑا) حرام مال سے نشوونما پائے جہنم اس کے لیے بہتر ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو آدمی دس درہم کا کپڑا خریدے اور ان میں ایک درہم ناجائز آمدنی کا ہو، تو جب تک وہ کپڑا بدن پر رہے گا اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضور ﷺ کا ارشاد متعدد احادیث میں آیا ہے کہ روزی کو دور نہ سمجھو، کوئی آدمی اس وقت تک مر ہی نہیں سکتا جب تک کہ جو اس کے مقدر میں روزی لکھ دی گئی ہے، وہ اس کو نہ مل جائے۔ لہٰذا روزی کے حاصل کرنے میں بہتر طریقہ اختیار کرو۔ حلال روزی کماؤ حرام کو چھوڑو۔

کئی حدیثوں میں ہے کہ رزق آدمی کو اسی طرح تلاش کرتا ہے، جس طرح موت آدمی کو تلاش کرتی ہے۔ یعنی جس طرح آدمی کو اس کی موت آئے بغیر چارہ نہیں، اسی طرح اس کو اس کی روزی جو اس کے مقدر میں لکھ دی گئی ہے، بغیر ملے چارہ کار نہیں ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اگر آدمی اپنی روزی سے بھاگنا بھی چاہے تو وہ اس کو پا کر رہے گی، جیسا کہ موت اس کو لا محالہ پا کر رہے گی۔ ایک حدیث میں ہے کہ روزی آدمی کے لیے متعین ہے۔ اگر ساری دنیا کے جن وانس مل کر اس کو اس سے ہٹانا چاہیں تو نہیں ہٹا سکتے۔ (الترغیب والترہیب)

ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر تجھ میں چار چیزیں ہوں تو دنیا کی کسی چیز کے نہ ہونے کا قلق نہیں ہے۔ امانت کی حفاظت، بات میں سچائی، اچھی عادت، روزی میں پاکیزگی۔ ایک حدیث میں ہے: مبارک ہے وہ شخص جس کی کمائی اچھی ہو (یعنی پاکیزہ ہو) اس کا باطن نیک ہو، اس کا ظاہر شریفانہ ہو، لوگ اس کی برائی سے محفوظ ہوں۔ مبارک ہے وہ شخص جو اپنے علم پر عمل کرے اور ضرورت سے زائد مال کو (اللہ کی راہ میں) خرچ کر دے اور ضرورت سے زائد بات کو روک لے، یعنی بے ضرورت بات نہ کیا کرے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ حضور ﷺ سے درخواست کی کہ میرے لیے اس بات کی دعا کردیں کہ حق تعالیٰ شانہ مجھے مستجاب الدعوات (جو دعا کرے وہ قبول ہوجائے) بنادے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اپنی روزی کو پاکیزہ بنالو (مشتبہ مال نہ کھاؤ) مستجاب الدعا بن جاؤ گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے، کہ آدمی ایک حرام کا لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے، جس سے اس کی چالیس دن کی عبادت نا مقبول بن جاتی ہے۔ اور جس کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہو جہنم اس کے لیے زیادہ مناسب ہے۔ اور بھی بہت سی روایات اسی مضمون کی احادیث میں آئی ہیں۔ (الترغیب والترہیب) اسی لیے اپنی آمدنی کے ذرائع میں بڑی احتیاط کرنا چاہیے۔ ظاہر کے اعتبار سے اگر اس احتیاط میں کوئی نقصان نظر میں آتا ہو، تب بھی برکت اور مال کے اعتبار سے وہ کمی بہت زیادہ فائدہ مند اور نقصان سے بچانے والی ہے۔

۴۔ چوتھا مطالبہ حدیثِ بالا میں یہ ہے کہ مال کو کہاں خرچ کیا؟ یہ رسالہ سارا ہی اس مضمون میں ہے کہ آدمی کے مال میں اس کے کام آنے والا صرف وہی ہے جس کو اللہ کے راستہ میں آدمی خرچ کردے۔ اس کے موجود رہنے میں اس کے علاوہ کہ وہ اپنے کام نہ آسکا، بے کار محض رہا، متعدد نقصانات بھی دوسری فصل کے ختم پر گزر چکے ہیں۔ اور جتنی زیادہ مال کی کثرت ہوگی اتنا ہی زیادہ حساب میں دیر لگنا تو ایک کھلی ہوئی بات ہے۔ قیامت کا وہ سخت ترین ہوش ربا دن جس میں گرمی کی شدت سے ہر شخص پسینہ پسینہ ہو رہا ہوگا، ہر شخص خوف کی شدت سے ایسا معلوم ہوگا جیسا کہ نشہ میں ہو، مگر حقیقتاً نشہ نہ ہوگا۔ جس کے متعلق حق تعالیٰ شانہ کا سورۃ الحج میں ارشاد ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ﴿۱﴾
يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى
النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ﴿۲﴾

ترجمہ :"اے لوگو ! اپنے پروردگار (کے غضب) سے ڈرو۔ یقین جانو کہ قیامت کا بھونچال بڑی زبردست چیز ہے۔ جس دن وہ تمہیں نظر آجائے گا اس دن ہر دودھ پلانے والی اس بچے (تک) کو بھول بیٹھے گی، جس کو اس نے دودھ پلایا اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا بیٹھے گی، اور لوگ تمہیں یوں نظر آئیں گے کہ وہ نشے میں بدحواس ہیں، حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے، بلکہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہو گا۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۱﴾

ترجمہ:" لوگوں کے لیے ان کے حساب کا وقت قریب آپہنچا ہے، اور وہ ہیں کہ غفلت کی حالت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں۔"

اس کے چند رکوع بعد سورۃ انبیاء رکوع ۴ میں ارشاد ہے :

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ
كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾

ترجمہ:" اور ہم قیامت کے دن ایسی ترازویں لا رکھیں گے جو سراپا انصاف ہوں گی، چنانچہ کسی پر کوئی ظلم نہیں ہو گا۔ اور اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہو گا، تو ہم اسے سامنے لے آئیں گے، اور حساب لینے کے لیے ہم کافی ہیں۔"

ایک اور جگہ سورۃ رعد رکوع ۲ میں ارشاد ہے:

لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ۭ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ سُوْۗءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾

ترجمہ: ”بھلائی انہی لوگوں کے حصے میں ہے جنہوں نے اپنے رب کا کہنا مانا ہے اور جنہوں نے اس کا کہنا نہیں مانا، اگر ان کے پاس دنیا بھر کی ساری چیزیں بھی ہوں گی، بلکہ اتنی ہی اور بھی، تو وہ (قیامت کے دن) اپنی جان بچانے کے لیے وہ سب کچھ دینے کو تیار ہوجائیں گے۔ ان لوگوں کے حصے میں بری طرح کا حساب ہے، اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔“

اور بھی بہت سی آیات میں اس دن کے حساب پر، اس کی سختی اور اہمیت پر تنبیہ کی گئی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میں جس شخص سے حساب کیا جائے گا وہ ہلاک ہوجائے گا (اس لیے کہ حساب میں پورا اترنا سخت مشکل ہوگا) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! حق تعالیٰ شانہ نے تو (سورہ اذا السمآء انشقت میں) یہ ارشاد فرمایا کہ سہل حساب ہوگا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حساب (جس کا اس سورت میں ذکر ہے یہ) تو محض اعمال کا پیش ہونا ہے، جس کا محاسبہ شروع ہوجائے گا وہ ہلاک ہوجائے گا۔

ایک اور حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے یا اللہ! مجھ سے حساب یسیر (سہل حساب) کیجئے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! حساب یسیر کیا چیز ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اس کا اعمال نامہ دیکھ کر یہ فرمادیا جائے کہ اس کو معاف کر دیا، لیکن جس سے محاسبہ ہونے لگے وہ ہلاک ہوگیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں جس شخص میں یہ تینوں موجود ہوں، اس کا حساب سہل ہوگا اور حق تعالیٰ شانہ اس کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل کردے گا۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں کہ جو شخص تجھے اپنی عنایت سے محروم رکھے تو اس پر احسان کر، جو تجھ پر ظلم کرے اس کو معاف کر، جو تجھ سے قطع رحمی کرے تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کر۔ (در منثور)

ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہ ہوگا، جس سے حق تعالیٰ شانہ ایسی طرح بات نہ کریں کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان میں نہ کوئی پردہ ہوگا نہ کوئی واسطہ ہوگا۔ اپنی دائیں طرف دیکھے گا تو وہ اعمال ہوں گے جو دنیا میں کیے۔ بائیں طرف دیکھے گا تو وہ اعمال ہوں گے جو کیے تھے (نیک اعمال ہوں یا برے) دہکتی ہوئی جہنم آنکھ کے سامنے ہوگی۔ اس سے (بچنے کی بہترین چیز صدقہ ہے۔ پس صدقہ کے ذریعے سے اس سے) بچو، چاہے آدھی کھجور ہی صدقہ کیوں نہ ہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے جنت دکھائی گئی۔ اس کے اعلیٰ درجوں میں فقراء مہاجرین تھے، اور غنی لوگ اور عورتیں بہت کم مقدار میں اس جگہ تھیں۔ مجھے یہ بتایا گیا کہ غنی لوگ تو ابھی جنت کے دروازوں پر حساب میں مبتلا ہیں اور عورتوں کو سونے چاندی کی محبت نے مشغول کر رکھا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں جنت کے دروازوں پر کھڑا تھا، اکثر مساکین اس میں داخل ہورہے تھے، اور غنی لوگ (حساب میں) مقید تھے۔ اور میں نے دوزخ کے دروازے پر کھڑے ہو کر دیکھا کہ عورتیں اس میں کثرت سے داخل ہو رہی تھیں۔ ایک اور حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی دو چیز سے گھبراتا ہے اور دونوں اس کے لیے خیر ہیں۔ ایک موت سے گھبراتا ہے، حالانکہ موت فتنوں سے بچاؤ ہے۔ دوسرے مال کی کمی سے گھبراتا ہے، حالانکہ جتنا مال کم ہو گا اتنا ہی حساب کم ہو گا۔ (ترغیب والترہیب)

حضور اقدس ﷺ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مجمع میں تشریف فرما تھے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے آج رات جنت کو اور اس میں تم لوگوں کے مرتبوں کو دیکھا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جنت کے جس دروازے پر بھی جاتا ہے، وہاں سے مرحبا! مرحبا! (تشریف لائیے، تشریف لائیے) کی آوازیں آتی تھیں (ہر نیک عمل کے لیے جنت میں ایک خاص دروازہ ہے۔ ہر دروازہ سے درخواست کا مطلب یہ ہے کہ ہر نیک عمل میں اس کا پایہ بہت بڑھا ہوا ہے) حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جس شخص کا یہ مرتبہ ہے وہ تو کوئی بہت ہی بلند پایہ شخص ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ شخص ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

پھر حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف توجہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ میں نے جنت میں سفید موتی کا ایک گھر دیکھا، جس میں یاقوت جڑے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا: یہ مکان کس کا ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ قریش کے ایک نوجوان کا ہے۔ (اس مکان کی نہایت عمدگی، چمک، رونق اور اپنے سید المرسلین ہونے کی وجہ سے) مجھے یہ خیال ہوا کہ یہ مکان میرا ہی ہے، میں اس میں داخل ہونے لگا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

پھر حضور ﷺ نے حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ متعدد حضرات کے مراتب ارشاد فرمائے۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھیوں میں سے تم بہت دیر میں میرے پاس پہنچے۔ مجھے تو تمہارے متعلق یہ ڈر ہو گیا تھا کہ کہیں ہلاک تو نہیں ہو گئے۔ اور تم پسینہ پسینہ ہو رہے تھے، میں نے تم سے پوچھا کہ اتنی دیر آنے میں تمہیں کہاں لگ گئی تھی؟ تو تم نے جواب دیا کہ میں اپنے مال کی کثرت کی وجہ سے حساب میں مبتلا رہا۔ مجھ سے اس کا حساب ہوا کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے متعلق یہ سن کر رونے لگے۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! رات ہی میرے پاس مصر کی تجارت سے سو اونٹ آئے ہیں اور یہ مدینہ منورہ کے فقرا اور یتامیٰ پر صدقہ ہیں۔ شاید اللہ جل شانہ اسی کی وجہ سے اس دن کے حساب میں مجھ پر تخفیف فرمادیں۔ (الترغیب والترہیب)

ایک حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عبدالرحمٰن! تم میری امت کے غنی لوگوں میں ہو اور جنت میں گھسٹ کر جاؤ گے (پاؤں پر کھڑے ہو کر نہ جاؤ گے) تم اللہ تعالیٰ شانہ کو قرض دو تاکہ تمہارے پاؤں کھل جائیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ کیا چیز قرض دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اپنا سارا مال۔ یہ سن کر فوراً اٹھے تاکہ اپنا سب مال لا کر حاضر کریں۔ حضور ﷺ نے ان کے پیچھے قاصد بھیج کر ان کو بلایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ابھی آئے اور یہ پیام دے گئے کہ عبدالرحمن سے کہہ دیجئے مہمان نوازی کیا کریں، غریبوں کو کھانا کھلایا کریں، سوال کرنے والوں کا سوال پورا کیا کریں اور جو ان کے عیال ہیں ان سے صدقہ میں ابتداء کیا کریں، یہ چیزیں ان کے تزکیہ (درست ہونے) کے لیے کافی ہیں۔ (مستدرک حاکم)

یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے جلیل القدر صحابی، بڑے فضائل اور مفاخر کے مالک ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں ان کا شمار ہے۔ یعنی ان دس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں جن کو دنیا ہی میں حضور ﷺ جنت کی خوشخبری دے گئے۔ نیز ان چھ حضرات میں ہیں، جن پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی شہادت کے وقت خلیفہ بنانے کا دارو مدار رکھا تھا اور یہ کہا تھا کہ ان حضرات سے حضور اقدس ﷺ راضی ہو کر دنیا سے تشریف لے گئے ہیں۔ اور پھر ان چھ حضرات میں سے بقیہ پانچ حضرات نے بالآخر ان ہی کی رائے پر خلیفہ کے چننے کا مدار رکھا تھا اور ان کی تجویز سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ثالث مقرر ہوئے تھے۔ سابقین اولین میں ان کا شمار ہے، جن کے متعلق اللہ پاک نے فرمایا:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

ترجمہ:" اور مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ پہلے ایمان لائے، اور جنہوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہوگیا ہے، اور وہ اس سے راضی ہیں، اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بڑی زبردست کامیابی ہے۔"

اس کے علاوہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں ہجرتیں کیں۔ غزوہ بدر اور سب غزووں کے شریک ہیں۔ حضور ﷺ کے زمانہ ہی میں اہل علم اور اہل فتویٰ میں ان کا شمار ہے۔ محض ان کی رائے پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض امور کو اختیار کیا۔ حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ سفر میں صبح کی نماز ان کا مقتدی بن کر ادا فرمائی کہ حضور ﷺ ضرورت کے لیے تشریف لے گئے، صحابہ نے مل کر ان کو امام چنا تھا۔ جب حضور ﷺ واپس تشریف لائے تو نماز ہو رہی تھی، ایک رکعت ہوچکی تھی۔ حضور ﷺ نے ان کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو پہلے سال میں اپنا قائم مقام امیر الحج بنا کر ان کو بھیجا۔ (الاصابہ)

غرض بے انتہاء فضائل کے باوجود اس مال کی کثرت نے ان کو اپنے مرتبہ کے لوگوں میں پیچھے کر دیا۔اور مال بھی محض حق تعالیٰ شانہ کے فضل اور اس کی عطا اور اس کے انعام ہی سے ملا تھا،ورنہ بہت غریب تھے۔ہجرت کی ابتداء میں حضور اقدس ﷺ نے جب مہاجرین اور انصار کا آپس میں بھائی چارہ کیا تھا تاکہ فقرا مہاجرین کی اعانت اور مدد خصوصی تعلق پر انصار کرتے رہیں،تو ان کو حضرت سعد بن الربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھائی بنایا تھا۔حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا تھا کہ مدینہ میں سب سے زیادہ مال اور دولت اللہ جل شانہ نے مجھے عطا فرما رکھا ہے،میں سب مال میں سے آدھا آدھا تمہیں دیتا ہوں،اور میری دو بیویاں ہیں،ان میں سے جو نسی تمہیں پسند ہو میں اس کو طلاق دے دوں گا،عدت کے بعد تم اس سے نکاح کر لینا۔ان کی سیر چشمی کہ انہوں نے فرمایا:اللہ تعالیٰ تمہارے مال میں برکت عطا فرمائے ،مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے،مجھے تو یہاں کے بازار کا راستہ بتادو۔بازار گئے اور خرید وفروخت شروع کی،اور شام کو نفع میں تھوڑا سا گھی اور پنیر بچا کر لائے۔اسی طرح روزانہ جاتے اور کچھ ہی دن گزرے تھے کہ بچت اتنی ہوگئی کہ نکاح کر لیا۔(بخاری)

پھر وہ وقت بھی آیا کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ صدقہ کی ترغیب دی تو اپنے سارے مال کا آدھا حصہ صدقہ کیا۔اور مال کی کثرت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے جو ابھی گزرا کہ صرف مصر کی تجارت سے سو اونٹ سامان کے لدے ہوئے آئے تھے، جو صدقہ کر دیے۔اور اس کے بعد ایک مرتبہ چالیس ہزار دینار(اشرفیاں) صدقہ کیں۔ایک موقعہ پر پانچ سو گھوڑے،پانچ سو اونٹ جہاد کے لیے دیے۔اور تیس ہزار غلام آزاد کیے۔اور ایک روایت میں ہے کہ تیس ہزار گھرانے آزاد کئے۔(المستدرک)ہر گھرانے میں نہ معلوم کتنے مرد،عورت،بڑے اور بچے ہوں گے۔

ایک مرتبہ ایک زمین چالیس ہزار اشرفیوں میں فروخت کی، اور سب کی سب فقرا مہاجرین اور اپنے رشتہ داروں اور ازواج مطہرات پر تقسیم کردیں۔(المستدرک) اور اپنے انتقال کے وقت جو وصیت کی اس میں ہر اس شخص کو جو بدر کی لڑائی میں شریک تھا، فی آدمی چار سو دینار(اشرفیاں) کی وصیت کی تھی۔اس وقت اہل بدر میں سے سو آدمی زندہ تھے۔ (الاصابہ)اور ایک باغ کی وصیت ازواج مطہرات کے لیے کی جو چالیس ہزار اشرفیوں میں فروخت ہوا۔(المستدرک) اور خود اپنا حال یہ تھا کہ ایک مرتبہ غسل کر کے کھانا کھانے کے لیے بیٹھے تو ایک پیالہ میں روٹی اور گوشت(ثرید)سامنے رکھا گیا۔اس کو دیکھ کر رونے لگے۔کسی نے رونے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ حضور ﷺ کا ایسی حالت میں وصال ہوا کہ جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہ ملتی تھی۔ہمیں یہ حالات جو اپنے سامنے ہیں، کچھ اپنے لیے خیر نہیں معلوم ہوتے۔(الاصابہ)یعنی اگر یہ وسعت کچھ خیر کی چیز ہوتی تو حضور ﷺ کے لیے بھی ہوتی۔جب حضور ﷺ کے لیے یہ چیزیں نہ تھیں تو کچھ خیر کی چیزیں نہیں معلوم ہوتیں۔ان کمالات پر وہ محاسبہ ہے جو اوپر ذکر کیا گیا۔

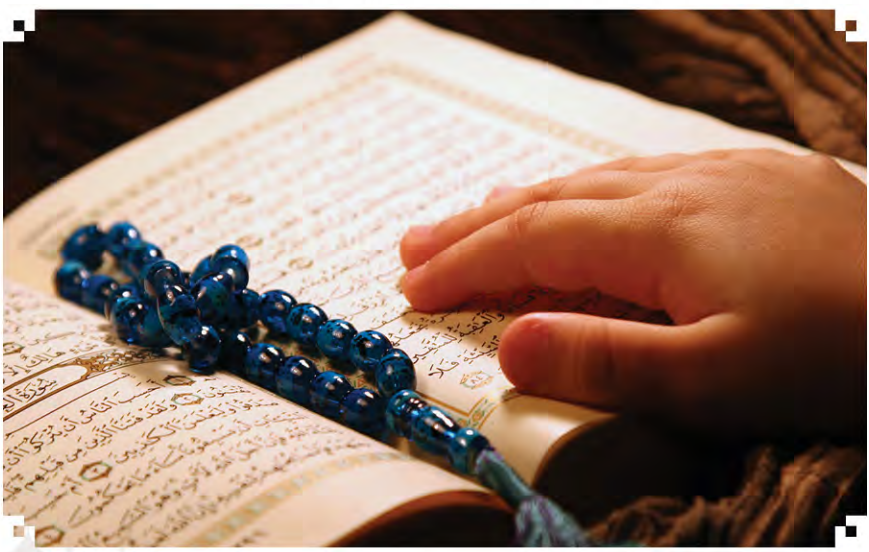

۵۔ پانچواں مطالبہ حدیث بالا میں جس کا قیامت کے میدان میں جواب دینا ہو گا یہ ہے کہ جو علم حق تعالیٰ شانہ نے تمہیں عطا کیا تھا، اس پر کس حد تک عمل کیا؟ کسی جرم کے معلوم نہ ہونا کوئی عذر نہیں، قانون سے نا واقفیت کسی عدالت میں بھی معتبر نہیں، کیوں کہ اس کا معلوم کرنا اپنا فریضہ ہے۔ اور یہ بات کہ اللہ کا حکم معلوم نہیں تھا، مستقل جرم اور مستقل گناہ ہے۔ اس لیے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر مسلمان پر (مذہبی) علم سیکھنا فرض ہے، لیکن یہ بھی ظاہر ہے کہ علم کے بعد کسی جرم کا کرنا زیادہ سخت ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اپنے علم سے ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہا کرو، علم میں خیانت مال میں خیانت سے زیادہ سخت ہے، اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا مطالبہ ہو گا۔ اور یہ مضمون تو بہت سی احادیث میں ہے کہ جس شخص سے علم کی کوئی بات پوچھی جائے اور وہ اس کو چھپائے تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

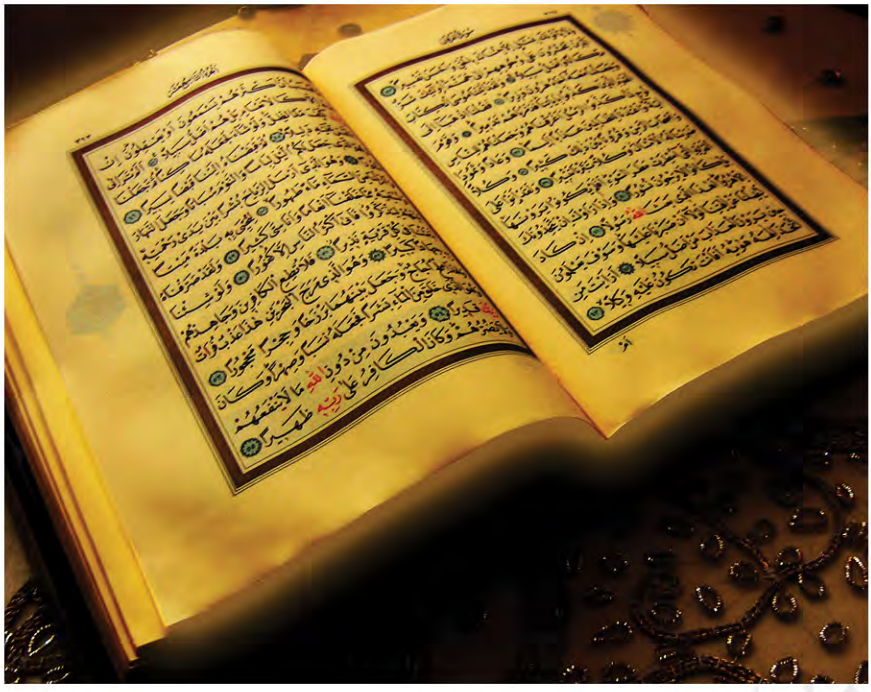

ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے وعظ فرمایا جس میں بعض قوموں کی تعریف فرمائی اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ کیا بات ہے کہ بعض قومیں اپنی پڑوسی قوموں کو تعلیم نہیں دیتیں،نہ ان کو نصیحت کرتی ہیں نہ ان کو سمجھ دار بناتی ہیں،نہ ان کو اچھی باتوں کا حکم کرتی ہیں،نہ بری باتوں سے روکتی ہیں؟اور یہ کیا بات ہے کہ بعض قومیں اپنے پڑوسیوں سے نہ علم سیکھتی ہیں،نہ سمجھ سیکھتی ہیں،نہ نصیحت حاصل کرتی ہیں؟یا تو یہ لوگ اپنے پڑوسیوں کو علم سکھائیں اور ان کو نصیحت کریں اور ان کو سمجھ دار بنائیں،اور دوسرے لوگ ان علم والوں سے ان چیزوں کو حاصل کریں۔اور اگر ایسا نہ ہوا تو خدا کی قسم! میں ان سب کو دنیا ہی میں سخت سزا دوں گا (آخرت کا قصہ الگ ہے) اس کے بعد حضور اقدس ﷺ منبر سے اتر آئے۔لوگوں میں اس کا چرچا ہوا کہ اس سے کون سی قومیں مراد ہیں۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اشعری قوم کے لوگ مراد ہیں کہ وہ اہل علم ہیں،اہل فقہ ہیں،اور ان کے آس پاس کی رہنے والی قومیں جاہل ہیں۔

یہ خبر اشعری لوگوں کو پہنچی،وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے بعض قوموں کی تو تعریف فرمائی اور ہم لوگوں کے

متعلق یہ ارشاد فرمایا۔ حضور ﷺ نے اپنا پاک ارشاد ان کے سامنے فرمایا کہ یا تو یہ لوگ اپنے پڑوسیوں کو علم سکھائیں اور ان کو نصیحت کریں، ان کو سمجھ دار بنائیں، ان کو اچھی باتوں کا حکم کریں، بری باتوں سے منع کریں اور دوسرے لوگ ان سے ان چیزوں کو حاصل کریں، ورنہ میں دنیا ہی میں سخت سزا دوں گا۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم دوسروں کو کس طرح سمجھ دار بنائیں؟ حضور ﷺ نے اپنا وہی حکم ارشاد فرمایا: انہوں نے تیسرے دفعہ پھر یہ ہی عرض کیا اور حضور ﷺ نے پھر بھی اپنا وہی حکم ارشاد فرمایا۔ تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اچھا ایک سال کی مہلت ہم کو دے دیں۔ حضور ﷺ نے ان کو ان کے پڑوسیوں کو تعلیم کے لیے ایک سال کی مہلت عطا فرما دی۔

(الترغیب والترہیب و مجمع الزوائد)

اس حدیثِ پاک اور حضور اقدس ﷺ کے اس سخت عتاب سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ جو لوگ خود اہل علم ہیں، سمجھ دار ہیں،ان کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے آس پاس کے رہنے والے جاہلوں کی تعلیم کی کوشش کریں،ان کا یہ خیال کہ جس کی غرض ہوگی خود سیکھ لے گا،کافی نہیں۔نہ سیکھنے کا مستقل مطالبہ اور مستقل گناہ ان کے ذمہ ہے،لیکن ان کو سکھانے کی ذمہ داری ان عالموں کی بھی ہے کہ یہ خود اس کی کوشش کریں،اس کی تدبیریں کریں کہ وہ علم سیکھیں، یہ بھی اپنے علم پر عمل کرنے میں داخل ہے کہ علم کے عمل میں اس کا سکھانا بھی داخل ہے۔

حضورِ اقدس ﷺ سے جو دعائیں کثرت سے نقل کی گئی ہیں،ان میں یہ دعا بھی بکثرت وارد ہے کہ اے اللہ! میں تجھ سے ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے۔حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص (یعنی ایک نوع آدمیوں کی،چاہے اس نوع کے کتنے ہی آدمی ہوں) لایا جائے گا ااور اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا،جس سے اس کی انتڑیاں نکل پڑیں گی اور وہ ان کے گرد اس طرح گھومے گا جیسا کہ چکی کا گدھا چکی کے گرد پھرتا ہے (یعنی جیسا کہ جانور گدھا بیل وغیرہ آٹا پیسنے کی چکی کے چاروں طرف گھومتا ہے) جہنم کے لوگ اس کے چاروں طرف جمع ہوجائیں گے اور اس سے دریافت کریں گے، تجھے کیا ہوا ؟تو تو ہم کو بھی اچھی باتوں کا حکم کرتا تھا،بری باتوں سے روکتا تھا؟وہ جواب دے گا کہ میں تم کو اس کا حکم کرتا تھا،لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا۔

اقبال جرم سے انکار پر گواہوں کے ذریعہ اثباتِ جرم

اعضاء بدن کی گواہی

انسان بڑا جھگڑالو ہے اور اس کی کٹ حجتی کی طبیعت قیامت کے دن بھی اپنا رنگ دکھائے گی اور خداوند قدوس سے بھی حجت کرے گا۔اس وقت گواہوں کے ذریعہ اس کی حجت ختم کردی جائے گی۔خود انسان کے اعضاء اس کے خلاف گواہی دیں گے۔

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿سورۃ یٰسین ۶۵﴾

ترجمہ:" آج کے دن ہم ان کے منہ پر مہر لگادیں گے، اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے، اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے کہ وہ کیا کمائی کیا کرتے تھے۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ (ایک مرتبہ) آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی اثناء میں اچانک آپ کو ہنسی آگئی اور (ہم سے) فرمایا کہ تم جانتے ہو میں کیوں ہنس رہا ہوں؟ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ فرمایا (قیامت کے روز) بندے جو اللہ سے سوال جواب کریں گے اس منظر کو یاد کر کے مجھے ہنسی آگئی بندہ کہے گا اے رب کیا آپ نے مجھے ظلم سے (بچانے کا اعلان فرماکر) مطمئن نہیں فرمایا ہے،اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ہاں میں نے یہ وعدہ کیا ہے اس کے بعد بندہ کہے گا کہ میں اپنے معاملہ میں کسی کی گواہی نہ مانوں گا ہاں اگر میرے ہی اندر سے کوئی گواہی دے دے تو اعتبار کر سکتا ہوں،اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ آج اپنے بارے میں تیرا خود گواہ ہونا ہی کافی ہے

اور کاتبین کی گواہی بھی کافی ہے (آنحضرت سید عالم ﷺ نے) فرمایا کہ اس کے بعد اس کے منہ پر مہر لگادی جائے گی اور اللہ کی طرف سے اس کے اعضاء کو حکم ہو گا کہ بولو، چنانچہ اس کے اعضاء اس کے اعمال کو ظاہر کردیں گے یہ ماجرا دیکھ کر بندہ اپنے اعضاء سے کہے گا کہ دور ہو دور ہو تم ہی کو عذاب سے بچانے کے لئے تو میں بحث کررہا تھا۔

ایک حدیث میں ہے کہ اس کی ران اور گوشت اور ہڈیاں اس کے اعمال کی گواہی دیں گی۔اس نے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ کوئی بڑا گناہ چھوڑا اور جو کچھ انہوں نے کیا سب کچھ موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہ کرے گا۔

اعمال ناموں کی تقسیم

ہر شخص کا اعمال نامہ اس کے سپرد کیا جائے گا،جو لوگ نیک اور نجات پانے والے ہوں گے،ان کے اعمال نامے داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور جو لوگ بد عمل اور دوزخ میں گرنے والے ہوں گے ان کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں اور پشت کے پیچھے سے دیئے جائیں گے۔

يَاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ﴿۶﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ﴿۷﴾ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ﴿۸﴾ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿۹﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ﴿۱۱﴾ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ﴿۱۴﴾ بَلٰٓى اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ﴿۱۵﴾

ترجمہ:" اے انسان ! تو اپنے پروردگار کے پاس پہنچنے تک مسلسل کسی محنت میں لگا رہے گا، یہاں تک کہ اس سے جا ملے گا۔ پھر جس شخص کو اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔اس سے تو آسان حساب لیا جائے گا۔اور وہ اپنے گھر والوں کے پاس خوشی مناتا ہوا واپس آئے گا۔لیکن وہ شخص جس کو اس کا اعمال نامہ اس کی پشت کے پیچھے سے دیا جائے گا۔وہ موت کو پکارے گا اور بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہو گا۔پہلے وہ اپنے گھر والوں کے درمیان بہت خوش رہتا تھا۔اس نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ وہ کبھی پلٹ کر (اللہ کے سامنے) نہیں جائے گا۔بھلا کیوں نہیں؟ اس کا پروردگار اسے یقینی طور پر دیکھ رہا تھا۔"

جو شخص دنیا میں خوش خوش رہا، دنیاوی زندگی کو اصل سمجھ کر اس میں مست رہا اور آخرت کی ذرا فکر نہ کی اور آخرت کی باتوں کو جھوٹا سمجھا، قیامت کے روز سخت مصیبت اور رنج و غم میں مبتلا ہو گا اس کے برعکس جو لوگ دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی فکر میں گھلے جاتے تھے اور مرنے کے بعد والے حالات کا ان کو فکر لگا رہتا تھا وہ قیامت کے روز داہنے ہاتھ میں اعمال نامے لے کر خوب خوش ہوں گے بد عمل یہاں خوش ہیں اور نیک عمل وہاں خوش ہوں گے۔

سورہ انشقاق میں فرمایا کہ پشت کے پیچھے سے بد عملوں کو اعمال نامے دیئے جائیں گے اور سورہ حاقہ میں فرمایا کہ بد عملوں کو بائیں ہاتھ میں اعمال نامے دیئے جائیں گے، دونوں کو ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ بائیں ہاتھ میں جن کو اعمال نامے دیئے جائیں گے سو وہ پیچھے سے دیئے جائیں گے، گویا فرشتے ان کی صورت دیکھنا پسند نہ کریں گے اور ممکن ہے کہ مشکیں بندھی ہوں اس لئے اعمال نامہ پشت کی طرف سے بائیں ہاتھ میں دینے کی نوبت آئے۔

اعمال کا وزن

اللہ رب العزت ہمیشہ سے ساری مخلوق کے اعمال سے واقف ہیں، اگر قیامت کے میدان میں صرف اپنے علم کی بناء پر اعمال کی جزا وسزا دیں تو ان کو اس کا بھی حق ہے، لیکن حشر میں ایسا نہ کیا جائے گا بلکہ بندوں کے سامنے ان کے اعمال نامے پیش کئے جائیں گے، وزن ہو گا گواہیاں ہوں گی، مجرمین انکاری بھی ہوں گے اور دلیل سے جرم کا اثبات بھی کیا جائے گا تاکہ سزا بھگتنے والے یوں نہ کہہ سکیں کہ ہم کو ظلماً بلاوجہ عذاب میں ڈال گیا۔

سورۃ اعراف میں فرمایا:

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٨﴾

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ﴿٩﴾

ترجمہ: ”اور اس دن (اعمال کا) وزن ہونا اٹل حقیقت ہے۔ چنانچہ جن کی ترازو کے پلے بھاری ہوں گے، وہی فلاح پانے والے ہوں گے۔ اور جن کی ترازو کے پلے ہلکے ہوں گے، وہی لوگ ہیں جنہوں نے ہماری آیتوں کے ساتھ زیادتیاں کر کر کے خود اپنی جانوں کو گھاٹے میں ڈالا ہے۔“

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز (اعمال تولنے کی) ترازو رکھ دی جائے گی (اور وہ اس قدر لمبی چوڑی ہوگی کہ) اگر اس میں سارے آسمان وزمین رکھ دیئے جائیں تو سب اس میں آجائیں،اس کو دیکھ کر فرشتے بارگاہ خداوندی میں عرض کریں گے کہ یہ کس کے لئے تولے گی؟اللہ جل شانہ فرمائیں گے کہ میں اپنی مخلوق میں سے جس کے لئے (حساب کرنے کے واسطے تول قائم کروں) اس کے لئے یہ تولے گی یہ سن کر فرشتے عرض کریں گے کہ اے اللہ آپ پاک ہیں،جیسا عبادت کا حق ہے ہم نے ایسی عبادت آپ کی نہیں کی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت سید عالم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا (قیامت کے روز)ترازو پر ایک فرشتہ مقرر ہوگا(اعمال کا وزن کرنے کے لئے)انسان اس ترازو کے پاس لائے جاتے رہیں گے جو آئے گا ترازو کے دونوں پلڑوں کے درمیان کھڑا کردیا جائے گا۔پس اگر اس کے تول بھاری ہوئے تو وہ فرشتہ ایسی بلند آواز میں پکار کر اعلان کردے گا ،جسے ساری مخلوق سنے گی کہ فلاں ہمیشہ کے لئے سعادت مند ہوگیا اب کبھی اس کے بعد بد نصیب نہ ہوگا اور اگر اس کے تول ہلکے رہے تو وہ فرشتہ ایسی بلند آواز سے پکار کر اعلان کردے گا جسے ساری مخلوق سنے گی کہ فلاں ہمیشہ کے لئے نامراد ہوگیا اب کبھی اس کے بعد خوش نصیب نہ ہوگا۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب "موضح القرآن" میں لکھتے ہیں کہ ہر شخص کے عمل وزن کے موافق لکھے جاتے ہیں، ایک ہی کام ہے اگر اخلاص ومحبت سے حکم شرعی کے موافق کیا گیا اور بر محل کیا تو اس کا وزن بڑھ گیا اور دکھاوے کے لئے کیا یا موافق حکم نہ کیا یا ٹھکانے پر نہ کیا تو وزن گھٹ گیا، آخرت میں وہ کاغذ تلیں گے، جس کے نیک کام بھاری ہوئے تو برائیوں سے در گزر ہوا اور (جس کے نیک کام) ہلکے ہوئے تو پکڑا گیا۔

جب ایک حرف زبان سے نکل کر ختم ہوجاتا ہے، تب دوسرا حرف ادا ہوتا ہے، اس کے باوجود بھی ساری تقریر محفوظ ہوجاتی ہے اور اب تو ٹیلی وژن پر حرکات وسکنات بھی نظر آتے ہیں، جن کو پہلے سے ریکارڈ کرلیا جاتا ہے۔ تو جب کہ اللہ جل جلالہ نے اپنے بندوں کو الفاظ وکلمات اور حرکات وسکنات کو گرفت میں لا کر اکٹھا کرنے اور ریکارڈ میں لانے کی طاقت دی ہے تو وہ خود اس پر ضرور قادر ہے کہ اپنی مخلوق کے اعمال وافعال کا مکمل ریکارڈ تیار رکھے جس میں ایک ذرہ اور شوشہ بھی غائب نہ ہو اور کسی طور پر قیامت کے روز ان کا وزن سب کے سامنے عیاں اور ظاہر ہوجائے۔

لیجزی اللہ کل نفس ما کسبت إن اللہ سریع الحساب.

شفاعت

شفاعت

شفاعت وہی کر سکے گا جسے اللہ رب العزت کی طرف سے شفاعت کرنے کی اجازت ہو گی، جیسا کہ آیۃ الکرسی میں فرمایا:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

ترجمہ: "کون ہے جو اس کے حضور اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کر سکے؟

اور سورۃ طٰہٰ میں فرمایا:

یَوْمَىٕذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِیَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾

ترجمہ: "اس روز سفارش نفع نہ دے گی مگر ایسے شخص کو جس کے واسطے اللہ نے اجازت دے دی ہو اور اس کے واسطے بولنا پسند کر لیا ہو۔"

جس کو اللہ جل شانہ کی طرف سے شفاعت کی اجازت ہو گی، وہی شفاعت کر سکے گا اور جس کے لئے شفاعت کی اجازت ہو گی اسی کے بارے میں شفاعت کرنے والے شفاعت کرنے کی جرات کریں گے۔

کافروں کے حق میں شفاعت کرنے کی اجازت نہ ہو گی، اور نہ کوئی ان کا دوست اور سفارشی ہو گا، ارشاد ربانی ہے۔

ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع.

ترجمہ: "ظالموں کا نہ کوئی دوست ہو گا اور نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔"

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۳۱۰ ج ۱۰ میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن پانچ طرح کی شفاعتیں ہوں گی، سب سے پہلے شفاعت میدانِ حشر میں جمع ہونے کے بعد حساب کتاب شروع کرانے کے لئے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی جناب میں شفاعت کرنے سے

انکار کردیں گے اور آنحضرت سید عالم ﷺ تمام اولین وآخرین مسلمین کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔دوسری شفاعت بہت سے مؤمنین کو جنت میں بغیر حساب داخل کرانے کے بارے میں ہوگی۔تیسری شفاعت ان لوگوں کے لئے ہوگی جو بد اعمالیوں کی وجہ سے دوزخ کے مستحق ہوچکے ہوں گے،یہ شفاعت بھی آنحضرت ﷺ فرمائیں گے اور آپ کے علاوہ دیگر حضرات بھی ان کی شفاعت کریں گے،چوتھی شفاعت گناہ گاروں کے بارے میں ہوگی جو دوزخ میں داخل ہوچکے ہوں گے،ان کو دوزخ سے نکالنے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام اور فرشتے اور مؤمنین شفاعت کریں گے ،پانچویں شفاعت جنتیوں کے درجے بلند کرانے کے لئے ہوگی۔

سید الانبیاء ﷺ کی شفاعت

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے رب کے پاس سے ایک قاصد نے آکر رب تعالیٰ شانہ کی طرف سے مجھے پیغام دیا کہ یا تو میں اسے اختیار کرلوں کہ میری آدھی امت (بلا حساب وعذاب) جنت میں داخل ہوجائے یا اس کو اختیار کرلوں کہ (اپنی امت میں سے جس کے لئے بھی چاہوں) شفاعت کرسکوں۔لہٰذا میں نے شفاعت کو اختیار کرلیا اور میری شفاعت ان لوگوں کے لئے ہوگی،جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔

چونکہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے امت کا زیادہ نفع اسی میں سمجھا کہ ہر شخص کے لئے شفاعت کرنے کا حق لے لیں اس لئے آپ نے اسی کو اختیار فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ(اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر نبی کو)ایک مقبول دعا دی گئی پس ہر نبی نے دنیا ہی میں وہ مانگ کر قبول کرالی اور میں نے اس دعا کو دنیا میں مانگ کر ختم نہیں کر دیا بلکہ اس دعا کو قیامت کے دن تک کے لئے چھپا کر رکھا ہے،تاکہ اس روز اپنی امت کی شفاعت میں اس کو کام میں لاؤں ،پس میری شفاعت ان شاء اللہ میرے ہر اس امتی کو ضرور پہنچے گی۔جو اس حال میں مرگیا ہو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا تھا۔

اس حدیث مبارک کے انداز بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ کی طرف سے ہر نبی کو خصوصی طور پر یہ اختیار دیا جاتا رہا ہے کہ کوئی ایک خاص دعا کرلیں،جو ضرور ہی قبول ہوگی،خواہ کچھ ہی مانگ لیں،یوں تو انبیاء کرام علیہم السلام مستجاب الدعوات ہوتے ہی تھے،لیکن خصوصی اعزاز کے لئے اللہ جل شانہ نے ہر نبی کو اختیار دیا کہ ایک مرتبہ تم جو چاہو مانگ لو۔آنحضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ وہ خصوصی دعا ہر نبی نے دنیا ہی میں مانگ لی میں نے یہاں نہیں مانگی بلکہ روز قیامت کے لئے رکھ چھوڑی ہے،اسے اپنی امت کی شفاعت کے لئے استعمال کروں گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (ہمارے)اس قبیلہ کو ماننے والوں میں سے اس قدر کثیر تعداد دوزخ میں داخل ہوئی کہ جس کا علم اللہ ہی کو ہے(اور دوزخ کا داخلہ) بوجہ اللہ کی نافرمانیوں اور نافرمانیوں پر جرات کرنے اور اللہ کے حکم کے خلاف چلنے کی وجہ سے (ہوگا)پس مجھے شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔

لہٰذا میں سجدہ میں پڑ کر اللہ کی تعریف میں لگ جاؤں گا، جیسا کہ کھڑے ہو کر اس کی تعریف بیان کری تھی۔اس کے بعد(اللہ تعالیٰ کی طرف سے) حکم ہو گا کہ اپنا سر اٹھاؤاور سوال کرو، تمہارا سوال پورا کیا جائے گا۔اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت مانی جائے گی۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی امت کے لئے شفاعت کرتا ہی رہوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ میری شفاعت قبول فرماتے رہیں گے، حتیٰ کہ میرا رب تبارک وتعالیٰ مجھ سے پوچھے گا کہ اے محمد ﷺ کیا تم راضی ہوگئے؟ میں عرض کروں گا کہ اے رب میں راضی ہوگیا۔

قرئنا في الضحى ولسوف يعطى
فسر قلـــــوبناذاك العـطـــاء
وحاشا يا رسول الله تـــــرضى
وفينا مـــــــن يعذب أو يساء

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ نبیوں کے لئے (قیامت کے روز) نور کے منبر رکھ دیئے جائیں گے، جن پر وہ تشریف فرما ہوں گے،اور میرا منبر خالی رہے گا۔ میں اس پر ڈر سے نہ بیٹھوں گا کہ کہیں جنت میں مجھے نہ بھیج دیا جائے اور میرے بعد میری امت (شفاعت سے محروم) نہ رہ جائے، میں عرض کروں گا کہ اے رب میری امت ! میری امت! اللہ عز وجل شانہ فرمائیں کہ اے محمد ﷺ تم اپنی امت کے بارے میں مجھ سے کیا چاہتے ہو، میں عرض کروں گا

ان کا حساب جلدی کر دیا جائے، چنانچہ امت کو بلا کر ان کا حساب شروع ہو جائے گا، نتیجہ کے طور پر کچھ تو ان میں سے اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے ۔(اور ان کے لئے مزید سفارش کی ضرورت نہ ہوگی)اور کچھ لوگ میری شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گے، میں سفارش کرتا ہی رہوں گا حتیٰ کہ جو لوگ دوزخ میں بھیج دیئے گئے ہیں ان کے نکالنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے)مجھے (ان کے درج شدہ ناموں کی) ایک کتاب دے دی جائے گی حتیٰ کہ (مالک علیہ السلام) داروغہ دوزخ مجھ سے کہیں گے کہ آپ ﷺ نے اپنی امت میں سے کسی کو بھی اللہ کے غصہ کے لئے نہیں چھوڑا جو عذاب میں مبتلا رہتا رہے، بلکہ سب کو نکلوالیا۔

تنبیہ

آنحضرت ﷺ کی شفاعت ضرور ہوگی اور حدیثوں میں جو جو کچھ آیا ہے، سب حق اور درست ہے، لیکن شفاعت کے بھروسہ پر عمل نیک نہ کرنا اور گناہوں میں مبتلا رہنا بڑی نادانی ہے، یہ تو شفاعت کی حدیثوں سے ہی معلوم ہوا اور آئندہ آنے والی حدیثوں سے بھی بات صاف طور پر واضح ہوگی کہ اس امت کے آدمی بہت بڑی بھاری تعداد میں دوزخ میں جائیں گے۔ دوزخ میں جانے اور پھر کتنے عرصہ عذاب بھگتنے کے بعد شفاعت سے نکلنا ہوگا، اب کون سا گناہگار اور نیک عمل سے خالی یہ کہہ سکتا ہے کہ میں دوزخ میں ہر گز نہ جاؤں گا۔ اور بلا عذاب وحساب جنت میں پہنچ جاؤں گا؟ کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا پھر گناہوں پر جرات کرنا اور نیکیوں سے خالی ہاتھ رہنا کون سی سمجھداری ہے؟ ان ہی صفحات میں عنقریب گزر چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (ہمارے) اس قبیلہ کو ماننے والوں میں سے اس قدر کثیر تعداد دوزخ میں داخل ہوگی کہ جس کا علم اللہ ہی کو ہے اور یہ دوزخ کا داخلہ اللہ کی نافرمانیوں اور نا فرمانیوں پر جرات کرنے اور خدا کے حکم کی مخالفت کرنے کی وجہ سے ہوگا۔

مؤمنین کی شفاعت

آنحضرت سید عالم ﷺ کی شفاعت امت کے لئے رحمت ہوگی اور آپ ﷺ کے طفیل میں آپ ﷺ کے بہت سے امتیوں کو بھی شفاعت کرنے کا اعزاز ملے گا، حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ بلا شبہ میری امت کے بعض افراد پوری جماعتوں کے لئے شفاعت کریں گے اور بعض ایک قبیلہ کے لئے اور بعض ایک عصبہ کے لئے اور بعض ایک شخص کے لئے سفارش کریں گے حتیٰ کہ سب جنت میں داخل ہوجائیں گے اور ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے ایک شخص کی شفاعت سے قبیلہ بنو تمیم کے آدمیوں سے بھی زیادہ جنت میں داخل ہوں گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ (اہل جنت کے راستہ میں) دوزخ میں جانے والوں کی صف بنی کھڑی ہوگی۔اسی اثناء میں ایک جنتی وہاں سے گذرے گا۔دوزخیوں کی قطار والوں میں سے ایک شخص اس جنتی سے کہے گا کہ اے صاحب کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں، میں نے آپ کو دنیا میں (ایک مرتبہ پانی پلایا تھا، لہٰذا کرم فرما کر میری شفاعت کردیجئے) اور دوزخیوں کی اس قطار والوں میں سے کوئی گزرنے والے جنتی سے کہے گا کہ میں نے آپ کو وضو کا پانی دیا تھا (مہربانی فرما کر شفاعت کردیجئے) چنانچہ جنتی شفاعت کر کے جنت میں داخل کرادے گا۔

لعنت کرنے والے عہدہ شفاعت سے محروم ہوں گے

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لعنت کرنے کی عادت والے قیامت کے روز نہ گواہ بنیں گے نہ شفاعت کرنے کے اہل ہوں گے (یعنی ان کی اس عادت بد کی وجہ سے شہادت اور شفاعت کا عہدہ نہیں دیا جائے گا جو بڑی سعادت اور عزت کا مرتبہ ہے)

مجاہد کی شفاعت

ترمذی شریف کی ایک طویل روایت میں ہے کہ جس کے راوی حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ ہیں کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے شہید کی فضیلتیں بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ ستر رشتہ داروں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

حافظِ قرآن کی شفاعت

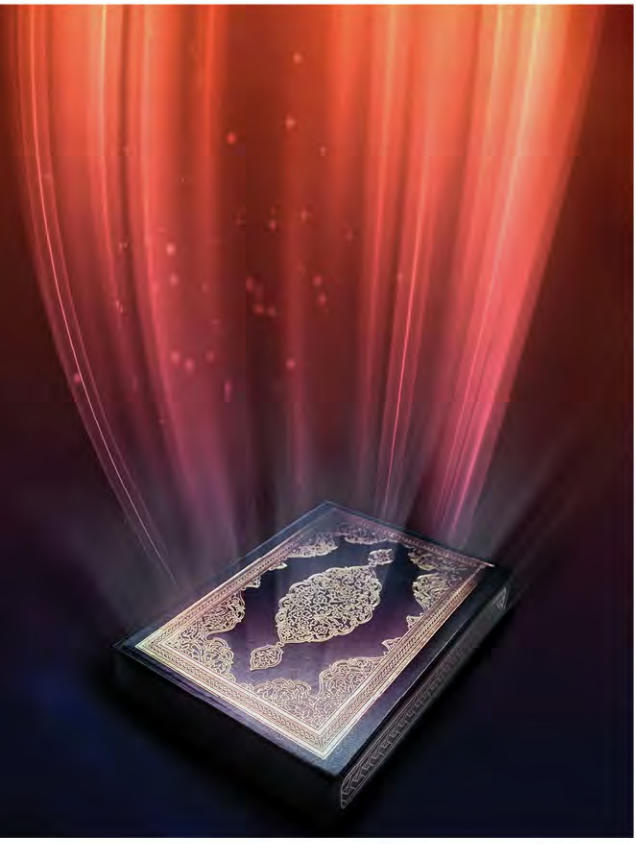

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس کو اچھی طرح یاد کرلیا اور قرآن نے جن چیزوں اور جن کاموں کو حلال بتایا ہے ان(کو اپنے عمل اور عقیدہ میں)حلال رکھا اور جن چیزوں کو اس نے حرام بتایا ہے ان کو(اپنے عمل اور عقیدہ میں)حرام ہی رکھا تو اس کو اللہ جنت میں داخل فرمائیں گے،اور اس کے گھر والوں میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائیں گے ،جن کے لئے (اعمال بد کی وجہ سے)دوزخ میں جانا ضروری ہوچکا ہوگا۔(بشرطیکہ حافظ قرآن اس پر عمل کرنے والا ہو۔)

تجلی ساق، پل صراط، تقسیم نور

کفار ومشرکین اور منافقین کی بے پناہ مصیبت

قیامت کا دن انصاف کا دن ہوگا۔ہر شخص بچشم خود اپنے اعمال کا وزن دیکھ کر جنت یا دوزخ میں جائے گا،کسی کو یہ کہنے کی مجال ہر گز نہ ہوگی کہ مجھ پر ظلم ہوا میں بلا وجہ دوزخ میں جا رہا ہوں۔ووفیت کل نفس ما عملت وھو اعلم بما یفعلون.

اللہ جل شانہ نے ایمان اور اعمالِ صالحہ کی جزا کے لئے جنت تیار فرمائی ہے اور کفر شرک اور دوسرے گناہوں کی سزا کے لئے جہنم تیار فرمائی ہے،اپنے اعمال وکردار کے نتیجے میں ان دونوں میں جس کو جہاں جانا ہوگا،چلا جائے گا۔جنت میں جانے کے لئے دوزخ کے اوپر سے راستہ ہوگا۔جسے احادیث کریمہ میں "صراط" فرمایا گیا ہے اور عام طور پر سے ہمارے ملک والے اسے پل صراط کہتے ہیں۔خدا سے ڈرنے والے مؤمنین اپنے اپنے درجہ کے موافق صحیح سلامت اس پر سے گزر جائیں گے اور بد عمل چل نہ سکیں گے اور دوزخ کے اندر سے بڑی بڑی سنڈاسیاں نکلی ہوئی ہوں گی جو گزرنے والوں کو پکڑ کر دوزخ میں گرانے والی ہوں گی ان سے چھل چھلا کر گزرتے ہوئے بہت سے (بد عمل)مسلمان پار ہو جائیں گے اور جن کو دوزخ میں گرانا ہی منظور ہوگا وہ سنڈاسیاں ان کو گرا کر چھوڑیں گی۔پھر کچھ مدت کے بعد اپنے اپنے عمل کے موافق نیز انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ملائکہ اور صالحین کی شفاعت سے اور آخر میں براہ راست ارحم الراحمین کی مہربانی سے وہ سب لوگ دوزخ سے نکال لئے جائیں گے،جنہوں نے سچے دل سے کلمہ پڑھا تھا اور دوزخ میں صرف کافر ومشرک ومنافق ہی رہ جائیں گے۔

نور کی تقسیم

پل صراط پر گزرنے سے پہلے نور تقسیم ہو گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بقدر ان کے اپنے اپنے اعمال کے نور تقسیم ہو گا(جس کی روشنی میں)پل صراط پر گزریں گے (اور یہ نور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت کا راستہ بتانے والا ہو گا)ان میں سے کسی کا نور پہاڑ کے برابر ہو گا۔اور کسی کا نور کھجور کے درخت کے برابر ہو گا اور سب سے کم نور اس شخص کا ہو گا جس کا نور صرف انگوٹھے پر (ٹمٹماتے چراغ کی طرح)ہو گا جو کبھی بجھ جائے گا اور کبھی روشن ہو جائے گا۔

سورۃ حدید میں اللہ جل شانہ نے فرمایا:

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾

ترجمہ:" اس دن جب تم مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہو گا (اور ان سے کہا جائے گا کہ) آج تمہیں خوشخبری ہے ان باغات کی جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں تم ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔ یہی ہے جو بڑی زبردست کامیابی ہے۔"

نور ملنے کے بعد مؤمنین اور مؤمنات پل صراط پر گزرنے لگیں گے اور ان کے نور کی روشنی میں منافق مرد وعورتیں پیچھے رہ جائیں گے تو ایمان والوں کو آواز دے کر کہیں گے کہ ذرا سا انتظار کرو ہم بھی آرہے ہیں تمہاری روشنی سے ہمیں بھی فائدہ پہنچ جائے گا۔اور ہم بھی آگے بڑھ چلیں گے، ایمان والے جواب دیں گے(یہاں اپنا ہی نور کام دیتا ہے دوسرے کے نور سے فائدہ پہنچنے کا قانون نہیں ہے)جاؤ واپس اپنے پیچھے (جہاں نور تقسیم ہوا تھا وہیں) نور تلاش کرو،چنانچہ منافق مرد وعورت نور لینے کے لئے واپس ہوں گے، لیکن وہاں کچھ نہ ملے گا۔لہٰذا پھر ایمان والوں کا سہارا لینے کے لئے دوڑیں گے، لیکن ان کو پا نہ سکیں گے،ایک دیوار دونوں فریق کے درمیان حائل ہو جائے گی،جس میں ایک دروازہ ہو گا اس کی اندرونی جانب میں(جدھر مسلمان ہوں گے) رحمت ہو گی اور باہر کی طرف عذاب ہو گا (جدھر منافق ہوں گے) اس کا تذکرہ مذکورہ بالا آیت کے بعد سورہ حدید میں اس طرح ہے:

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾

ترجمہ :" اس دن جب منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے کہ : ذرا ہمارا انتظار کرلو کہ تمہارے نور سے ہم بھی کچھ روشنی حاصل کرلیں۔ ان سے کہا جائے گا کہ : تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ، پھر نور تلاش کرو۔ پھر ان کے درمیان ایک دیوار حائل کردی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا جس کے اندر کی طرف رحمت ہوگی، اور باہر کی طرف عذاب ہوگا۔"

ساق کی تجلی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) کیا قیامت کے روز اپنے رب کو دیکھیں گے؟جواب میں ارشاد فرمایا کہ ہاں (ضرور دیکھو گے) کیا دوپہر کے وقت سورج کے دیکھنے میں تم کو مزاحمت ہوتی ہے ،جب کہ سورج بالکل صاف ہو (اور) اس پر ذرا بادل نہ ہو؟اور کیا چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں تم کو کوئی مزاحمت ہوتی ہے،جب کہ وہ بالکل صاف اور اس پر ذرا بادل نہ ہو؟صحابہ نے جواباً عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) نہیں! (کوئی مزاحمت نہیں ہوتی آسانی سے دیکھ لیتے ہیں) فرمایا اسی طرح قیامت کے روز تم اللہ کو خوب اچھی طرح دیکھو گے اور کوئی مزاحمت نہ ہوگی۔جیسا کہ چاند سورج کے دیکھنے میں(بحالت مذکورہ) کوئی مزاحمت نہیں ہوتی۔

اس کے بعد دوزخ کی پشت پر پل صراط قائم کی جائے گی(اس پر سے گزرنے کا حکم ہو گا)اور اس وقت(شفاعت کے جو اہل ہوں گے ان کو)شفاعت کی اجازت دی جائے گی،اور اللھم سلم سلم (اے اللہ سلامت رکھ،سلامت رکھ)کہتے ہوں گے،عرض کیا گیا یا رسول اللہ پل صراط کی کیا صفت ہے؟ارشاد فرمایا وہ چکنی اور پھلسنے والی جگہ ہے،اس میں دوزخ سے نکلی ہوئی)اچکنے والی چیزیں اور سنڈاسیاں ہوں گی اور بڑے بڑے کانٹے بھی ہوں گے،جن کی صورت کے کانٹے نجد میں ہوتے ہیں جن کو سعدان کہا جاتا ہے،پس مؤمنین پل صراط پر (جلدی جلدی)اور کوئی ہوا کی طرح اور کوئی پرندوں کی طرح اور کوئی بہترین تیز رفتار گھوڑوں کی طرح اور کوئی اونٹوں کی طرح (گزر جائے گا۔اور دوزخ کے اندر جو سنڈاسیاں اور کانٹے نکلے ہوں گے وہ کھینچ کر دوزخ میں گرانے کی کوشش کریں گے)نتیجہ یہ ہو گا کہ بہت سے لوگ سلامتی کے ساتھ نجات پا کر پار ہوجائیں گے اور بہت سے لوگ (گزرتے ہوئے)چھل چھل کر چھوٹ جائیں گے اور بہت سے دوزخ کی آگ میں دھکیل دیئے جائیں گے،یہاں تک کہ جب(نیک) ایمان والے دوزخ سے بچ جائیں گے تو میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے تم (یہاں اس دنیا میں اللہ سے سوال کرنے میں ایسی مضبوطی کے ساتھ بات کرنے والے نہیں ہو جیسا کہ (دوزخ سے بچ کر پل صراط پار ہوجانے والے)مؤمنین اپنے ان بھائیوں کے لئے جو دوزخ میں (گر چکے) ہوں گے اللہ سے مضبوطی کے ساتھ سفارش کریں گے، گے،دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے اس موقع پر یوں فرمایا،کہ (دنیا میں) جو حق تمہارا کسی کے ذمہ معلوم ہوجائے ،اللہ تعالیٰ اس حق کو حاصل کرنے کے لئے جیسی سختی سے مطالبہ کرتے ہو اس سے بھی زیادہ زور دار مطالبہ جو ایمان والے اپنے دوزخی بھائیوں کے لئے کریں گے،جب وہ یہ دیکھ لیں گے کہ ہم نجات پا چکے،بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار یہ لوگ(جو دوزخ میں گناہوں کی وجہ سے گر گئے)ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے۔(ہمارے ساتھ جنت میں داخل فرمائیے) ارشاد ہو گا کہ تم جسے پہچانتے ہو،نکال لو! چنانچہ (وہ ان کو نکالنے کے لئے روانہ ہوں گے اور)ان کے جسم دوزخ کی آگ پر حرام کر دیئے جائیں گے(یعنی دوزخ کی آگ ان نکالنے والوں کو نہ جلا سکے گی)۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ لوگ دوزخ میں سے بھاری تعداد میں لوگوں کو نکالیں گے اور ان دوزخیوں میں سے کسی کو آگ نے آدھی پنڈلی تک اور کسی کو گھٹنے تک پکڑا ہو گا۔

پھر مؤمنین بارگاہ خداوندی میں عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب آپ نے جن لوگوں کے نکالنے سے متعلق حکم دیا تھا،ان میں سے اب کوئی بھی دوزخ میں باقی نہیں رہا،ارشاد ربانی ہو گا کہ جاؤ دوزخ میں جو کوئی بھی ایسا شخص ملے کہ جس کے دل میں دینار کے برابر خیر ہو اس کو بھی نکال لو،چنانچہ مؤمنین اس ارشاد ربانی کے بعد بھاری تعداد میں لوگوں کو نکالیں گے پھر عرض کریں گے کہ اے رب دوزخ میں ہم نے ان میں سے کوئی بھی نہیں چھورا جن کے نکالنے کے بارے میں آپ نے حکم فرمایا تھا۔اس کے بعد ارشاد ربانی ہو گا کہ جاؤ جس کے دل میں آدھے دینار کے برابر بھی خیر دیکھو اس کو بھی نکال لو،چنانچہ اس ارشاد کے بعد مؤمنین بھاری تعداد میں لوگوں کو دوزخ سے نکالیں گے،پھر عرض کریں گے کہ اے رب ہم نے دوزخ میں ان میں سے کوئی بھی نہیں چھوڑا جن کے نکالنے کے بارے میں آپ نے حکم فرمایا تھا،اس کے بعد ارشاد ربانی ہو گا کہ جاؤ جس کے دل میں ذرہ کی برابر بھی خیر دیکھو اس کو بھی نکال لو،چنانچہ بھاری تعداد میں لوگوں کو نکالیں گے پھر عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے دوزخ میں(کوئی ذرا)خیر (والا بھی)نہیں چھوڑا۔

اب اللہ جل شانہ فرمائیں گے کہ فرشتوں نے شفاعت کرلی اور نبیوں نے شفاعت کرلی اور ایمان والوں نے شفاعت کرلی،اب بس ارحم الراحمین ہی باقی ہے۔اللہ جل شانہ یہ فرما کر دوزخ میں ایک مٹھی بھریں گے،پس اس میں سے ایسے لوگوں کو نکالیں گے، جنہوں نے کبھی کوئی خیر انجام نہیں دی تھی(اور صرف ایمان ہی کی پوشیدہ دولت ان کے پاس تھی)یہ لوگ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے،ان کو اللہ جل شانہ ایک نہر میں ڈال دیں گے،جو جنت کے ابتدائی حصہ میں ہوگی،جس کو نہر الحیات(زندگی کی نہر) کہا جاتا ہے(نہر میں پڑ کر ان کی حالت بدل جائے گی)پس ایسے نکلیں گے جیسے بیج بہتے ہوئے پانی کے خس وخاشاک پر (جلد ترین اگ کر)نکل آتا ہے(پھر فرمایا کہ)اس حال میں اس نہر سے نکلیں گے جیسے موتی ہوں ان کی گردنوں میں نشانیاں ہوں گی(جن کے ذریعہ دوسرے ان کو پہچانیں گے(کہ)یہ اللہ کے آزاد کردہ ہیں،جن کو اللہ نے جنت میں بغیر کسی (نیک)عمل اور بغیر کسی خیر کے جو انہوں نے آگے بھیجی ہو جنت میں داخل فرمایا۔

پھر اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے کہ جنت میں داخل ہوجاؤ وہاں جو نظر پڑے وہ تمہارے لئے ہے،وہ عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار(آپ نے ہم کو وہ عطا فرمایا جو آپ نے جہانوں میں سے کسی کو بھی نہیں دیا،اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرے پاس تمہارے لئے اس سے بھی افضل نعمت ہے،وہ عرض کریں گے ،یارب اس سے افضل کیا ہوگا؟اللہ جل شانہ فرمائیں گے کہ (اس سے افضل)میری رضا ہے،سو اب میں تم پر کبھی بھی ناراض نہیں ہوں گا۔

تاجدار کونین ﷺ جنت کھلوائیں گے

آنحضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تمام پیغمبروں سے زیادہ میرا اتباع کرنے والے ہوں گے اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھلوانے کے لئے کھٹکھٹاؤں گا۔ نیز ارشاد فرمایا کہ میں قیامت کے روز جنت کے دروازہ پر آکر کھولنے کو کہوں گا داروغہ جنت سوال کرے گا کہ آپ کون ہیں؟ میں جواب دوں گا کہ محمد (ﷺ) ہوں! یہ سن کر وہ کہے گا کہ مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ آپ کے لئے کھولوں (اور) آپ سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں۔ نیز ارشاد فرمایا کہ میں سب سے پہلے جنت کے (دروازہ کے) حلقوں کو ہلاؤں گا۔ پس اللہ میرے لئے جنت کھول کر مجھے داخل فرمادیں گے اور میرے ساتھ مؤمن فقراء ہوں گے اور میں یہ فخریہ بیان نہیں کررہا ہوں (پھر فرمایا کہ) میں اللہ کے نزدیک تمام اولین وآخرین سے زیادہ معزز ہوں اور یہ بطور فخر کے نہیں کہہ رہا ہوں۔

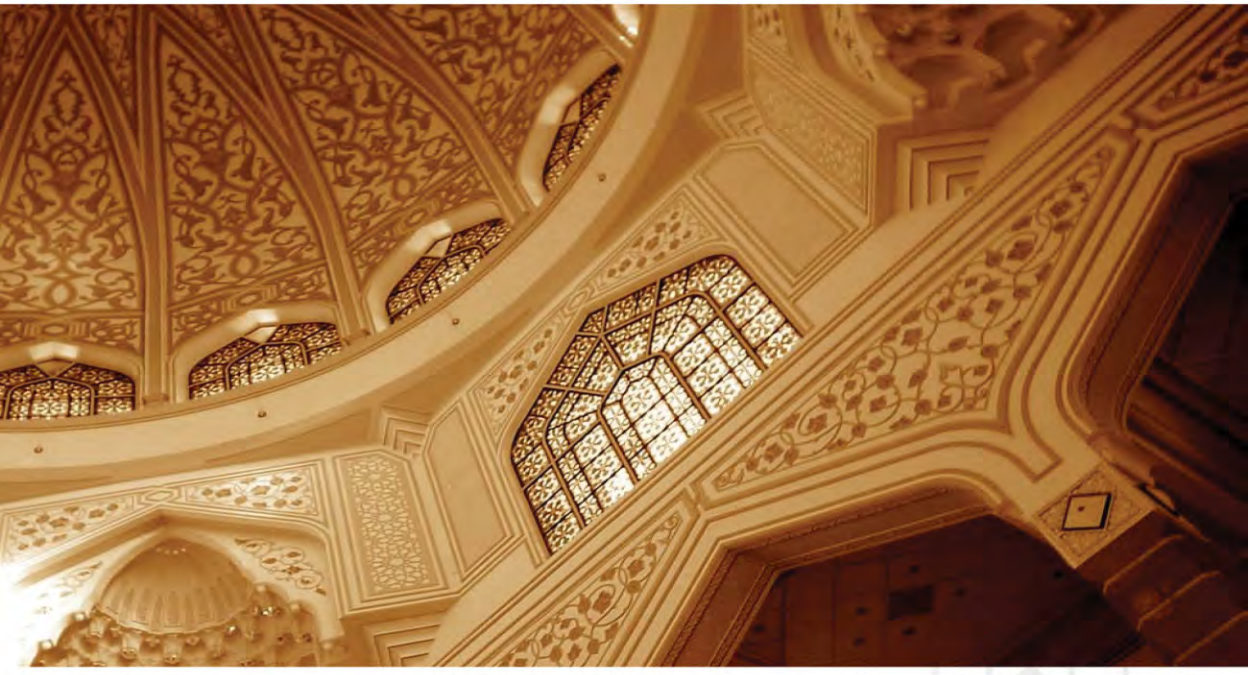

جنت اور دوزخ میں گروہ گروہ جائیں گے

کفار ومشرکین اور منافقین کی بے پناہ مصیبت

دوزخ کے دروازے جیل کی طرح پہلے سے بند ہوں گے اور جنت کے دروازے پہلے سے کھلے ہوں گے،اور تمام کافروں کو دھکے دے کر نہایت ذلت وخواری کے ساتھ دوزخ کی طرف ہانکا جائے گا اور چونکہ کفر کے اقسام اور مراتب بہت ہیں،اس لئے ہر قسم اور ہر درجہ کے کافروں کا گروہ الگ الگ کردیا جائے گا،سورۃ زمر میں ارشاد ربانی ہے:

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا

ترجمہ:" اور جن لوگوں نے کفر اپنایا تھا انہیں جہنم کی طرف گروہوں کی شکل میں ہانکا جائے گا۔"

چنانچہ سورۃ زمر ہی میں آگے ارشاد ہے:

حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۲﴾

ترجمہ :" اور جن لوگوں نے کفر اپنایا تھا انہیں جہنم کی طرف گروہوں کی شکل میں ہانکا جائے گا، یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اس کے دروزے کھولے جائیں گے اور اس کے محافظ ان سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے اپنے لوگوں میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تمہیں تمہارے رب کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہوں، اور تمہیں اس دن کا سامنا کرنے سے خبر دار کرتے ہوں؟ وہ کہیں گے کہ بیشک آئے تھے، لیکن عذاب کی بات کافروں پر سچی ہو کر رہی۔کہا جائے گا کہ جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لیے داخل ہو جاؤ کیونکہ بہت برا ٹھکانا ہے ان کا جو تکبر سے کام لیتے ہیں۔

اہل جنت کے بارے میں سورۃ زمر میں فرمایا:

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا

ترجمہ:" اور جنہوں نے اپنے پروردگار سے تقویٰ کا معاملہ رکھا تھا انہیں جنت کی طرف گروہوں کی شکل میں لے جایا جائے گا۔"

ایمان وتقویٰ کے مراتب اور درجے متفاوت یعنی کم اور زیادہ ہیں۔ہر درجہ اور مرتبہ کے مؤمنین کی جماعت الگ الگ ہوگی،اور ان سب جماعتوں کو اعزاز واکرام کے ساتھ جنت کی طرف روانہ کیا جائے گا،ان کے استقبال کے لئے جنت کے دروازے پہلے سے کھلے ہوں گے اور دروازوں پر پہنچتے ہی جنت کے محافظ ان کو سلامتی اور خوش عیش رہنے کی خوشخبری سنائیں گے،چنانچہ سورۃ زمر میں ارشاد ہے:

حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾

ترجمہ:"یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچیں گے جبکہ اس کے دروازے ان کے لیے پہلے سے کھولے جا چکے ہوں گے (تو وہ عجیب عالم ہوگا۔) اور اس کے محافظ ان سے کہیں گے کہ : سلام ہو آپ پر، خوب رہے آپ لوگ ! اب اس جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لیے آ جائیے۔"

جنت میں سب سے پہلے امت محمدیہ داخل ہوگی اور تعداد میں سب سے زیادہ ہوگی

مسلم شریف میں ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں آخر میں آئے اور قیامت کے روز دوسری مخلوق سے پہلے ہمارے فیصلے ہوں گے اور یہ بھی فرمایا کہ ہم (یہاں) آخر میں آئے (اور) قیامت کے روزِ اول ہوں گے اور سب سے پہلے جنت میں ہم داخل ہوں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ جنتیوں کی ۱۲۰ صفیں ہوں گی (یعنی میدان قیامت میں)جن میں اسی ۸۰ صفیں اس امت کی اور چالیس ۴۰ صفیں سب امتوں کی ملا کر ہوں گی۔(مشکوٰۃ المصابیح ،ص:۱۱۹ از مسلم)

مالدار حساب کی وجہ سے جنت میں جانے سے اٹکے رہیں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ تنگدست لوگ جنت میں مالداروں سے پانچ سو برس پہلے داخل ہوں گے،اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں نے جنت کے دروازے پر کھڑے ہو کر دیکھا تو اس میں جو داخل ہوچکے تھے،اکثر مسکین لوگ تھے۔اور مال والے (حساب دینے کے لئے) اٹکے ہوئے تھے۔مگر دوزخیوں کو دوزخ میں پہنچانے کا حکم ہوچکا تھا اور میں نے دوزخ کے دروازے پر کھڑے ہوکر دیکھاتو اس میں اکثر عورتیں تھیں۔

دوزخ میں اکثر عورتیں ہوں گی

دوزخ میں عورتوں کی تعداد بھی بہت بھاری ہوگی ،ان کے دوزخ میں جانے کا سبب حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ دنیا میں ریشم اور سونے کے پھیر میں رہ کر خداوند کریم سے غافل رہیں۔

عورتوں میں کپڑے اور زیور کی حرص جو ہوتی ہے، کپڑے اور زیور کے لئے شوہر کو حرام کمانے رشوت لینے قرض ادھار کرنے پر مجبور کرتی ہیں،اور دکھاوے کے لئے پہنتی ہیں،ایک محفل میں ایک جوڑا پہن کر گئی تھیں تو اب دوسری محفل میں اسی جوڑے کو پہن کر جانے کو عار سمجھتی ہیں،زیور پہن کر کہیں گرمی کے بہانے گلا کھول کر دکھاتی ہیں ،کہیں زیور کے ڈیزائنوں پر بحث چلا کر اپنے زیور کے انوکھا ہونے کی بڑائی ہانکتی ہیں۔دکھاوا بہت بڑا گناہ ہے۔ارشاد فرمایا نبی اکرم ﷺ نے جو بھی عورت دکھاوے کے لئے سونے کا زیور پہنے گی۔عذاب پائے گی۔جو زیور حرام کمائی کا ہے اس کا باعث عذاب ہونا ظاہر ہے، لیکن جو زیور حلال کمائی سے بنتا ہے،اس کی زکوٰۃ نہ عورتیں ادا کرتی ہیں،نہ ان کے شوہر ان کی طرف سے وکیل بن کر ادا کرتے ہیں،جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے گی وہ آخرت میں وبال اور عذاب بنے گا۔

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ عورتوں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) عورتیں دوزخ میں زیادہ جانے والی کیوں ہوں گی؟ارشاد فرمایا (اس لئے کہ)تم لعنت (وپھٹکار) بھیجنے کا مشغلہ بہت رکھتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔

دوزخ
کے حالات

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :

دوزخ کی گہرائی میں اگر ایک پتھر ڈالا جائے تو دوزخ کی تہہ میں پہنچنے سے پہلے ستر سال تک گرتا چلا جائے گا۔

دوزخ کو چار دیواریں گھیرے ہوئے ہیں، جن میں ہر دیوار کا عرض چالیس سال چلنے کی مسافت رکھتا ہے۔

دوزخ کے سات طبقے ہیں، اور یہ اوپر نیچے ہیں۔ ہر ایک کا الگ دروازہ ہے اور ہر طبقے کے مختلف عذاب ہیں۔

قرآن کریم کی سورۃ نساء کی آیت میں ہے کہ :

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ﴿۱۴۵﴾

ترجمہ: یقین جانو کہ منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔

دوزخ کے طبقوں کے نام اور ان میں رہنے والوں کے تعین کے لئے مندرجہ ذیل نام لئے ہیں۔

۱۔ جہنم: گناہ گار قوموں کے لئے

۲۔ لظیٰ: نصاریٰ کے لئے

۳۔ حطمہ: یہود کے لئے

۴۔ سعیر: صابئین کے لئے

۵۔ سقر: مجوسین یعنی آتش پرستوں کے لئے

۶۔ جحیم: مشرکین کے لئے

۷۔ ہاویہ: منافقین و فرعون اور اس کے لشکروں کے لئے۔

(صاوی علی الجلالین، ص:۲۵۴)

دوزخ کی آگ سیاہ رنگ کی ہوگئی ہے، دنیا کی آگوں سے دوزخ کی آگ ستر گنا زیادہ شدید ہے۔

دوزخ میں بڑی لمبی گردنوں والے سانپ اور خچروں کی طرح بچھو ہیں،ہر بار جب ان میں کوئی کسی دوزخی کو ڈسے گا تو وہ دوزخی چالیس سال تک اس کی سوزش محسوس کرتا رہے گا۔آگ کے عام عذاب کے علاوہ ان کے لئے یہ عذاب بڑھادیا جائے گا کہ ان کے اوپر یہ مسلط کئے جائیں گے۔دوزخ میں ۱۹ فرشتے مقرر ہیں،جس میں ہر ایک کی تمام جنات وانسان کے برابر قوت ہے۔ان میں سے ایک مالک ہے اور باقی خازن۔

دوزخ کا ایندھن گندھک کے پتھر ہیں،جو اللہ تعالیٰ نے قریب والے آسمان میں اس دن پیدا کئے تھے،جس دن آسمان وزمین پیدا فرمائے تھے۔

دوزخی آگ کے ستونوں میں بند کردئے جائیں گے،چاہے وہ صبر کریں یا نہ کریں، آگ ہی میں رہیں گے۔ ان کی بھوک اور پیاس بڑھادی جائے گی۔

دوزخیوں کے کھانے مندرجہ ذیل ہوں گے

۱۔ضریع: جھاڑ کانٹوں والا کھانا۔(سورۃ غاشیہ)

۲۔غسلین: زخموں کی دھون۔(سورۃ حاقہ)

۳۔زقوم: (سینڈھ) پگھلے ہوئے تانبے جیسے زقوم کا درخت ہے،جو پیٹوں میں گرم پانی کی طرح کھولے گا۔(سورۃ دخان)

۴۔طعام ذی غصہ(گلے میں اٹکنے والا کھانا)۔(سورۃ مزمل)

دوزخیوں کا پینا مندرجہ ذیل چیزوں سے ہوگا۔

۱۔غساق: اس کے متعلق اکابر امت کے مختلف اقوال ہیں:

دوزخیوں کی پیپ اور ان کا دھون مراد ہے۔

دوزخیوں کے آنسو مراد ہیں۔

زمہریر یعنی دوزخ کا ٹھنڈا والا عذاب مراد ہے۔

غساق سڑی ہوئی اور ٹھنڈی پیپ ہے،جو ٹھنڈک کی وجہ سے پی نہ جاسکے گی،مگر بھوک کی وجہ سے مجبوراً پینی پڑے گی۔

۲۔ماء کالمھل (کیٹ)۔ (سورۃ کہف)

وَاِنۡ یَّسۡتَغِیۡثُوۡا یُغَاثُوۡا بِمَآءٍ کَالۡمُہۡلِ یَشۡوِی الۡوُجُوۡہَ ؕ بِئۡسَ الشَّرَابُ ؕ وَسَآءَتۡ مُرۡتَفَقًا ﴿۲۹﴾

”اگر وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد کا جواب ایسے پانی سے دیا جائے گا جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہو گا، (اور) چہروں کو بھون کر رکھ دے گا۔ کیسا بدترین پانی، اور کیسی بری آرام گاہ!۔“

۳۔ماء صدید: پیپ کا پانی

سورۃ ابراہیم میں ارشاد ہے:

مِّنۡ وَّرَآئِہٖ جَہَنَّمُ وَ یُسۡقٰی مِنۡ مَّآءٍ صَدِیۡدٍ ﴿۱۶﴾ یَّتَجَرَّعُہٗ وَ لَا یَکَادُ یُسِیۡغُہٗ وَ یَاۡتِیۡہِ الۡمَوۡتُ مِنۡ کُلِّ مَکَانٍ وَّ مَا ہُوَ بِمَیِّتٍ ؕ وَ مِنۡ وَّرَآئِہٖ عَذَابٌ غَلِیۡظٌ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: پیچھے اس کے دوزخ ہے اور پلائیں گے اس کو پانی پیپ کا، گھونٹ گھونٹ پیتا ہے اس کو اور گلے سے نہیں اتار سکتا، اور چلی آتی ہے اُس پر موت ہر طرف سے اور وہ نہیں مرتا اور اُس کے پیچھے عذاب ہے سخت۔ (تفسیر عثمانی)

۴۔ حمیم: کھولتا ہوا پانی

سورۃ محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) میں ارشاد فرمایا کہ:

مَثَلُ الۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ وُعِدَ الۡمُتَّقُوۡنَ ؕ فِیۡہَاۤ اَنۡہٰرٌ مِّنۡ مَّآءٍ غَیۡرِ اٰسِنٍ ۚ وَ اَنۡہٰرٌ مِّنۡ لَّبَنٍ لَّمۡ یَتَغَیَّرۡ طَعۡمُہٗ ۚ وَ اَنۡہٰرٌ مِّنۡ خَمۡرٍ لَّذَّۃٍ لِّلشّٰرِبِیۡنَ ۚ وَ اَنۡہٰرٌ مِّنۡ عَسَلٍ مُّصَفًّی ؕ وَ لَہُمۡ فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ مَغۡفِرَۃٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ ؕ کَمَنۡ ہُوَ خَالِدٌ فِی النَّارِ وَ سُقُوۡا مَآءً حَمِیۡمًا فَقَطَّعَ اَمۡعَآءَہُمۡ ﴿۱۵﴾

ترجمہ: احوال اس بہشت کا جس کا وعدہ ہوا ہے ڈرنے والوں سے اُس میں نہریں ہیں پانی کی جو بُو نہیں کر گیا، اور نہریں ہیں دودھ کی جس کا مزہ نہیں پھرا، اور نہریں ہیں شراب کی جس میں مزہ ہے پینے والوں کے واسطے، اور نہریں ہیں شہد کی جھاگ اتارا ہوا، اور اُن کے لئے وہاں سب طرح کے میوے ہیں، اور معافی ہے اُن کے رب سے یہ برابر ہے اُس کے جو سوار رہے آگ میں اور پلایا جائے اُن کو کھولتا پانی تو کاٹ نکالے اُن کی آنتیں۔ (تفسیر عثمانی)

عذاب کے مختلف طریقے

دوزخ کی آگ اور اس کی سخت گرمی، سانپ، بچھو، کھانے پینے کی چیزیں اندھیرا یہ سب عذاب ہی ہو گا۔ قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے، ان طریقوں کے علاوہ اور بھی طریقوں سے عذاب دیا جائے گا، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) صَھر: گرم پانی سر پر ڈالا جائے گا

سورۃ حج میں ارشاد فرمایا ہے:

يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿۱۹﴾ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَ الْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾

ترجمہ: ڈالتے ہیں اُن کے سر پر جلتا پانی، گل کر نکل جاتا ہے اُس سے جو کچھ اُن کے پیٹ میں ہے۔ (تفسیر عثمانی)

(۲) مقامع: گرز:

سورۃ حج میں ارشاد فرمایا:

وَ لَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾

ترجمہ: اور کھال بھی اور ان کے واسطے ہتھوڑے ہیں لوہے کے، جب چاہیں کہ نکل پڑیں دوزخ سے گھٹنے کے مارے پھر ڈال دیئے جائیں اُس کے اندر اور چکھتے رہو جلنے کا عذاب۔ (تفسیر عثمانی)

رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ دوزخ کا لوہے والا ایک گرز زمین پر رکھ دیا جائے تو اگر اس کو تمام جنات اور انسان مل کر اٹھانا چاہیں تو نہیں اٹھا سکتے۔

(۳) کھال پلٹ دی جائے گی۔

سورۃ نساء کی آیت نمبر ۵۶ میں ارشاد فرمایا:

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ

ترجمہ: جس وقت جل جائے گی کھال ان کی تو ہم بدل دیویں گے ان کو اور کھال تاکہ چکھتے رہیں عذاب۔ (تفسیر عثمانی)

(۴) صعود: آگ کا پہاڑ

سورۃ مدثر میں فرمایا

سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾

ترجمہ : اب اُس سے چڑھواؤنگا بڑی چڑھائی۔(تفسیر عثمانی)

رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ صعود آگ کا ایک پہاڑ ہے، جس پر دوزخی ستر سال تک چڑھایا جائے گا، پھر ستر سال تک اوپر سے نیچے گرایا جائے گا۔یعنی ستر سال تک گرتے گرتے نیچے پہنچے گا۔اور ہمیشہ اس کے ساتھ ایسا ہوتا رہے گا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ص:۵۰۳ از ترمذی)

(۵) سلسلۃ (بہت لمبی زنجیر)

سورۃ الحاقہ میں ارشاد فرمایا:

خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: اُس کو پکڑو پھر طوق ڈالو پھر آگ کے ڈھیر میں اُس کو ڈالو پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے اُس کو جکڑ دو۔(تفسیر عثمانی)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ زنجیریں اس کے جسم میں پرو دی جائیں گی، پھر اسے آگ میں بھونا جائے گا۔(تفسیر ابن کثیر، ص:۴۱۶، ج:۲)

(۶) طوق

سورۃ دہر (ع:۱) میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے۔

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا وَ اَغْلٰلًا وَّ سَعِيْرًا

ترجمہ: ہم نے تیار کرر کھی ہیں منکروں کے واسطے زنجیریں اور طوق اور آگ دہکتی۔(تفسیر عثمانی)

جس کھولتے ہوئے پانی میں دوزخی ڈالے جائیں گے،اس کے متعلق حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ گناہ گار کے بال پکڑ کر اس پانی میں غوطہ دیا جائے گا،تو اس کا تمام گوشت گل کر گر جائے گا اور ہڈیوں کے ڈانچے کے سوا کچھ نہ بچے گا۔

(۷) گندھک کے کپڑے

سورۃ ابراہیم میں ارشاد ہے کہ:

سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّ تَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾

ترجمہ: کُرتے ان ہیں گندھک کے اور ڈھانکے لیتی ہے ان کے منہ کو آگ۔(تفسیر عثمانی)

مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میت پر چیخ وپکار کر کے رونے والی عورت اگر موت سے پہلے توبہ نہ کرے گی تو قیامت کے دن اس حال میں کھڑی کی جائے گی کہ اس کا ایک کرتا قطران (گندھک) یا پگھلے ہوئے تانبے کا ہو گا اور کھجلی کا ہو گا، یعنی اس کے جسم پر خارش پیدا کر دی جائے گی،اور اوپر سے قطران لپیٹ دیا جائے گا۔

بے عمل واعظوں کی سزا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس رات مجھ کو معراج کرائی گئی، میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے، میں نے دریافت کیا کہ اے جبرائیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ کی امت کے وہ واعظ ہیں جو لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں اور اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا پھر اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ اس کی انتڑیاں آگ میں جلدی سے نکل پڑیں گی، پھر اس میں اپنی انتڑیوں کو روندتا ہوا اس طرح گھومے گا جس طرح گدھا چکی کو لے کر گھومتا ہے، اس کا حال دیکھ کر دوزخی اس کے پاس جمع ہوجائیں گے ،اور اس سے کہیں گے کہ اے فلاں! تجھے کیا ہوا؟ کیا تو ہم کو بھلائی کا حکم نہ کرتا تھا۔ اور برائی سے نہ روکتا تھا؟ وہ کہے گا کہ ہاں میں تم کو بھلائی کا حکم دیتا تھا، مگر خود نہ کرتا تھا اور تم کو برائی سے روکتا تھا مگر اس کو خود کرتا تھا۔

سونے چاندی کے برتن استعمال کرنے والوں کی سزا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہ جس نے سونے یا چاندی کے برتن میں یا کسی ایسے برتن میں کچھ کھایا پیا جس میں سونے یا چاندی کا حصہ ہو وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھرتا ہے۔

فوٹوگرافر کی سزا

رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ سخت عذاب والے تصویر بنانے والے ہیں۔اور ارشاد فرمایا کہ ہر تصویر بنانے والا دوزخ میں ہو گا۔ اس کی بنائی ہوئی ہر تصویر کے بدلے ایک جان بنا دی جائے گی،جو اس کو دوزخ میں عذاب دے گی۔

اس روایت کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اگر تجھے تصویر بنانی ہی ہو تو درخت اور بے روح چیز کی تصویر بنالے۔

خودکشی کرنے والے کی سزا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے پہاڑ سے گر کر خودکشی کرلی تو وہ دوزخ کی آگ میں ہوگا۔اس میں ہمیشہ ہمیشہ چڑھتا اور گرتا رہے گا۔اور جس نے زہر پی کر خودکشی کرلی تو اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا جس کو دوزخ کی آگ میں ہمیشہ پیتا رہے گا اور جس نے کسی لوہے کی چیز سے خودکشی کرلی تو وہ لوہے کی چیز اس کے ہاتھ میں ہوگی،جس کو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا۔(مشکوٰۃ المصابیح/۲۹۹، از بخاری و مسلم)

ان کے بارے میں کتاب میں معلومات دی ہوئی ہیں،اگر وہ صاحب ایمان ہے تو وہ اپنی سزا بھگتنے کے بعد جنت میں جائے گا،مگر نہ معلوم کتنے سال جہنم میں رہنا پڑے۔

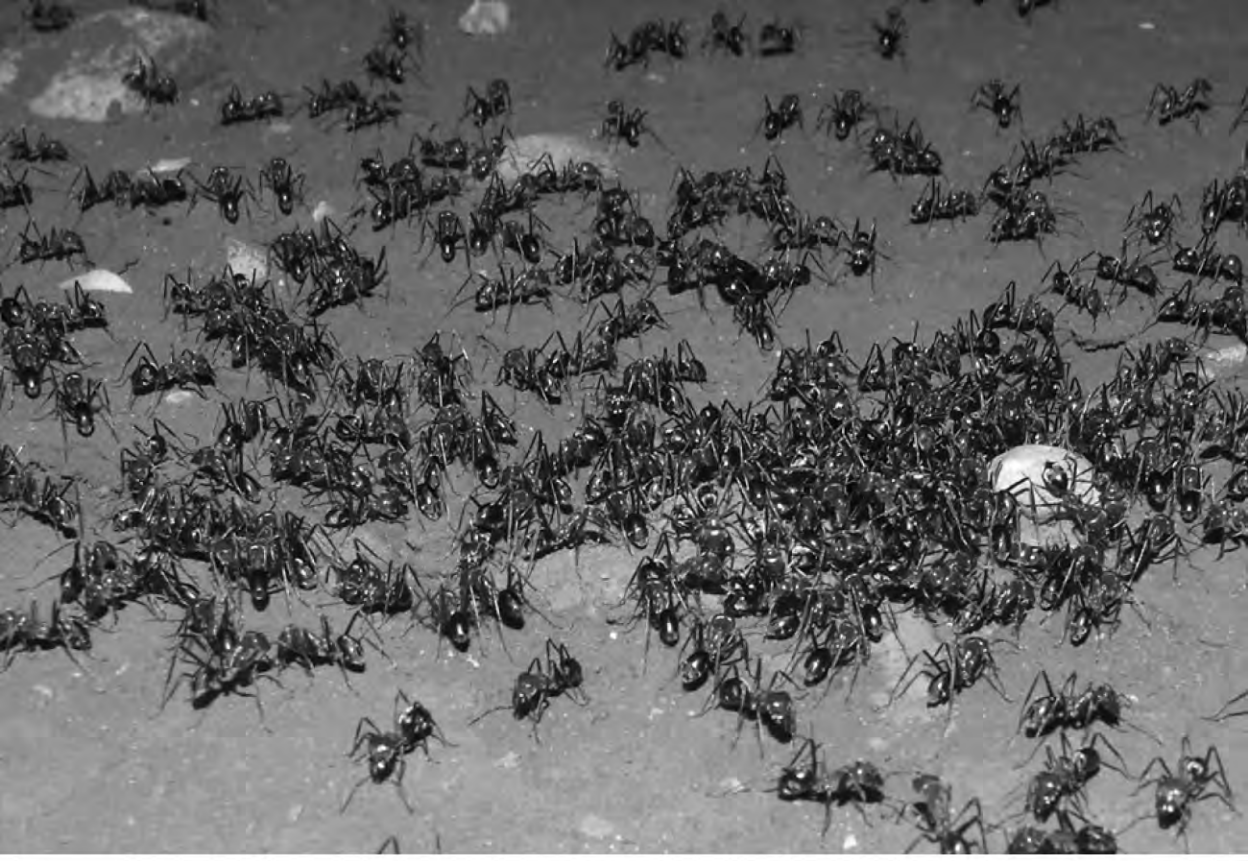

مغرور کی سزا

رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تکبر کرنے والے چیونٹیوں کے برابر جسموں میں اٹھائے جائیں گے ،جن کی صورتیں انسانوں کی ہوں گی،ان کو ہر طرف سے ذلت گھیرے گی،(پھر فرمایا)وہ دوزخ کے جیل خانے کی طرف ہنکائے جائیں گے،اس جیل خانہ کا نام بولس ہے ان پر آگوں کو جلانے والی آگ چڑھی ہوگی،اور ان کو طینۃ الخبال یعنی دوزخیوں کے جسموں کا نچوڑ پلایا جائے گا۔(مشکوٰۃ المصابیح/۴۳۳، از ترمذی)

ترمذی شریف میں ہے کہ ایک روایت میں ہے کہ بے شک جہنم میں ایک وادی ہے،جس کو ہیبت کہا جاتا ہے اس میں ہر جبار (سرکش)رہے گا۔

(ترغیب الترہیب /۵۷۱، از ابویعلی۔وطبرانی و حاکم)

ریاکار عابدوں کی سزا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب الحزن (غم کے کنویں) سے پناہ مانگو! صحابہؓ نے عرض کیا کہ جب الحزن کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ دوزخ میں ایک گڑھا ہے جس سے روزانہ خود دوزخ چار سو مرتبہ پناہ چاہتا ہے۔ عرض کیا گیا اس میں کون جائے گا؟ فرمایا کہ اپنے اعمال کا دکھلاوا کرنے والے عابد جائیں گے۔ (ترغیب الترہیب /۶۸، از ترمذی)

ابن ماجہ کی روایت یہ بھی ہے کہ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ بے شک اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض عبادت گزاروں میں وہ بھی ہیں جو (ظالم) امراء کے پاس جاتے ہیں، یعنی خوشامد اور چاپلوسی کے لئے ان کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔

علم چھپانے والے کی سزا

رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جس سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے جانتے ہوئے (نہ بتائی بلکہ اس کو چھپالیا تو اس کے منہ میں آگ کی لگام لگائی جائے گی۔)

شراب یا نشہ والی چیز پینے والے کی سزا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب عز وجل نے قسم کھائی ہے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے، میرے بندوں میں سے جو بھی بندہ شراب کا گھونٹ پئے گا تو اس کو اتنی ہی پیپ پلاؤں گا۔اور جو بندہ میرے ڈر سے شراب چھوڑ دے گا اس کو مقدس حوضوں سے پلاؤں گا۔

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خدا نے اپنے ذمہ یہ عہد کرلیا ہے کہ جو کوئی نشہ دار چیز پئے گا۔قیامت کے دن ضرور اس کو طینۃ الخبال میں سے پلائے گا۔صحابہ نے عرض کیا ”طینۃ الخبال“ کیا ہے؟ارشاد فرمایا:دوزخیوں کا پسینہ،فرمایا دوزخیوں کے جسموں کا نچوڑ۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کی عادت شراب پینے کی تھی،اور وہ اسی حال میں مرگیا تو اللہ جل شانہ اس کو ”نہر الغوطہ“ سے پلائیں گے۔عرض کیا یہ ”نہر الغوطہ“ کیا ہے؟ارشاد فرمایا ایک

نہر ہے جو زناکار عورتوں کی شرمگاہوں سے جاری ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ کی پشت پر پل صراط قائم کیا جائے گا۔ اور میں نبیوں میں سب سے پہلے اپنی امت کو لے کر اس پر سے گزروں گا اور اس دن صرف رسول ہی بولیں گے۔اور ان کا کلام صرف یہ ہوگا۔اللھم سلم سلم(اے الہ سلامت رکھ سلامت رکھ) پھر فرمایا کہ جہنم میں سعدان کے کانٹوں کی طرح مڑی ہوئی کیلیں ہیں،جن کی بڑائی اللہ ہی کو معلوم ہے۔وہ کیلیں پل صراط پر چلنے والوں کو بد اعمالیوں کی وجہ سے گھسیٹ کر دوزخ میں گرانے کی کوشش کریں گی،جس کے نتیجہ میں بعض ہلاک ہو کر (دوزخ میں) گر جائیں گے، اور کبھی نہ نکل سکیں گے، یہ کافر ہوں گے اور بعض کٹ کٹا کر دوزخ میں گر جائیں گے۔اور پھر نجات پاجائیں گے۔(یہ فاسق ہوں گے)دوسری روایت میں ہے کہ بعض مؤمن پلک جھپکنے میں گزر جائیں گے،اور بعض بجلی کی طرح گزر جائیں گے،اور بعض ہوا کی طرح اور بعض پرندوں کی طرح اور بعض تیز گھوڑوں اور اونٹوں کی طرح اور بعض تیزی کے ساتھ دوڑنے کی طرح اور بعض پیدل چلنے کی طرح اور بعض (بچہ کی طرح) گھسٹتے ہوئے گزرجائیں گے ان رفتاروں میں بعض سلامتی کے ساتھ نجات پاجائیں گے اور بعض (کیلوں سے) چھل چھلا کر چھوٹ جائیں گے اور بعض دوزخ میں اوندھے منہ دکھیل دیئے جائیں گے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جہنم اپنی پشت پر تمام لوگوں کو جمالے گا۔جب سب نیک وبد جمع ہوجائیں گے تو اللہ جل شانہ کا ارشاد ہوگا کہ تو اپنوں کو پکڑ کر جنتیوں کو چھوڑ دے۔چنانچہ جہنم بروں کا نوالہ کرجائے گا۔جن کو وہ اس طرح پہچانتا ہوگا کہ جیسے تم اپنی اولاد کو پہچانتے ہو،بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

حاصل یہ ہے کہ جنت والے پار ہو کر جنت میں پہنچ جائیں گے جن کے لئے جنت کے دروازے پہلے سے کھلے ہوئے ہوں گے اور دوزخی دوزخ میں جھونک دیئے جائیں گے،جس کو اللہ جل شانہ نے یوں بیان فرمایا ہے:

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ﴿۷۲﴾

ترجمہ: پھر بچائیں گے ہم اُن کو جو ڈرتے رہے اور چھوڑ دیں گے گناہ گاروں کو اُس میں اوندھے گرے ہوئے۔(تفسیر عثمانی)

کیفیت داخلہ

قرآن شریف کی آیات میں دوزخیوں کے داخلہ کی کیفیت کئی جگہ بیان کی گئی ہے۔جن میں یہ بھی ہے کہ دوزخی پیاس کی حالت میں جہنم رسید کئے جائیں گے،اور دوزخ میں جانے سے پہلے دروازے پر کھڑا کر کے ان سے فرشتے سوال جواب بھی کریں گے،ذیل کی آیات سے یہ مضامین خوب واضح طور پر سمجھ میں آجاتے ہیں۔

سورۃ صافات میں ارشاد فرمایا:

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾

ترجمہ:”(فرشتوں سے کہا جائے گا کہ) گھیر لاؤ ان سب کو جنہوں نے ظلم کیا تھا، اور ان کے ساتھیوں کو بھی اور ان کو بھی جن کی یہ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے، پھر انہیں دوزخ کا راستہ دکھاؤ۔ اور ذرا انہیں ٹھہراؤ، ان سے کچھ پوچھا جائے گا۔ کیوں جی؟ تمہیں کیا ہوا کہ تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کر رہے ؟ اس کے بجائے یہ تو آج سر جھکائے کھڑے رہیں گے۔

دوزخ سے بچنے کی دعائیں

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ جس طرح صحابہ کو قرآن کی سورت سکھاتے تھے، اس طرح یہ دعا سکھاتے تھے۔

اللھم إني أعوذبك من عذاب جهنم وأعوذبك من عذاب القبر وأعوذبك من فتنة المسيح الدجال وأعوذبك من فتنة المحيا والممات.

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

ربنا اتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار.

(۳) حضرت رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی "مسلم" کو بتلایا تھا کہ مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر کسی سے بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ اللھم اجرنی من النار کہا کرو، اگر اس کو کہہ لو گے تو اور اسی رات میں مر جاؤ گے تو دوزخ سے تمہاری خلاصی کر دی جائے گی، اور جب صبح کی نماز پڑھ چکو اور اس کو اسی طرح سات مرتبہ کسی سے بولنے سے پہلے کہہ لو گے اور اسی دن مر جاؤ گے تو دوزخ سے تمہاری خلاصی ضرور کر دی جائے گی۔

(۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تین مرتبہ خدا سے جنت کا سوال کرے تو جنت اس کے لئے خدا سے دعا کرتی ہے کہ "اللھم ادخلہ الجنۃ" (اے اللہ! اس کو جنت میں داخل کر دے) اور جو شخص تین مرتبہ دوزخ سے پناہ چاہے تو دوزخ اس کے لئے خدا سے دعا کرتا ہے کہ اللھم اجرنا من النار (اے اللہ اس کو دوزخ سے بچا۔)

جنت
کی نعمتیں

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی اور اس کو جس مصالحہ سے جوڑا گیا ہے وہ تیز خوشبو دار مشک ہے،جو شخص جنت میں داخل ہو گا۔

(۱) وہ ہمیشہ جوان اور زندہ رہے گا،اہل جنت کو جنت میں قیام کرنے کے لئے نہایت اعزاز واکرام کے ساتھ داخل کیا جائے گا۔جنت میں داخلہ کے لئے آٹھ دروازے ہوں گے۔ہر دروازے کے کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت کا فاصلہ ہو گا۔

(۲) جنت کے سو درجے ہیں۔ہر جنتی اپنے اعمال کے لحاظ سے اس جنت میں جائے گا، جس کا وہ حق دار ہو گا۔سورہ واقعہ میں دو قسم کے جنتیوں کی قسمیں دی ہوئی ہیں۔

(۳) ہر جنتی تقریباً چالیس گز لمبا ہو گا اور اسی لحاظ سے جسم کی بقیہ حصے کی ساخت ہو گی،۔سر کے علاوہ ان کے جسم پر کوئی بال نہ ہوں گے۔ان کی تقریبا عمر تیس سال کی ہو گی، اور ہمیشہ یہ ہی عمر رہے گی۔جنت میں پیشاب یا پاخانہ کرنے کی ضرورت نہ ہو گی۔بلکہ خوشبو دار پسینے اور ڈکار آنے کی وجہ سے کھایا پیا ہضم ہو جایا کرے گا۔سب جنتی بہت خوبصورت ہوں گے ان کی صورتیں چاند کی طرح چمکتی اور روشن ستارہ کی طرح سے منور ہوں گی،ہمیشہ تندرست رہیں گے۔

(۴) سورہ رحمان میں جنت کے باغوں،گھروں کے سامان،پھلوں،میوے اور حوروں کا ذکر ہے۔جو جنتیوں کو ملیں گی۔اس کے ساتھ چشموں کا بھی ذکر ہے جو باغوں کے ساتھ اور گھروں کے ساتھ ہوں گے۔

(۵) جنت کے پھل جنتی کی خواہش کے مطابق قریب آجائیں گے۔اور جس پرندے جانور کا گوشت کھانے کی خواہش کریں گے،وہ پک کر سامنے آجائے گا۔

(۶) سورہ محمد میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾

ترجمہ: ”متقی لوگوں سے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے، اس کا حال یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو خراب ہونے والا نہیں، ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا ذائقہ نہیں بدلے گا، ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے سراپا لذت ہوگی، اور ایسے شہد کی نہریں ہیں جو نتھرا ہوا ہوگا، اور ان جنتیوں کے لیے وہاں ہر قسم کے پھل ہوں گے، اور ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت! کیا یہ لوگ ان جیسے ہوسکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، اور انہیں گرم پانی پلایا جائے گا، چنانچہ وہ ان کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گا؟“

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں سو درجے ہیں، ہر دو درجہ کے درمیان اتنا فاصلہ ہے، جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے اور فردوس سب سے اعلیٰ ہے۔ اسی سے جنت کی چاروں نہریں نکلتی ہیں اور اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہوگا، لہٰذا تم اللہ سے جنت کا سوال کرو تو جنت الفردوس مانگو۔

۷۔ اہل جنت کے برتن

سورۃ زخرف میں فرمایا:

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۱﴾

ترجمہ :" ان کے آگے سونے کے پیالے اور گلاس گردش میں لائے جائیں گے۔ اور اس جنت میں ہر وہ چیز ہوگی جس کی دلوں کو خواہش ہوگی اور جس سے آنکھوں کو لذت حاصل ہوگی۔ (ان سے کہا جائے گا کہ) اس جنت میں تم ہمیشہ رہو گے۔"

سورۃ دہر میں فرمایا:

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ﴿۱۵﴾ قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ﴿۱۶﴾

ترجمہ :" اور ان کے سامنے چاندی کے برتن اور وہ پیالے گردش میں لائے جائیں گے جو شیشے کے ہوں گے۔ شیشے بھی چاندی کے جنہیں بھرنے والوں نے توازن کے ساتھ بھرا ہوگا۔

۸۔ اہل جنت کی سواریاں

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تجھ کو جنت میں داخل کیا گیا تو تجھ کو یاقوت کا گھوڑا دیا جائے گا، جس کے دو بازو ہوں گے پھر تجھ کو اس پر سوار کیا جائے گا اور جہاں تجھ کو جانا ہوگا، یہ گھوڑا تجھ کو اڑا کر وہاں لے جائے گا۔

نوٹ: اس دنیا کے جہاز مچھلی کی شکل کے ہوتے ہیں، مگر جنت کے جہاز گھوڑے کی شکل کے ہوں گے جو آپ کسی سے ملنے جہاں کہیں بھی جانا ہوگا لے جائیں گے، اور ملاقات کرنے کے بعد آپ اسی میں اپنی جنت کے حصہ میں واپس آجائیں گے۔

۹- اہل جنت کی آپس میں محبت

سورۃ حجر کی آیت نمبر ۴۷ میں فرمایا ہے

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿ط﴾

ترجمہ: اور ان کے دلوں میں جو دنیاوی کینہ تھا تو جنت میں داخلے سے پہلے ہی نکال کر الگ کر دیا جائے گا، سب بھائیوں کی طرح رہیں گے، تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مومن بندے (پل صراط سے پار ہو کر) دزخ سے نجات پائیں گے تو جنت دوزخ کے درمیان ایک پل پر ان کو روک دیا جائے گا اور آپس میں جو ایک دوسرے کے اوپر جو مظالم کئے تھے دنیا میں ان کا قصاص بدلہ دلادیا جائے گا۔یہاں تک کہ جب ظلم وزیادتی سے بالکل پاک وصاف ہوجائیں گے تو ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دی جائے گی اور دل سب کی طرف سے صاف ہوں گے۔

۱۰- جنتیوں کا لباس اور زیور

سورۃ کہف میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ
مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى
الْاَرَآئِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾

ترجمہ: "البتہ جو لوگ ایمان لائے، اور انہوں نے نیک عمل کیے، تو یقیناً ہم ایسے لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے جو اچھی طرح عمل کریں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے ہمیشہ رہنے والے باغات ہیں، ان کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، ان کو وہاں سونے کے کنگنوں سے مزین کیا جائے گا، وہ اونچی مسندوں پر تکیہ لگائے ہوئے باریک اور دبیز ریشم کے سبز کپڑے پہنے ہوں گے۔ کتنا بہترین اجر اور کیسی حسین آرام گاہ۔"

اس آیت شریفہ میں اولاً تو جنتی بندوں کے کنگنوں کا ذکر فرمایا کہ ان کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے، سورۃ دہر میں فرمایا **وحلوا اساور من فضة** (یعنی ان کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے) دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ جنتیوں کے کنگن سونے کے بھی ہوں گے اور چاندی کے بھی، ثانیاً جنتیوں کے لباس کا ذکر فرمایا کہ سندس اور استبرق کے سبز کپڑے پہنیں گے۔ سندس باریک ریشم کو اور استبرق موٹے ریشم کو کہا جاتا ہے۔ یعنی دونوں طرح کے ریشم کے کپڑے ہوں گے، حسب خواہش باریک اور موٹے کپڑے پیش کر دیئے جائیں گے۔ جس کپڑے کو جی چاہے گا زیب تن کریں گے، مفسر بیضاوی لکھتے ہیں کہ جمع **بین النوعین للدلالة علی ان فیھا ما تشتھی الانفس وتلذ الاعین**

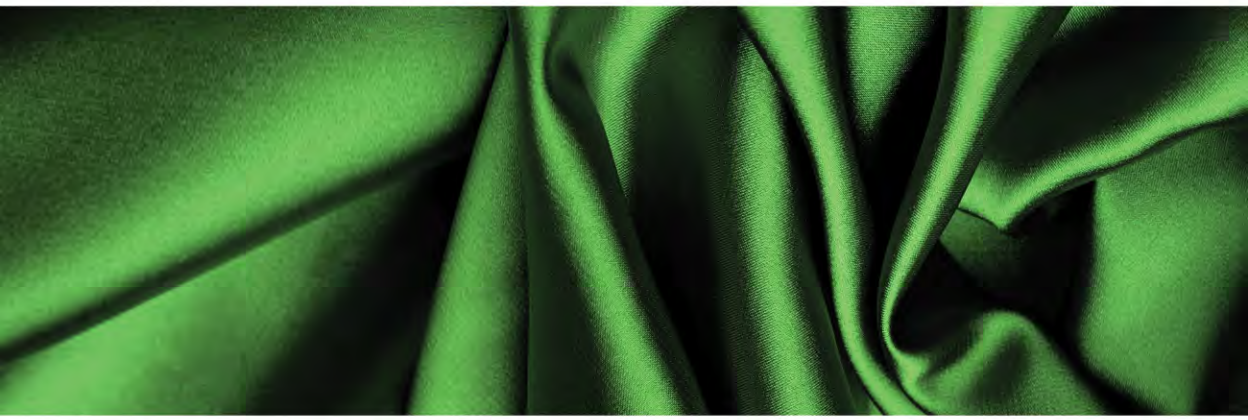

(یعنی دونوں قسم کے کپڑے کا ذکر فرمایا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہاں نفس کی خواہش اور آنکھوں کی لذت کے مطابق سب کچھ ہو گا) اور یہ جو فرمایا کہ سبز رنگ کے کپڑے ہوں گے۔ اس کے متعلق مفسر بیضاوی لکھتے ہیں: **لان الخضرة احسن الالوان واکثرھا طراوة** (یعنی سبز رنگ اس لئے منتخب کیا گیا کہ وہ سب رنگوں میں بہتر ہے اور اس میں نسبت دوسرے رنگوں کے تازگی زیادہ معلوم ہوتی ہے) اور یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ دوسرے رنگوں کی نفی نہیں کی گئی ہے۔ ایک رنگ کا ذکر ہے باقی رنگ کے ذکر سے خاموشی ہے۔ اگر بندوں کی خواہش ہو گی تو اللہ تعالیٰ دوسرے رنگوں کے کپڑے بھی عنایت فرمائیں گے۔

سورۃ حج میں فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۲۳﴾

ترجمہ :"(دوسری طرف) جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک کام کیے ہیں، اللہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، جہاں انہیں سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے سجایا جائے گا، اور جہاں ان کا لباس ریشم ہو گا۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اہل جنت سونے کے کنگنوں کے علاوہ موتیوں کا زیور بھی پہنیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن کا زیور وہاں تک پہنچے گا۔جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے۔معلوم ہوا ہاتھوں کا زیور صرف پہنچے ہی پر نہ ہو گا۔بلکہ جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے وہاں تک ہو گا۔

لباس اہل جنت خود پہنیں گے،کیونکہ وہ اپنے ہی ہاتھ سے پہننا ٹھیک معلوم ہوتا ہے، خصوصاً وہ لباس جو ستر عورت کے لئے ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں جو شخص داخل ہو گا(ہمیشہ)نعمتوں میں رہے گا۔اور کبھی محتاج نہ ہو گا۔نہ اس کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے اور نہ جوانی فنا ہو گی۔

کپڑے نہ بوسیدہ ہوں گے نہ میلے ہوں گے،ہاں جب بدلنے کو جی چاہے گا تو بدل لیں گے۔لیکن یہ بدلنا پھٹنے یا میلا ہونے کی وجہ سے نہ ہو گا۔

۱۱- اہل جنت کے تاج

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اہل جنت کے سروں پر تاج کے ادنیٰ موتی (کی چمک) اس قدر ہو گی کہ وہ مشرق و مغرب کے درمیان (کے خلا کو)روشن کر سکتا ہے۔یعنی ان تاجوں میں سے اگر ادنیٰ موتی اس دنیا میں آجائے تو پورب سے پچھم تک پوری فضا کو روشن کر دے۔

۱۲- اہل جنت کے بچھونے

سورہ رحمٰن میں فرمایا:

مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾

ترجمہ:" وہ (جنتی لوگ) ایسے فرشوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے، اور دونوں باغوں کے پھل جھکے پڑ رہے ہوں گے۔ اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

استبرق موٹے ریشم کو کہتے ہیں۔اس کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ : اخبرتم بالبطائن فکیف بالظهائر (یعنی یہ تو تم کو بستروں کے استر یعنی نیچے کے کپڑے کے متعلق خبر دی گئی ہے کہ استبرق کا ہو گا۔پس اس پر قیاس کرلو کہ ان کے ابرے یعنی اوپر کے کپڑے کیسے نفیس اور اعلیٰ ہوں گے۔

پھر سورہ رحمٰن کے آخر میں فرمایا:

مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿۷۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۷﴾
تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِى الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۷۸﴾

ترجمہ:" وہ (جنتی) سبز رفرف اور عجیب و غریب قسم کے خوبصورت فرش پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے۔ اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ بڑا بابرکت نام ہے تمہارے پروردگار کا جو عظمت والا بھی ہے، کرم والا بھی۔"

اوپر کی آیت میں بلند درجات والے جنتیوں کے بستروں کا ذکر تھا،اس لئے وہاں فرمایا کہ ان کے بستروں کے استر استبرق کے ہوں گے ،اور اوپر کے ابروں کا ذکر چھوڑ دیا تاکہ استر پر قیاس کر کے سمجھ لیں،یہاں کم درجے کے بستروں کا ذکر ہے،استر کا ذکر نہیں ہے۔اوپر ہی کے کپڑے کو بتادیا ہے۔

سورۃ غاشیہ میں فرمایا:

فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ﴿۱۵﴾ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ﴿۱۶﴾

ترجمہ: "اس میں اونچی اونچی نشستیں ہوں گی۔ اور سامنے رکھے ہوئے پیالے۔ اور قطار میں لگائے ہوئے گداز تکیے۔ اور بچھے ہوئے قالین۔"

سورۃ واقعہ میں ارشاد ہے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۶﴾

ترجمہ: "اور جو سبقت لے جانے والے ہیں، وہ تو ہیں ہی سبقت لے جانے والے، وہی ہیں جو اللہ کے خاص مقرب بندے ہیں۔ وہ نعمتوں کے باغات میں ہوں گے۔ شروع کے لوگوں میں سے بہت سے۔ اور بعد کے لوگوں میں سے تھوڑے۔ سونے کے تاروں سے بنی ہوئی اونچی نشستوں پر۔ ایک دوسرے کے سامنے ان پر تکیہ لگائے ہوئے۔"

سورہ طور میں متکئین علی سرر مصفوفہ فرمایا ہے، یعنی صفوں کے طریقہ پر برابر برابر بچھے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے ہوں گے، اور صفیں آمنے سامنے ہوں گی، جیسا کہ متقابلین سے ظاہر ہے، عربی میں سریر بمعنی تخت ہے اور سرر اس کی جمع ہے موضونۃ بمعنی منسوجۃ ہے یعنی وہ تخت بنے ہوئے ہوں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ان کی بناوٹ سونے کے تاروں سے ہوگی۔ (جیسے دنیا میں کرسیاں بانس وغیرہ کی کھینچیوں سے یا چارپائیاں بانوں سے بنی ہوئی ہوتی ہیں) مفسر سدی نے فرمایا کہ مرمولۃ بالذھب والؤلوء (یعنی وہ تخت سونے اور موتیوں سے بنے ہوئے ہوں گے۔)

سورۃ یٰسین میں ارشاد ہے:

اِنَّ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ الۡيَوۡمَ فِىۡ شُغُلٍ فٰكِهُوۡنَ ﴿۵۵﴾ هُمۡ وَاَزۡوَاجُهُمۡ فِىۡ ظِلٰلٍ عَلَى الۡاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوۡنَ ﴿۵۶﴾

ترجمہ: ”جنت والے لوگ اس دن یقیناً اپنے مشغلے میں مگن ہوں گے۔ اور وہ ان کی بیویاں گھنے سایوں میں آرام دہ نشستوں پر ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے۔“

۱۳- ولدان اور غلمان

اہل جنت کی خدمت کے لئے غلمان اور ولدان ہوں گے،ان کا تذکرہ بھی قرآن شریف میں وارد ہوا ہے۔

سورۃ طور میں ارشاد ہے:

وَيَطُوۡفُ عَلَيۡهِمۡ غِلۡمَانٌ لَّهُمۡ كَاَنَّهُمۡ لُؤۡلُؤٌ مَّكۡنُوۡنٌ ﴿۲۴﴾

ترجمہ: ”اور ان کے اردگرد نوجوان پھر رہے ہوں گے جو انہی (کی خدمت) کے لیے مخصوص ہوں گے، ایسے (خوبصورت) جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔“

سورۃ دہر میں ارشاد ہے

وَيَطُوۡفُ عَلَيۡهِمۡ وِلۡدَانٌ مُّخَلَّدُوۡنَ اِذَا رَاَيۡتَهُمۡ حَسِبۡتَهُمۡ لُؤۡلُؤًا مَّنۡثُوۡرًا ﴿۱۹﴾

ترجمہ: ”ان کے سامنے (خدمت کے لیے) ایسے لڑکے گردش میں ہوں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔جب تم انہیں دیکھو گے تو یہ محسوس کرو گے کہ وہ موتی ہیں جو بکھیر دیے گئے ہیں۔“

ولدان: ولد کی جمع ہے اور غلمان غلام کی جمع ہے،دونوں تقریباً ہم معنی ہیں،اہل جنت کی زوجیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے حور عین پیدا فرمائی ہیں،جو ہیں تو مؤنث مگر ان کی پیدائش انسانوں کی پیدائش کی طرح نہیں ہے،بلکہ اللہ نے محض اپنی قدرت سے پیدا فرمایا ہے۔اسی طرح اہل جنت کی خدمت کے لئے غلمان ولدان یعنی ایسے لڑکے پیدا فرمائے ہیں(یا داخلہ جنت سے قبل پیدا فرمائیں گے)جو ہمیشہ نو عمر رہیں گے،یہ بھی بالکل نئی مخلوق ہے،جن کا تولد انسانوں کی طرح نہیں ہوا،بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے پیدا فرمادیا ہے،قرآن شریف میں ان لڑکوں کی صفت مخلدون بیان فرمائی ہے۔

جنت میں پاکیزہ بیویاں

سورہ آل عمران میں فرمایا:

قُلْ أَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّن ذَٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ﴿١٥﴾

ترجمہ :"کہہ دو کیا میں تمہیں وہ چیزیں بتاؤں جو ان سب سے کہیں بہتر ہیں؟ جو لوگ تقوی اختیار کرتے ہیں ان کے لیے ان کے رب کے پاس وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور پاکیزہ بیویاں ہیں، اور اللہ کی طرف سے خوشنودی ہے۔ اور تمام بندوں کو اللہ اچھی طرح دیکھ رہا ہے۔"

"پاکیزہ بیویاں" یعنی ظاہری میل کچیل اور باطنی خباثت(مکر وفریب)سے اور ہر تکلیف دینے والی عادت اور بات سے اور حیض ونفاس وغیرہ سے بالکل پاک ہوں گی۔

حضرت مجاہد (تابعیؒ)نے ازواج مطہرہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ حیض سے اور پاخانہ پیشاب سے اور بلغم وتھوک سے اور منی اور بچہ جننے سے پاک ہوں گی،(جب جننا نہ ہوگا تو اس کے بعد خون ونفاس بھی نہ آئے گا)حضرت قتادہ نے فرمایا کہ مطھرۃ من الاذی والمآثم (یعنی وہ تکلیف دینے والی ہر چیز سے اور نافرمانی کرنے سے پاک ہوں گی۔)

خلاصہ یہ ہے کہ جنت کی بیویاں ظاہری اور باطنی عیوب سے پاک ہوں گی،ان کو نہ تھوک آئے گا نہ پاخانہ کی حاجت ہوگی،نہ پیشاب کی،نہ منی نکلے گی نہ حیض آئے گا نہ نفاس آئے گا نہ بدن اور کپڑا پر میل ہوگا،اس ظاہری ستھرے پن اور پاکیزگی کے ساتھ ان کے عادات واخلاق بھی نہایت ہی اچھے ہوں گے،دل وجان سے شوہروں پر نثار ہوں گی،ان میں نا فرمانی کا نام نہیں ،زبان درازی کا کام نہیں،مکر وفریب ،دغا اور بے وفائی سے خالی ہوں گی،دنیاوی عورتیں جن کا ایمان پر خاتمہ ہوگا،مؤمنین کی بیویاں ہوں گی،اور ان کے علاوہ حورعین میں سے بیویاں دی جائیں گی،دونوں قسم کی بیویاں حسن وجمال اور فریفتگی اور ظاہری وباطنی عمدگی اور اخلاق فاضلہ اور محبت ومودت میں اور صفائی ستھرائی میں (جس کا بیان ابھی ہوا)نہایت ہی اعلیٰ ہوں گی۔

۱۴- جنتی بیویوں کا حسن وجمال اور دیگر احوال

سورۃ واقعہ میں فرمایا:

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿۳۶﴾ عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۳۸﴾

ترجمہ:" یقین جانو، ہم نے ان عورتوں کو نئی اٹھان دی ہے۔ چنانچہ انہیں کنواریاں بنایا ہے۔ (شوہروں کے لیے) محبت سے بھری ہوئی، عمر میں برابر۔ سب کچھ دائیں ہاتھ والوں کے لیے۔

دنیا والی مؤمن عورتیں جس حال اور جس عمر میں بھی دنیا سے انتقال کر گئی ہوں۔ بہرحال جنت میں جواں عمر اور کنواری بنادی جائیں گی،اور وہاں کے حسن وجمال سے آراستہ کردی جائیں گی۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک بڑی بی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں،اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ دعا فرماد یجئے اللہ جل شانہ مجھے جنت میں داخل فرمادے،آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے فلاں کی ماں جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہ ہوگی۔ یہ سن کر وہ روتی ہوئی روانہ ہوگئیں، آنحضرت ﷺ نے حاضرین سے فرمایا اس سے کہہ دو کہ (میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم جنت میں نہ جاؤ گی۔ بلکہ بات یہ ہے کہ وہ جنت میں داخل ہوتے وقت بوڑھی نہ ہوگی(کیونکہ اس وقت جوانی دے دی جائے گی،بلاشبہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انا انشانا هن انشاء فجعلنهن ابكارا۔ آنحضرت ﷺ نے خوش طبعی کے لئے ایسے الفاظ فرمائے جس سے وہ دوسرا مطلب سمجھ گئیں، کبھی کبھی آنحضرت مذاق بھی فرمالیتے تھے،جس کا ایک واقعہ یہ بھی ہے جو اوپر بیان ہوا۔مذاق میں بھی آپ ﷺ صحیح اور سچ بات فرماتے تھے۔"ابکارا" بکر کی جمع ہے، بمعنی کنواری جب بھی ان کے شوہر مقاربت ومباشرت کریں گے تو ہمیشہ کنواری ہی پائیں گے۔

صاحب بیان القرآن لکھتے ہیں کہ بعد مقاربت پھر کنواری ہوجائے گی۔

(كذا فى الدر عن ابى سعيد مرفوعا)

"عربا" حسین وجمیل اور پیاری عورتیں یہ "عروب" کی جمع ہے۔

اترابا سے ہم عمر اور ہجولی عورتیں مراد ہیں،اس کا واحد ترب ہے،جس طرح مرد سب تیس،تینتیس برس کے ہوں گے(جس کا مطلب بیان ہوچکا ہے)اسی طرح ان کی بیویاں بھی ان کی عمر کی ہوں گی،قد وقامت میں اور عمر میں برابر ہوں گی،طرفین سے دل ملے ہوئے ہوں گے۔

دنیا میں لوگ اپنے سے کم عمر والی لڑکی کو زوجیت کے لئے پسند کرتے ہیں،کیونکہ کمسن میں حسن وجمال اور محبوبیت کا انداز زیادہ ہوتا ہے،لیکن چونکہ جنت کی بیویوں میں (خواہ دنیا والی مؤمنات ہوں،خواہ وہ حور عین ہوں)حسن وجمال اور محبوبیت کے احوال کامل ترین ہوں گے،اس لئے ہم عمر محبوبیت سے مانع نہ ہوگی،بلکہ زیادہ تناسب اور انس ومحبت اور الفت کا سبب بن جائے گی،شوہر وبیوی بچکانہ پن سے بھی خالی ہوں گے اور بڑھاپے سے بھی محفوظ رہیں گے،ہمیشہ متوسط عمر رہے گی،جس میں سمجھ ہوش کامل ہوتا ہے،مفسر سدی نے اترابا کی تفسیر بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ آپس میں اخلاق اور محبت والفت کے اعتبار سے برابر ہوں گی،بہنوں کی میل سے رہیں گی،آپس میں حسد،جلن اور بغض نام کو نہ ہوگا،سوکنوں والی کشیدگی اور لڑائی ودشمنی نہ ہوگی۔

سورۃ ص میں فرمایا:

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾

ترجمہ:”اور ان کے پاس وہ ہم عمر خواتین ہوں گی جن کی نگاہیں (اپنے شوہروں پر) مرکوز ہوں گی۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ بلا شبہ جنت کی عورت کی پنڈلی کی سفیدی ستر جوڑوں کے اندر سے نظر آئے گی، حتی کہ پنڈلی کے اندر کا گودا تک نظر آئے گا۔اور یہ بات اس لئے ہے کہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں۔**کانھن الیاقوت والمرجان**(وہ عورتیں اس قدر شفاف اور رنگت کی صاف ہوں گی کہ گویا وہ یاقوت یا مرجان ہیں)پھر فرمایا کہ یاقوت تو ایسا پتھر ہے کہ اگر اس میں ایک لڑی داخل کردے اور پھر اس کو صاف طریقہ پر دیکھنا چاہے تو پتھر کے باہر سے دیکھ سکتا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنتی مرد کے پاس ایک عورت آئے گی اور اس کے مونڈھے پر ہاتھ مارے گی۔اور مرد اس کے چہرے پر نظر ڈالے گا۔تو اس کا رخسار آئینہ سے زیادہ صاف نظر آئے گا۔اور جنتی عورت پر جو موتی ہوں گے ان میں سے ادنیٰ موتی پورب و پچھم کے درمیان کو روشن کرسکتا ہے اور اس پر ستر جوڑے ہوں گے،جو اس قدر شفاف ہوں گے کہ ان کے اندر کو نظر پار ہو جائے گی اور جنتی مرد اس کے کپڑوں کے باہر سے اس کی پنڈلی کا گودا دیکھ لے گا۔

۱۵- حور عین

حور جمع ہے حوراء کی یعنی وہ عورت جس کی آنکھ کی سفیدی اور سیاہی خوب گہری اور تیز ہو، عین جمع ہے، عیناء کی یعنی وہ عورت جس کی آنکھیں بڑی بڑی اور چوڑی ہوں۔ قرآن و حدیث کی اصطلاح میں ان عورتوں کے لئے لفظ حور بولا جاتا ہے۔ جن کو اللہ پاک نے اپنی قدرت کاملہ سے جنت میں مردوں کی زوجیت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ یہ عورتیں دنیا والی مؤمن عورتوں کے علاوہ ہوں گی، سورۃ دخان میں فرمایا ہے۔ **وزوجنھم بحور عین** (اور حور عین کے ساتھ ہم ان کا بیاہ کریں گے۔)

سورۃ رحمٰن میں فرمایا:

فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۱﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿۷۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۳﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۷۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۵﴾

ترجمہ: ”انہی میں خوب سیرت خوبصورت عورتیں ہوں گی۔ اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ وہ حوریں جنہیں خیموں میں حفاظت سے رکھا گیا ہو گا۔ اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ انہیں ان جنتیوں سے پہلے نہ کسی انسان نے کبھی چھوا ہو گا، اور نہ کسی جن نے۔ اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟“

سورہ واقعہ میں فرمایا:

وَحُوْرٌ عِيْنٌ ﴿۲۲﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾

ترجمہ: ”اور وہ بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں۔ ایسی جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔“

سورۃ صافات میں فرمایا:

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾

ترجمہ: ”اور ان کے پاس وہ بڑی بڑی آنکھوں والی خواتین ہونگی جن کی نگاہیں (اپنے شوہروں پر) مرکوز ہوں گی۔ (ان کا بے داغ وجود) ایسا لگے گا جیسے وہ (گرد و غبار سے) چھپا کر رکھے ہوئے انڈے ہوں۔“

پہلی آیت میں پوشیدہ موتی کی طرح فرمایا یعنی وہ عورتیں صفائی اور سفیدی میں تازہ موتیوں کی طرح چمکتی ہوں گی اور دوسری آیت میں چھپے ہوئے انڈے سے تشبیہ دی گئی جو گرد وغبار اور داغ سے بالکل محفوظ ہوتا ہے۔ مفسر ابن کثیرؒ نے حضرت حسنؒ سے بیض مکنون کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ محصون لا تمسه الایدی (یعنی وہ انڈا جو ہاتھوں میں پہنچنے سے قبل محفوظ ہوتا ہے) مفسر بیضاویؒ لکھتے ہیں کہ انڈے سے تشبیہ جو دی گئی ہے، یہ تشبیہ صفائی میں بھی ہے اور زردی ملی ہوئی سفیدی میں بھی ہے، جس سفیدی میں کسی قدر زردی ملائی گئی ہو وہ بدن کا بہترین رنگ مانا گیا ہے، واللہ اعلم باحوال خلقه واسرار کتابه

حور عین کی ایک خاص دعا اور شوہروں سے ہمدردی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ بلا شبہ رمضان کے لئے شروع سال سے ختم سال تک جنت سجائی جاتی ہے۔پس جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے، تو عرش کے نیچے حور عین پر جنت کے پتوں کی ہوا چلتی ہے،جس سے متاثر ہو کر وہ یوں دعا کرتی ہیں،کہ اے ہمارے پروردگار اپنے بندوں سے ہمارے لئے ایسے شوہر مقرر فرما جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں جو کوئی عورت اپنے شوہر کو تکلیف دیتی ہے کہ حور عین میں سے اس کی بیوی دنیا کی بیوی سے کہتی ہے تیرا برا ہو اس کو تکلیف نہ دے۔کیونکہ وہ تیرے پاس چند دن کا مہمان ہے، عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس پہنچ جائے گا۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جس طرح جنت اور اس کی دوسری نعمتیں اس وقت موجود مخلوق ہیں،حور عین بھی موجود مخلوق ہیں۔حافظ منذریؒ نے الترغیب والترہیب میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک طویل روایت

نقل کی ہے، جس میں یہ بھی ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) (جنت میں) دنیا والی (مؤمنہ) عورتیں افضل ہوں گی یا حور عین؟ آنحضرت ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا دنیا والی (مؤمن) عورتیں حور عین سے اس قدر افضل ہوں گی جیسے (لحاف) کا اوپر کا کپڑا اس کے اندر والے استر سے بہتر ہوتا ہے۔ حضرت ام سلمہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ کس وجہ سے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس لئے کہ دنیا والی عورتیں نماز پڑھتی ہیں اور روزے رکھتی ہیں۔ اور اللہ (عز وجل) کی عبادت کرتی ہیں! حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ!

بعض مرتبہ ایک عورت دنیا میں (یکے بعد دیگرے) دو تین یا چار مردوں سے نکاح کرلیتی ہے، پھر اسے موت آجاتی ہے وہ جنت میں داخل ہوگی اور اس کے شوہر بھی اس کے ساتھ جنت میں ہوں گے، تو اس صورت میں ان میں سے اس کا شوہر کون ہوگا؟ آنحضرت ﷺ نے جواب دیا کہ اے ام سلمہ اس کو اختیار دے دیا جائے گا۔ جس کے ساتھ چاہے رہے ۔۔۔ لہٰذا وہ اس کو اختیار کرلے گی جو ان میں اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا تھا اور کہے گی اے رب دنیا کے اندر یہ ان سب سے زیادہ میرے ساتھ باخلاق تھا۔ اسی کو میرا جوڑا بنادیجئے۔ یہ فرما کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ام سلمہ خوش خلقی دنیا وآخرت کی بھلائی لے اڑی۔

۱۶۔ جنت کا بازار جس میں دیدار الٰہی ہوگا اور حسن وجمال میں اضافہ ہوگا

حضرت سعید بن المسیبؒ (تابعی) کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی، انہوں نے کہا کہ میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اور تجھے جنت میں بازار میں اکٹھا کردے۔ حضرت سعیدؒ نے پوچھا کیا جنت میں بازار بھی ہوگا؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں! رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا کہ بلا شبہ اہل جنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو اپنے اپنے اعمال کے مطابق درجات ومنازل میں اتریں گے، اس کے بعد دنیا کے دنوں میں سے یوم الجمعہ کی مقدار میں ان کو اجازت دی جائے گی کہ اپنے رب کی زیارت کریں، پس وہ اپنے پروردگار کی زیارت کریں گے، اس وقت خداوند تعالیٰ اپنے عرش کو ظاہر فرمادے گا۔ اور اپنا دیدار کرانے کے لئے جنت کے ایک بڑے باغ میں ظاہر ہوگا۔ (جو دیدار الٰہی کے لئے جمع ہوں گے) ان کے لئے نور کے اور موتیوں کے اور یاقوت کے اور زمرّد کے اور سونے کے اور چاندی کے ممبر بچھائے جائیں گے۔ اور حسب مراتب جنتی ان پر بیٹھیں گے (نعمتوں اور نوازشوں کی وجہ سے ان میں کوئی گھٹیا اور کمتر (تو) نہ ہوگا (لیکن) مرتبہ کے اعتبار سے جو سب سے کمتر ہوں گے، مشک وزعفران کے ٹیلوں پر بیٹھیں گے اور یہ ٹیلوں پر بیٹھنے والے کرسیوں پر بیٹھنے والوں کو اپنے سے بہتر خیال نہ کریں گے، (کیونکہ اگر ایسا خیال آگیا کہ ہم گھٹیا ہیں تو رنج ہوگا۔ اور جنت میں رنج کا نام نہیں)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھیں گے؟ فرمایا ہاں! کیا سورج اور چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی شبہ رکھتے ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا اسی طرح تم اپنے پروردگار کو دیکھنے میں کوئی شک نہ کرو گے، اور اس مجلس میں کوئی ایسا باقی نہ رہے گا۔ جس سے آمنے سامنے ہو کر خداوند تعالیٰ کی گفتگو نہ ہو، یہاں تک کہ حاضرین میں سے بعض کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے فلاں کے بیٹے فلاں کیا تجھے یاد ہے کہ فلاں دن تو نے ایسا ایسا کہا تھا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اس کی بعض عہد شکنیاں یاد دلائیں گے۔ جو اس نے دنیا میں کی تھیں۔ وہ شخص عرض کرے گا اے پروردگار کیا آپ نے مجھے بخش دیا؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، ہاں میں نے بخش دیا اور میری بخشش ہی کی وسعت کی وجہ سے آج تو اس مرتبہ کو پہنچا ہے۔ سب لوگ اسی حال میں ہوں گے، کہ ایک ابر آئے گا اور ان پر چھا جائے گا۔ اور ایسی خوشبو برسائے گا کہ اس جیسی خوشبو انہوں نے کبھی نہ پائی ہوگی۔ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہوگا اٹھو اور اس چیز کی طرف چلو جو میں نے تمہارے اعزاز واکرام کے لئے تیار کی ہے اور جو چیز تم کو پسند آئے اس کو لے لو، پھر ہم ایک بازار میں آئیں گے، جس کو فرشتوں نے گھیر رکھا ہوگا۔ اس بازار میں وہ چیزیں ہوں گی، کہ ان جیسی چیزوں کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں سے سنا نہ دلوں پر ان کا گزر ہوا۔ بس جس چیز کو ہمارا جی چاہے گا ہمارے لئے اٹھالیا جائے گا (اور یہ سب کچھ بغیر مول تول اور بغیر قیمت کے ہوگا۔ کیونکہ) وہاں نہ بیچا جائے گا نہ خریدا جائے گا۔

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس بازار میں جنتی ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔بلند مرتبہ کا(ایک شخص)کسی کم تر والے سے ملاقات کرے گا۔حالانکہ (اپنے اپنے احساس کے مطابق) ان میں کوئی کمتر نہ ہوگا۔تو اس شخص کو بلند مرتبہ والے کا لباس بہت پسند آئے گا۔(لیکن ابھی اس کی بات ختم ہونے پائے گی کہ اس کا لباس اس بلند مرتبہ والے کے لباس سے اچھا معلوم ہونے لگے گا۔اور یہ اس وجہ سے کہ جنت میں یہ موقعہ نہیں رکھا گیا کہ کوئی (ذرا بھی)رنجیدہ ہو۔اس کے بعد ہم اپنے اپنے مکانوں کو روانہ ہوجائیں گے۔وہاں پہنچنے پر ہماری بیویاں استقبال کریں گی،اور مرحبا اہلا وسہلا کے بعد کہیں گی کہ تم اس حسن وجمال کو لے کر واپس ہوئے جو کہ اس وقت نہ تھا جبکہ تم ہم سے جدا ہوئے تھے۔ہم جواب میں کہیں گے کہ آج ہم نے اپنے پروردگار کے ساتھ ہم نشینی کی عزت حاصل کی ہے اور ہم اسی شان کے ساتھ آنے کے لائق ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرورعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جنت میں ایک بازار ہے جس میں جنتی ہر جمعہ کو جایا کریں گے،وہاں شمالی ہوا چلے گی،جو جنتیوں کے چہروں اور کپڑوں کو خوشبو سے بھر دے گی اور ان کے حسن وجمال میں اضافہ ہوجائے گا۔پس وہ خوب زیادہ حسین جمیل ہو کر اپنے گھروں کے پاس واپس جائیں گے۔گھر کے لوگ کہیں گے کہ قسم ہے خدا کی ہم سے جدا ہونے کے بعد تمہارے حسن وجمال میں (بھی)اضافہ ہوگیا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ک رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ جنت میں ایک بازار ہے جس میں نہ خرید ہے نہ فروخت ہے۔اس میں بس مردوں اور عورتوں کی صورتیں ہیں۔ان کو دیکھ کر جب کوئی شخص چاہے گا کہ فلاں صورت میری ہوجاتی تو(اسی وقت)اس کی وہ صورت بن جائے گی۔

۱۷- جنت کی سب سے بڑی نعمت دیدارِ الٰہی

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوجائیں گے (تو ان سے) اللہ تعالیٰ سوال فرمائیں گے، کیا تم اور کچھ چاہتے ہو جو میں تم کو دوں؟ وہ عرض کریں گے کہ (ہم کو اور کیا چاہیے جو آپ نے دیا ہے، بہت کچھ ہے) کیا آپ نے ہمارے چہرے روشن نہیں کردیئے؟ کیا آپ نے ہم کو جنت میں داخل نہیں فرمادیا اور کیا آپ نے ہم کو دوزخ سے نجات نہیں دے دی؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ان کے اس جواب کے بعد پردہ اٹھادیا جائے گا۔ لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے، جو کچھ ان کو دیا جاچکا ہوگا اس سب سے بڑھ کر ان کے نزدیک اپنے پرودگار کی طرف دیکھنا پیارا ہوگا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی **للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ**۔

حضرت ابو زین عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم میں سے ہر شخص اپنے رب کو اس طرح پر دیکھے گا کہ (اتنی بھاری بھیڑ میں ایک ساتھ سب کے دیکھنے کی وجہ سے) کسی کے دیکھنے میں فرق نہ آئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ہر شخص خوب اچھی طرح سے دیکھے گا! میں نے عرض کیا کہ دنیا کی مخلوق میں اس کی کوئی مثال؟ فرمایا اے ابو رزین کیا چودھویں کے چاند کو تم میں سے ہر شخص پوری بھیڑ میں بلا مزاحمت نہیں دیکھتا ہے؟ میں نے کہا ہاں دیکھتا ہے فرمایا کہ چاند خدا تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے (جس کو ایک ساتھ سب دیکھ لیتے ہیں اور کسی کو دیکھنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی) اور اللہ (تو) بہت ہی بزرگ اور عظیم ہے (اس کو بیک وقت سب کچھ کیوں نہ دیکھ سکیں گے)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس اثناء میں جنتی اپنی نعمتوں میں ہوں گے، اچانک اوپر سے ایک نور روشن ہو گا۔ چنانچہ وہ سروں کو اوپر اٹھائیں گے اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے پروردگار عالم (جل مجدہ) کی تجلی ہے۔ ان حضرات کے دیکھنے پر رب تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے۔ السلام علیکم یا اھل الجنۃ (اے اہل جنت تم پر سلام ہو) سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ (قرآن میں) جو اللہ جل شانہ نے سلام قوم من رب رحیم فرمایا ہے اس میں اسی کا ذکر ہے، اس کے بعد فرمایا کہ سلام کے بعد اللہ تعالیٰ پردہ میں ہو جائیں گے۔ اور اس کا نور باقی رہ جائے گا۔

آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جنتی جب تک اپنے رب کو دیکھتے رہیں گے، دوسری کسی بھی نعمت کی طرف توجہ نہ کریں گے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں مرتبہ کے اعتبار سے ادنیٰ شخص وہ ہوگا جو اپنے باغات اور تخت اور بیویوں اور خدمت گزاروں اور (دیگر) نعمتوں کو ایک ہزار سال کی مسافت میں پھیلا ہوا دیکھے گا (یعنی یہ چیزیں اتنی دور میں پھیلی ہوئی ہوں گی کہ دنیا میں کوئی شخص اتنی چیزوں

کو دیکھنے کے لئے نکلے وہ ہزار برس تک چلتا رہے) اور خدا تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑے مرتبہ کا جنتی وہ ہوگا جو صبح وشام دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوگا۔اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾

ترجمہ:" اس دن بہت سے چہرے شاداب ہوں گے۔ اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔"

یہ سورۃ قیامہ کی آیت ہے اس آیت سے دیدار الٰہی کو قرآن شریف سے ثابت کرنا مقصود ہے۔

حدیث شریف میں ادنی اور اعلیٰ جنت کے مرتبہ کا ذکر ہے،اس کے درمیان میں اور خدا جانے کتنے درجات ہوں گے،اور حسب مرتبہ کسی قدر نعمتوں سے مالا مال ہوں گے، دیدارِ الٰہی تو سب ہی جنتیوں کو نصیب ہوگا،لیکن سب سے زیادہ اعزاز واکرام جس کا ہوگا اس کو یہ سعادت نصیب ہوگی کہ صبح وشام دیدارِ الٰہی سے نوازا جائے گا۔

فائدہ : اللہ تعالیٰ کو دنیا میں نہیں دیکھ سکتے ،جنت میں مومنین دیکھیں گے،کافر ومنافق اس نعمت سے محروم ہوں گے،جس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں یہاں یہ جان لینا ضروری ہے،اللہ تعالیٰ جسم اور جہت سے پاک ہے،اللہ کو جنتی دیکھیں گے یہ حق ہے،جس پر ایمان لانا فرض ہے کیفیت معلوم نہیں۔

فھل من مشترلھا؟ کیا کوئی جنت کے لئے تیاری کرنے والا ہے؟

جنت کے احوال آپ نے پڑھ لئے وہاں کی نعمتوں کی تفصیلات معلوم کرلیں وہاں رہنے کو دل بھی چاہتا ہوگا۔بارہا دخول جنت کے لئے اللہ تعالیٰ سے آپ نے دعا بھی کی ہوگی اور بلا شبہ ہر مسلمان کے دل میں جنت کا شوق اور وہاں جائے قیام ملنے کی تڑپ ہونا ضروری ہے،لیکن تڑپ اور طلب رکھنے والا اعمال صالحہ سے خالی نہیں ہوسکتا،بے وقوف ہیں وہ لوگ جو جنت کی تمنا کرتے ہیں،مگر گناہوں میں لت پت ہیں اور اعمال صالحہ کے سرمایہ سے غافل ہیں،حسب تصریح قرآن مجید اللہ پاک نے جنت کے بدلہ مؤمنین سے ان کی جانوں اور مالوں کو خرید فرمالیا ہے۔لہٰذا مؤمن بندوں پر لازم یہ ہے کہ شریعت کے تقاضوں پر جان ومال لگا کر مستحق جنت بنیں قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

ترجمہ: بے شک اللہ نے مومنین سے ان کی جان اور مالوں کو خرید لیا ہےاس کے بدلے کہ ان کے لئے جنت ہے۔

نماز کے لئے مؤذن پکارے تو سوتے رہ جائیں یا کاروبار کو قربان کرڈالیں، زکوٰۃ کا حکم عائد ہو تو جان چرانے لگیں۔ رمضان آئے تو روزے کھا جائیں۔ حج فرض ہو تو مال کی محبت میں بے حج کئے مر جائیں۔ کاروبار میں حرام وحلال کا ذرا خیال نہ کریں تیرا میرا روپیہ مار لینے کو کمال جانیں، قرآن وحدیث پڑھنے پڑھانے کو عیب کا کام سمجھیں، ضعیفوں پر ظلم کریں، تنگدستوں سے بیگار لیں۔ رشوتوں کے لین دین کو فرض سمجھیں، یتیموں کا مال کھا جائیں اور میراث شریعت کے مطابق تقسیم نہ کریں، نوافل کی ادائیگی سے گھبرائیں اور ذکر اللہ سے گریز کریں۔ اور جنت کے بلند درجات کی تمنا کریں۔ یہ بہت بڑی نادانی ہے، جنت کے بلند مراتب کے لئے نفس کو ناگواری ہوتی ہے اسے سہنا پڑتا ہے۔

حدیث شریف میں ارشاد ہے

حفت النار بالشهوات وحفت الجنة بالمكاره

ترجمہ: دوزخ کو خواہشوں سے گھیر دیا گیا ہے اور جنت کو ناگواریوں سے گھیر دیا گیا ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ عبادات میں محنت کرنے اور برابر خداوند قدوس کا فرمانبردار رہنے اور حرام خواہشوں سے پرہیز کرنے میں جو نفس کو ناگواری ہوتی ہے۔ اسی ناگواری کے پیچھے جنت ہے۔

ناگواری برداشت کرنا جنت میں پہنچنے کا ذریعہ ہے، اور برعکس اس کے جو شخص نفس کی خواہشوں کا پابند بن گیا اور حرام وحلال کے سوال سے بے نیاز ہوگیا، تو شہوتیں اور خواہشیں اسے دوزخ میں پہنچادیں گی۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے:

الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله.

ترجمہ: "ہوشیار وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو کرے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے، اور بیوقوف وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشوں کے پیچھے لگا رہے اور (بلا عمل کے) اللہ سے امید رکھے۔"

جسے دوزخ سے بچنے اور جنت میں پہنچنے کی فکر ہو، دنیا کو آخرت پر ترجیح نہیں دے گا اور جان ومال کو جنت کے مقابلہ میں عزیز نہ جانے گا، جتنی نیکیاں کم کرے گا کم سمجھے گا اور جو درجات بڑھانے کے لئے فرائض ونوافل کا اہتمام کرے گا درحقیقت آخرت کی فکر رہی ہی نہیں جنت جیسی بے نظیر اور انمول چیز کا یقین ہوتے ہوئے طاعت وعبادت میں کوتاہی کرنا بڑی نا سمجھی ہے۔ فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ :

ما رأیت مثل النار نام هاربها ولا مثل الجنة نام طالبها.

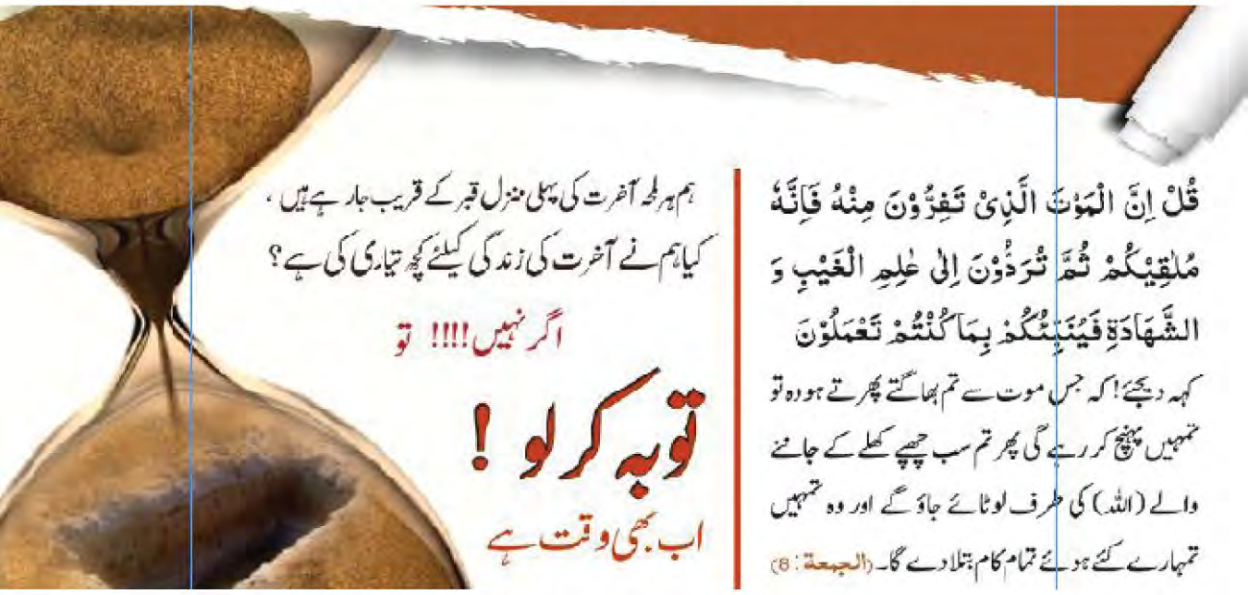

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

کہہ دیجئے! کہ جس موت سے تم بھاگتے پھرتے ہو وہ تو تمہیں پہنچ کر رہے گی پھر تم سب چھپے کھلے کے جاننے والے (اللہ) کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور وہ تمہیں تمہارے کئے ہوئے تمام کام بتلادے گا۔ (الجمعة : 8)

ترجمہ: "دوزخ جیسی چیز میں نے نہیں دیکھی جس کے (عذاب ومصیبت سے) بھاگ کر بچنے والا سور ہے اور (اسی طرح) جنت جیسی رغبت اور لذت کی چیز میں نے نہیں دیکھی جس کا طلب گار سوتا رہے۔"

مطلب یہ ہے کہ دوزخ کے مصائب وتکالیف کا یقین کرنے پر دوزخ ہی کے کام کرتا چلا جائے اور جنت کی نعمتوں کی رغبت رکھنے والا غفلت کی نیند سویا رہے اور اعمال صالحہ کی فکر نہ کرے، یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ یوں دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو سستی کی وجہ سے تکلیفیں اٹھاتے ہیں اور اپنی مرغوبات حاصل کرنے سے محروم ہیں۔ لیکن دوزخ سے بچنے کا ارادہ رکھنے والا غفلت میں پڑا رہے اور جنت کا طالب سستی میں عمر گزار دے یہ بہت زیادہ حیرت ناک ہے۔

دنیا کی زندگی ایک سفر ہے،جس کی آخری منزل مؤمن بندوں کے لئے جنت ہے،مگر جنت کے لئے محنت کی ضرورت ہے،کیونکہ جو چیز جس قدر عمدہ اور بہترین ہوتی ہے،اسی قدر بیش قیمت ہوتی ہے،حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ:

من خاف ادلج ومن ادلج بلغ المنزل ألا إن سلعة الله غالية
لا إن سلعة الله الجنة.

ترجمہ :"جس شخص کو (سفر کی دوری اور دشواری سے)خطرہ ہو وہ شروع رات ہی میں روانہ ہو جاتا ہے اور جو شخص شروع رات میں روانہ ہوتا ہے،منزل کو پہنچ جاتا ہے،خبر دار اللہ کا سودا مہنگا ہے۔خبر دار اللہ کا سودا جنت ہے(جس کے خریدار بندے ہیں)۔"

دنیاوی ضرورتوں کے لئے جب کسی اہم سفر پر جانا ہوتا ہے تو کافی پہلے سے چل دیتے ہیں،اور آرام اور راحت کو قربان کرکے ٹھیک وقت پر بلکہ وقت سے پہلے منزل کو جالیتے ہیں،مسافر آخرت کو اس سے سبق لینا چاہئے اور نفس کی فرمانبرداری کے بجائے احکام شریعت کی خوب اچھی طرح پابندی کر کے آخرت کے سفر کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانا چاہئے تاکہ مہنگا سودا یعنی جنت ہاتھ سے نہ جانے پائے دنیا کے ساز وسامان اور مکان ودوکان پر کتنی رقمیں لگتی ہیں اور کیسی کیسی جوانیاں فنا ہوتی ہیں اور کیسے صحت مند اور تنومند انسان برباد ہوتے ہیں۔ایک عورت سے نکاح کرنے کے لئے کس قدر کھڑاگ کئے جاتے ہیں اور کتنی دولتیں لٹائی جاتی ہیں،جب حقیر دنیا کے لئے دولت وثروت صحت وجوانی برباد ہورہی ہے اور بڑے بڑے مجاہدے کئے جارہے ہیں،حالانک وہ فانی ہے اور اسے چھوڑ کر چل دینا ہے تو جنت جیسے "دار المقامہ" کے لئے اور وہاں کی نعمتوں اور لذتوں کی تحصیل کے لئے تو بہت زیادہ جانی ومالی قربانی اور ہمت ومحنت کی ضرورت ہے۔

بہر غفلت یہ تیری ہستی نہیں
دیکھ جنت اس قدر سستی نہیں
رہ گزر دنیا سے یہ بستی نہیں
جائے عیش وعشرت و مستی نہیں

دعا برائے حقوق العباد

ہر مسلمان پر دو طرح کے حقوق ہیں، جن کا بجا لانا بہت ضروری ہے۔

الف۔ حقوق اللہ

(ا) اللہ اور اس کے رسولوں پر، فرشتوں پر، اللہ کی کتابوں پر، قرآن شریف پر، تقدیر پر، قیامت کے دن پر کہ جب مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جانا اور اپنے اعمال کی جواب دہی کرنا ہے اور آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا ہے۔

(ب) نماز پڑھنا، روزے رکھنا، زکوٰۃ دینا اور حسب توفیق حج کرنا۔

(ج) مسلمان کے لئے سب پر ایمان لانا تو بہت ضروری ہے، کیونکہ یہ مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہونا چاہیے۔

(د) ان سب پر عمل کرنا بھی بہت ضروری ہے، لیکن اگر ان میں کوئی کمی ہو جائے تو اللہ غفور رحیم ہے، اگر اس سے توبہ واستغفار کیا تو اللہ سے امید ہے کہ وہ معاف فرمادے۔

ب۔ حقوق العباد

تمام لوگوں کے ساتھ جن سے واسطہ پڑتا ہے بہترین سلوک کرنا۔ جن میں والدین، بھائی، بہن، اولاد، رشتہ دار، عزیز واقارب، پڑوسی، دوست واحباب، اجنبی اور غیر جن سے سابقہ پڑے۔ ہر ایک کے ساتھ انتہائی اعلیٰ درجہ کا سلوک کرنا۔ یہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔

ان دونوں حقوق کے بارے میں قرآن شریف اور جناب محمد ﷺ کی احادیث نے مسلمانوں کو مکمل معلومات دے دی ہیں۔ جن کا مطالعہ کرنا اور ان پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

لیکن حقوق العباد میں اگر کوئی کمی کی اور کسی بھی مسلمان کے ساتھ زیادتی کی تو اللہ تعالیٰ اسے معاف نہیں فرمائیں گے، بلکہ اس کے لئے اس بندے سے معافی مانگنی ہوگی، جس کے ساتھ زیادتی کی ہے اور ان سے معافی بھی نہیں مانگی تو آگے کی دو حدیث بیان کی جارہی ہیں، جو ان شخص کے ساتھ کیا جائے گا جن کے لوگوں کے ساتھ مختلف سلوک رہے ہیں۔

حدیث نمبر :۱

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: كنا جلوسا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: هطلع الآن عليكم رجل من أهل الجنة فطلع رجل من الأنصار تنطف لحته من وضوءه، وقد تعلق نعليه بيده الشمال، فلما كان الغد قال النبي صلى الله عليه وسلم مثل ذلك، فطلع الرجل مثل المرة الأولى، فلما كان اليوم الثالث قال النبي صلى الله عليه وسلم مثل مقالته أيضا، فطلع ذلك الرجل مثل حالة الأولى، فلما قام النبي صلى الله عليه وسلم تبعه عبدالله بن عمرو فقال: إني لا حيت أبي فاقسمت أن لا أدخل عليه ثلاثا، فان رأيت أن تؤويني إليك حتى تمضي فعلت؟ قال: نعم، قال أنس رضي الله عنه: فكان عبد الله يحدث أنه بات معه فكل الثلاث الليالي، فلم يره يقوم من الليل شيئا، غير أنه إذا تعاوو تقلب على فراشه ذكر الله عز وجل، وكبر حتى يقوم لصلاة الفجر. قال عبد الله: غير أني لم أسمعه يقول إلا خيرا، فلما مضت الثلاث الليالي، وكذت ان احتقر عمله، قلت: ثا عبد الله! لم يكن بيني وبين أبي عضب ولا هجو، ولكني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لنا ثلاث المرات، فاردت ان آوى إليك فانظر ما عملك؟ فاقتدى بك، فلم أرك عملت كثير عمل، فلما الذي بلغ بك ما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال: ما هو إلا ما رأيت، قال: فلما وليت دعاني فقال: ما هو إلا ما رأيت غير أني لا اجد في نفسي لأحد من المسلمين غشا ولا احسد أحدا على خير أغطاه الله إياه فقال عبد الله: هذه التي بلغت بك وهي الذي لا نطيق(۱).

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک

(۱) (بحوالہ: منتخب احادیث، تالیف: حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ، ترتیب وترجمہ: مولانا محمد سعد صاحب مدظلہ کاندھلوی، ص:۵۸۹، ۵۴۲)

جنتی آدمی آئے گا۔اتنے میں ایک انصاری آئے جن کی داڑھی سے وضو کے پانی کے قطرے گر رہے تھےاور انہوں نے جوتے بائیں ہاتھ میں تھام رکھے تھے۔دوسرے دن بھی رسول اللہ ﷺ نے وہی بات فرمائی اور پھر وہی انصاری اسی حال میں آئے جس حال میں پہلی مرتبہ آئے تھے۔تیسرے دن پھر رسول اللہ ﷺ نے وہی بات فرمائی اور وہی انصاری اسی پہلی حالت میں آئے۔جب رسول اللہ ﷺ (مجلس سے) اٹھے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ وعنہما ان انصاری کے پیچھے گئے اور ان سے کہا کہ والد صاحب سے میرا جھگڑا ہوگیا ہے،جس کی وجہ سے میں نے قسم کھالی ہے کہ میں تین دن ان کے پاس نہ جاؤں گا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے اپنے ہاں تین دن ٹھہرالیں۔انہوں نے فرمایا: بہت اچھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ بیان کرتے تھے کہ میں نے ان کے پاس تین

راتیں گذاریں۔ میں نے ان کو رات میں کوئی عبادت کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ البتہ جب رات کو ان کی آنکھ کھل جاتی اور بستر پر کروٹ بدلتے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے اور اللہ اکبر کہتے۔ یہاں تک کہ فجر کی نماز کے لئے بستر سے اٹھتے۔ اور ایک بات یہ بھی تھی کہ میں نے ان سے خیر کے علاوہ کچھ نہیں سنا۔ جب تین راتیں گذر گئیں اور میں ان کے عمل کو معمولی ہی سمجھ رہا تھا (اور میں حیران تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے بشارت تو اتنی بڑی دی اور ان کا کوئی خاص عمل تو ہے نہیں) تو میں نے ان سے کہا: اللہ کے بندے! میرے اور میرے باپ کے درمیان نہ کوئی ناراضگی ہوئی اور نہ جدائی ہوئی لیکن (قصہ یہ ہوا کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو (آپ کے بارے میں) تین مرتبہ یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آنے والا ہے اور تینوں مرتبہ آپ ہی آئے۔ اس پر میں نے ارادہ کیا کہ میں آپ کے ہاں رہ کر آپ کا خاص عمل دیکھوں تاکہ (پھر اس عمل میں) آپ کے نقشِ قدم پر چلوں۔ میں نے آپ کو زیادہ عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا (اب آپ بتائیں) کہ آپ کا وہ کونسا خاص عمل ہے جس کی وجہ سے آپ اس مرتبہ پر پہنچ گئے جو رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لئے ارشاد فرمایا؟ ان انصاری نے کہا: میرا کوئی خاص عمل تو ہے نہیں) یہ عمل ہیں جو تم نے دیکھے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (میں یہ سن کر چل پڑا جب میں نے پشت پھیری تو انہوں نے مجھے بلایا اور کہا: میرے اعمال تو وہی ہیں جو تم نے دیکھے ہیں البتہ ایک بات یہ ہے کہ میرے دل میں کسی مسلمان کے بارے میں کھوٹ نہیں ہے اور کسی کو اللہ تعالیٰ نے کوئی خاص نعمت عطا فرما رکھی ہو تو میں اس پر

اس سے حسد نہیں کرتا۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہی وہ عمل ہے جس کی وجہ سے تم اس مرتبہ پر پہنچے اور یہ ایسا عمل ہے جس کو ہم نہیں کرسکتے۔

(مسند احمد، بزار، مجمع الزوائد)

حدیث نمبر :۲

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: اتدرون ما المفلس؟ قالوا: المفلس فينا من لا درهم له ولا متاع، فقال: ان المفلس من امتي، من يأتي يوم القيامة بصلاة وصيام وزكوة، ويأتي قد شتم هذا، وقذف هذا، واكل مال هذا، وسفك ذم هذا، وضرب هذا فيعطى هذا من حسناته، وهذا من حسناته، فان فنيت حسناته، قبل ان يقضى ما عليه، اخذ من خطاياهم فطرحت عليه، ثم طرح في النار.

(رواه مسلم، بال التحريم الظلم، رقم: ٦٥٧٩).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ رضی اللہ عنہم سے) ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہمارے نزدیک مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس کوئی درہم (پیسہ) اور (دنیا کا) سامان نہ ہو۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن بہت سی نماز، روزہ، زکوٰۃ (اور دوسری مقبول

عبادتیں)لے کر آئے گا مگر حال یہ ہوگا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا تو اس کی نیکیوں میں سے ایک حق والے کو(اس کے حق کے بقدر)نیکیاں دی جائیں گی ایسے ہی دوسرے حق والے کو اس کی نیکیوں میں سے (اس کے حق کے بقدر)نیکیاں دی جائیں گی۔ پھر اگر دوسروں کے حقوق چکائے جانے سے پہلے اس کی ساری نیکیاں ختم ہوجائیں گی تو(ان حقوق کے بقدر)حق داروں اور مظلوموں کے گناہ(جو انہوں نے دنیا میں کئے ہوں گے)ان سے لے کر اس شخص پر ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (مسلم)

فائدہ:

دنیا میں جب لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے تو مختلف لوگ پائے جاتے ہیں:

۱. وہ لوگ جن کے ساتھ ہم بھلائی کرتے ہیں۔

۲. وہ لوگ جن کے ساتھ ہم سے برائی سرزد ہوتی ہے۔

۳. وہ لوگ جو ہمارے ساتھ بھلائی کرتے ہیں۔

۴. وہ لوگ جو ہمارے ساتھ برائی کرتے ہیں۔

ہمارا سلوک سب کے ساتھ پہلی قسم کے لوگوں کا ہونا چاہیے،یعنی دوسرا چاہے کچھ بھی کرے ہمیں سب کے ساتھ بھلائی کرنا چاہیے۔

نمبر ۲،نمبر ۳ اور نمبر ۴ لوگوں کے لیے مندرجہ ذیل دعائیں اور ان کے ساتھ سلوک کا ذکر ہے۔

یہ دعائیں رات کو روز سونے سے پہلے مانگنا چاہیں۔

دعا نمبر:۱

یا اللہ ہمارے جاننے والوں اور نہیں بھی جاننے والوں میں سے جس کسی کے ساتھ بھی مجھ سے برائی سرزد ہوئی ہے۔ان کا پیسہ لیا ہے۔ان پر ناراض ہوئے ہیں۔ان کو دھوکا دیا ہے۔ان کو تکلیف پہنچائی ہے۔میں اس کے لئے بہت شرمندہ ہوں اور توبہ کرتا ہوں کہ آئندہ کسی کے ساتھ ایسا نہیں کروں گا۔یا اللہ مجھے معاف کردے۔

اور اس کے ساتھ مل کر اپنے کئے کی اس سے معافی مانگیں ،یہ یاد رکھیں کہ اگر آپ نے کسی کے تین روپے بھی زیادتی سے لئے ہوں گے تو ایک حدیث کے مطابق آپ کو ۷۰۰ نمازیں اپنے اعمال نامے میں سے دینی ہوں گی۔اس لئے جو بھی چیز آپ نے اس سے حاصل کی ہے۔اس کو واپس کریں۔

دعا نمبر:۲

یا اللہ ہمارے جاننے والوں اور نہیں بھی جاننے والوں میں سے جس کسی نے بھی مجھ سے بھلائی کی ہے۔ان کے درجات بلند فرمادے۔ان کو اس دنیا میں اور آخرت میں بھی کامیابی عطا فرمادے ان کو ہر قسم کے تمام عذابوں سے بچالے اور ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمادے۔

دعا نمبر:۳

یا اللہ ہمارے جاننے والوں اور نہیں بھی جاننے والوں میں جس کسی نے بھی ہمارے ساتھ برائی کی ہے۔ہمارے پیسے لئے ہیں۔ہم پر ظلم کیا ہے۔ہمارے ساتھ زیادتیاں کی ہیں میں صدق دل سے ان سب کو معاف کرتا ہوں،تو بھی ان کو معافی عطا فرمادے اور ان کے ہمارے ساتھ اور ہمارے ان کے ساتھ آپس میں بہت اچھے تعلقات قائم فرمادے۔

اور اس کے بعد جب بھی ان سے ملیں تو ایک بھائی کی طرح ملیں اور اپنی طرف سے ان کے ساتھ بھلائی کریں۔ہوسکتا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ حدیث نمبر ۱ جیسا سلوک فرمائے اور آپ کو بھی جنت عطا فرمائے۔آمین

عملِ مختصر اور جنّت کا آسان راستہ

آج کل زندگی گزارنے کی رفتار اتنی تیز ہوگئی ہے کہ وقت گزرنے کا کچھ پتا ہی نہیں چلتا۔دن سے زیادہ کا حصہ ملازمت یا کاروبار کی مصروفیت میں وقت گزر جاتا ہے اور بقیہ رات کا حصہ کھانے میں اور ضروری کام کرنے میں اور سونے میں گزر جاتا ہے۔ہفتہ واری چھٹی ملنے ملانے میں گزر جاتی ہے، شوہر وبیوی، بچے اور گھر کے دوسرے افراد ہر ایک لگے بندھے دائرہ میں گھومتے رہتے ہیں۔

اس سے پہلے کہ اوپر دئے ہوئے موضوع پر بات کی جائے کچھ بنیادی اصولوں پر توجہ دلاتے ہیں۔

تمام تعریفیں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات عالی کے لئے ہیں،جس نے انسان کو پیدا کیا تاکہ انسان پر وہ نعمتیں جو زمانہ کے گزرنے سے ختم نہیں ہوتیں لٹائے وہ نعمتیں ایسے خزانوں میں ہیں جو کہ عطا کرنے سے گھٹتی نہیں اور جن تک انسانوں کے ذہنوں کی رسائی نہیں۔اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر صلاحتیوں کے ایسے جوہر چھپا رکھے ہیں جن کو بروئے کار لا کر انسان رحمان کے خزانوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے،اور وہ ان ہی صلاحیتوں سے ہمیشہ ہمیشہ کی جنت میں رہنے کی سعادت حاصل کرسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت ودرود وسلام ہو محمد ﷺ پر جو تمام نبیوں اور رسولوں کے سردار ہیں،جن کو گنہگاروں کی شفاعت کرنے کا اعزاز دیا گیا ہے جن کو تمام جہاں والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے،اور جن کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے اس لئے کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لا محدود خزانوں میں جو نعمتیں ہیں ان کی تفصیل بیان کریں۔اور ان کو وہ علوم ومعارف عطا کئے اور اپنی جلیل القدر صفات ان پر منکشف فرمائیں جن کو کوئی نہیں جانتا تھا اور ان کے سینہ مبارک کو ان صلاحیتوں کے ادراک کے لئے کھول دیا جو اللہ تعالیٰ نے انسان میں ودیعت فرمائی ہیں جن فطری صلاحیتوں سے بندے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں اور ان سے اپنے دنیا وآخرت کے امور میں مدد حاصل کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو انسان سے ہر لمحے صادر ہونے والے اعمال کی درستگی کے طریقوں کا علم دیا کیونکہ دنیا وآخرت کی کامیابی کا مدار اعمال کی درستگی پر ہے،جیسے اعمال کی خرابی دونوں جہاں میں محرومی وخسارہ کا باعث ہے۔دین اسلام کی بنیاد مندرجہ ذیل چیزوں پر ہے۔

ایمان کی بنیادیں اور فرائض

آپ ﷺ نے فرمایا "ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو، اس کے فرشتوں کو، اس کی بھیجی ہوئی کتابوں کو، اس کے رسولوں کو اور آخرت کو حق مانو اور اس بات کو بھی کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے خدا کی طرف سے ہوتا ہے، چاہے وہ خیر ہو یا چاہے شر اللہ تعالیٰ کے احکامات ہمیں قرآن مجید کے ذریعہ اور حضور ﷺ کے ذریعہ سے ملے ہیں۔ قرآن وحدیث کے احکامات پر عمل کر کے ہی ہمارے لئے راستہ جنت کی طرف جاتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیادیں پانچ چیزوں پر ہیں:

۱۔لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا۔

۲۔نماز قائم کرنا۔

۳۔زکوٰۃ ادا کرنا۔

۴۔بیت اللہ کا حج کرنا۔

۵۔رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

قرآن شریف شروع سے پڑھنے کی اور اس کے معنی وتفسیر سمجھنے کے لئے اور صحیح احادیث کا مطالعہ کرنے کے لئے کچھ وقت اس کام کے لئے رکھنا چاہیے جب ایک مرتبہ پڑھ لے پھر ان دونوں چیزوں کو پھر سے پڑھنا ضروری ہے اور قرآن شریف کو بار بار پڑھنا ضروری ہے۔

اوپر دئے ہوئے پانچوں ارکان پر عمل کرنا اور قائم رہنا ہر مسلمان پر فرض ہے ان پر عمل نہیں کرنے والے گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور وہ جنت کا راستہ کھو بیٹھتے ہیں۔

پانچوں ارکان پر عمل کرنے والے جنت کے راستے پر رہتے ہیں۔ان ارکان کی اہمیت کی کچھ تفصیل اجاگر کرنے کے لئے کتاب کبائر یعنی ستر بڑے گناہ ترجمہ تلخیص مولانا عبدالقوی ماخوذ وحوالہ لیا گیا ہے جن سے ان ارکان کی اہمیت واضح ہوجائے گی۔اور ان کے ادا نہ کرنے والوں کا کیا ہونا ہے اور انجام کیا ہوگا اس بارے میں لکھا گیا ہے۔

نماز نہ پڑھنا

سورۃ مریم میں ارشاد خداوندی ہے:

فَخَلَفَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾

ترجمہ: پھر ان کی جگہ آئے ناخلف کھو بیٹھے نماز اور پیچھے پڑ گئے مزوں کے سو آگے دیکھ لیں گے گمراہی کو۔ ﴿تفسیر عثمانی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نماز ضائع کرنے سے یہاں کلیۃً ترک کر دینا اور نہ پڑھنا مراد نہیں ہے بلکہ وقت نکل جانے کے بعد پڑھنا مراد ہے۔

امام التابعین حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ مثلاً ظہر میں اتنی تاخیر کرے کہ عصر کا وقت ہو جائے اور عصر میں اتنی تاخیر کرے کہ مغرب کا وقت ہو جائے۔ اسی طرح ہر نماز کا حال ہو تو جس کسی شخص نے اس طرح کی عادت بنالی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے "غی" کا وعدہ فرمایا ہے، اور غی جہنم کی ایک نہایت ہی گہری اور گندی وادی کا نام ہے۔

اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے حضور ﷺ سے (سورہ ماعون کی آیت "الذین ھم عن صلاتھم ساھون" کی تفسیر کے بارے میں) پوچھا کہ وہ کون سے نمازی مراد ہیں؟ تو فرمایا: "جو لوگ نمازوں کو قضا کر کے پڑھیں۔" ان کا نام نمازی رکھا، لیکن ان کی نماز کے ساتھ تہاون اور لا پرواہی برتنے کی سزا میں ان کے لئے ویل یعنی شدتِ عذاب کی وعید سنائی۔ اور

بعضوں نے کہا ہے کہ ویل جہنم میں ایک وادی ہے کہ اگر اس میں دنیا کے تمام پہاڑ ڈال دیئے جائیں تو اس کی شدت حرارت سے گھل جائیں۔یہ ٹھکانہ ہے ہر اس شخص کا جو نماز سے بے پرواہی برتے اور قضاء کرے۔ایک اور آیت میں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿سورۃ المنافقون:۹﴾

ترجمہ: اے ایمان والوغافل نہ کردیں تم کوتمہارے مال اور تمہاری اولااللہ کی یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں ٹوٹے میں۔(تفسیر عثمانی)

(حضرات) مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں ذکر اللہ سے مراد پنج وقتہ نمازیں ہیں،چنانچہ جس شخص کو اس کے مال یا اولاد یا خرید وفروخت یا گھریلو کام یا جائیداد اور جاگیر وغیرہ کی مصروفیات نے نماز کو وقت پر ادا کرنے سے روکے رکھا وہ خاسرین (دارین میں نقصان اٹھانے والوں) میں سے ہے۔اسی طرح سے حدیث میں بھی ہے کہ ”قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نمازوں کا حساب لیا جائے گا،اگر وہ ٹھیک نکل گئیں تو فلاح پائے گا اور کامیاب ہوجائے گا،اور اگر وہ ناقص رہ گئیں تو برباد ہوگا اور نقصان اٹھائے گا۔“

اور آپ ﷺ نے فرمایا:”ہمارے اور کفار کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے،تو جس نے نماز ترک کی اس نے کفر کیا۔“

ایک اور حدیث میں ہے :”بندہ اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے“ نیز صحیح بخاری میں ہے کہ ”جس کی عصر کی نماز فوت ہوگئی اس کے سارے دن کے اعمال ضائع ہوگئے۔“

اور آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک قتال کروں جب تک کہ وہ ایمان لا کر نماز قائم نہ کرلیں اور زکوٰۃ نہ دینے لگیں۔جب وہ ایسا کرنے لگیں گے تو میری طرف سے ان کی جانیں اور مال محفوظ ہیں (بجز حق اسلام کے) اور ان (کے بقیہ اعمال) کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ! اسلام میں کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا" نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا" پھر آپ ﷺ نے فرمایا" جس نے نماز چھوڑ دی وہ بے دین ہے" نماز دین کا ستون ہے۔"

ایک روایت میں ہے کہ "بے نمازی قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کی پیشانی پر تین سطریں لکھی ہوں گی:

پہلی سطر :اے اللہ کا حق ضائع کرنے والے۔

دوسری سطر: اے اللہ کے غصہ کے مستحق۔

تیسری سطر:جس طرح تو نے دنیا میں اللہ کا حق ضائع کیا آج تو اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جا۔

فائدہ: بعض شوافع نے حدیث مذکور سے احتجاج واستدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ بلوغ کے بعد قصداً نماز ترک کرنے والے کا قتل واجب ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ جب نابالغ کو (نماز چھوڑنے پر)ضرب کا حکم دیا گیا ہے تو یقینا بالغ کو اس پر اس سے شدید و بلیغ سزا ملنی چاہیے۔اور ظاہر ہے کہ "ضرب" سے اشد "قتل" ہی ہے۔لیکن تارک نماز کو سزا کے بارے میں حضرات فقہاء میں اختلاف ہے۔چنانچہ امام مالک ،امام شافعی،امام محمد رحمہم اللہ کا مسلک یہ ہے کہ اسے گردن پر تلوار مار کر قتل کر دیا جائے (لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قتل تو نہیں کیا جائے گا،البتہ اسے قید کر دیا جائے گا جب تک کہ نماز ادا نہ کرے۔پھر جب نماز پڑھ لے تو چھوڑ دیا جائے گا۔)

پھر اس کی سزا کی تجویز کے بعد اس میں بھی اختلاف ہے کہ آیا وہ مسلم شمار ہو گا یا کافر؟ چنانچہ ابراہیم نخعی ،ایوب سختیانی،عبداللہ بن مبارک،احمد بن حنبل،اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ یہ فرماتے ہیں کہ وہ کافر ہے اور انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا"ہمارے اور کفار کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز کا ہے،تو جس نے نماز ترک کر دی،اس نے کفر کیا"۔(لیکن حنفیہ کے نزدیک اس کی تکفیر صحیح نہیں ہے۔انہیں اس قسم کی حدیثوں میں کلام ہے،وہ فرماتے ہیں کہ تارکِ صلاۃ کی تکفیر تو نہ کی جائے گی،البتہ اس کو فاسق وفاجر اور گناہ کبیرہ کا مرتکب کہا جاسکتا ہے۔)

حکایت

روایات میں آتا ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک عورت آئی،اس نے کہا؟"اے موسیٰ! میں نے ایک زبردست گناہ کیا ہے،آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے اور میری توبہ قبول فرمائے۔"حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ "آخر تو نے کونسا گناہ کیا ہے؟" اس نے کہا کہ "بات یہ ہے کہ مجھ سے زنا ہوگیا،پھر جب لڑکا پیدا ہوا تو میں نے (مارے ڈر کے)اس کو بھی قتل کردیا،"حضرت موسیٰ علیہ السلام خفا ہوگئے اور فرمایا"دور ہوجا،مجھے ڈر ہے تیرے گناہ کی نحوست کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا عذاب ہم سبھوں پر ہوجائے"وہ عورت نہایت دل برداشتہ اور مایوس التوبہ ہوکر چلی گئی۔ادھر حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف فرما ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اے موسیٰ! تم نے ایک توبہ کرنے والی عورت کو کیوں لوٹا دیا، کیا تمہارے نزدیک اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں؟انہوں نے کہا (زانی و قاتل) سے بڑا کوئی گنہگار ہوگا؟"اللہ تعالیٰ نے فرمایا" جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا"

حکایت

حکایت ہے کہ ایک شخص اپنی بہن کی تدفین میں مشغول تھا کہ اس کی پاکٹ قبر میں گر گئی۔اس وقت تو احساس نہیں ہوا۔البتہ بعد میں یاد آیا۔چونکہ اس میں زیادہ رقم تھی اس لئے وہ سب لوگوں کے چلے جانے کے بعد قبرستان گیا اور بہن کی قبر کو ایک طرف سے کھولا تو کیا دیکھتا ہے کہ قبر کی نعش شعلہ پوش ہے۔اس نے فورا قبر پر مٹی ڈالی اور روتا ہوا اپنی ماں کے پاس پہنچ کر پوچھنے لگا کہ اماں! میری بہن کے حالات کیا تھے؟مجھے بتلایئے۔ماں نے کہا آخر اس سوال کی وجہ؟اس نے قصہ سنایا۔اس کی ماں رونے لگی اور اس نے کہا اور تو کچھ نہیں البتہ نمازوں میں سستی کرتی اور انہیں قضا کردیتی تھی۔(اللہ اکبر)یہ سزا ہے اس شخص کی جو نمازوں میں سستی کرے،اور جو سرے سے نمازیں پڑھے ہی نہیں،اس کا کیا حشر ہو گا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ نمازوں کی حفاظت کرنے کے سلسلے میں ہماری خاص مدد فرمائے۔آمین

اس قسم کے واقعات میں اس زمانے کے تعلیم یافتہ طبقہ کو تامل ہوتا ہے اور اسے خلافِ قیاس وعقل تصور کر کے انکار کر بیٹھتے ہیں حالانکہ ان کا وقوع مستبعد نہیں،حق تعالیٰ کا ہمیشہ سے یہ دستور ہے کہ انسانوں کی غفلت دور کرنے اور ان میں بیداری کی روح پھونکنے کے لئے عذابِ قبر اور عقوبت اعمال سیہ کے سلسلے میں اس قسم کے واقعات رونما فرمادیتے ہیں،جن کا اس نے قرآن میں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ میں وعدہ فرمایا ہے۔اس کے علاوہ دنیامیں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو انسانی سمجھ وشعور اور عقل سے نہایت اونچی ہیں۔

نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہر مسلمان کو پابندی سے پانچوں وقت جماعت سے نماز پڑھنا شروع کردینا چاہیے اور جس کی نمازیں چھوٹ گئی،علماء سے معلوم کر کے قضاء نمازیں بھی پڑھنا شروع کردینا چاہئیں۔

زکوٰۃ نہ دینا

سورۃ اٰل عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَ لِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۱۸۰﴾

ترجمہ:اور نہ خیال کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس چیز پر جو اللہ نے ان کو دی ہے اپنے فضل سے کہ یہ بخل بہتر ہے ان کے حق میں بلکہ یہ بہت بُرا ہے ان کے حق میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا ان کے گلوں میں وہ مال جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن اور اللہ وارث ہے آسمان اور زمین کا اور اللہ جو کرتے ہو سو جانتا ہے۔(تفسیر عثمانی)

ایک اور جگہ سورۃ التوبہ میں ارشاد خداوندی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَیَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۳۴﴾ یَّوْمَ یُحْمٰى عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾

ترجمہ:اے ایمان والو بہت سے عالم اور درویش اہل کتاب کے کھاتے ہیں مال لوگوں کے ناحق اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور جو لوگ گاڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اس کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں سو ان کو خوش خبری سنادے عذاب دردناک کی جس دن کہ آگ دہکائیں گے اُس مال پر دوزخ کی پھر داغیں گے اُس سے اُن کے ماتھے اور کروٹیں اور پیٹھیں (کہا جائے گا) یہ ہے جو تم نے گاڑ کر رکھا تھا اپنے واسطے اب مزہ چکھو اپنے گاڑنے کا۔ (تفسیر عثمانی)

بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے والوں کو اس سزا میں صرف چہرہ، بازو، اور پیٹھ کو مخصوص اس لیے کیا جائے گا کہ بخیل مالدار جب فقیر کو دیکھتا ہے تو سب سے پہلے اس کے چہرے اور پیشانی پر بل پڑجاتے ہیں اور وہ اپنے بازو سے اعراض کرکے پیٹھ پھیر کر چل دیتا ہے تو قیامت میں انہیں اعضاء کو داغا جائے گا تاکہ وہ سزا جنسِ عمل کے موافق ہوجائے۔

حدیث پاک میں ہے کہ جہنم میں سب سے پہلے یہ تین آدمی داخل ہوں گے:

۱۔ظالم حکمران

۲۔وہ شخص جس نے اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کا حق (زکوٰۃ)نہیں نکالا۔

۳۔متکبر فقیر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو قیامت کے دن وہ مال ایک زبردست اژدھے کی شکل میں بنادیا جائے گا،اس کے دو جبڑے ہوں گے اور وہ قیامت کے دن اپنے مالک کو دو جبڑوں کے درمیان دبالے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں اور میں ہی تیرا خزانہ ہوں۔"

دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا"پانچ(اعمال) کے پانچ (بدلے) ہیں" لوگوں نے پوچھا"یارسول اللہ! وہ کون سی چیزیں ہیں؟" فرمایا" جو

قوم عہد توڑنے لگے گی تو اللہ ان پر ان کے دشمن کو (حاکم بنا کر) مسلط کردے گا،جب لوگ قرآن کے خلاف فیصلے کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر غربت وافلاس نازل کردے گا،اور جب ان کے درمیان بدکاری عام ہوجائے گی تو اللہ تعالیٰ موت کی کثرت کو پھیلادے گا،اور جب ناپ تول میں کمی کرنے لگیں گے تو اللہ تعالیٰ خشک سالی میں مبتلا کردے گا،اور اگر زکوٰۃ دینا چھوڑ دیں گے تو ان سے بارش روک لی جائے گی۔"

حکایت

محمد بن یوسف فریابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ابو سنان رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لئے گیا،جب ہم ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ چلو ہمارے پڑوسی کے بھائی کا انتقال ہوگیا ہے،اس سے مل لیں اور تعزیت کرلیں،چنانچہ ہم لوگ وہاں گئے تو دیکھا کہ وہ شخص اپنے بھائی پر نہایت غمگین تھا اور بہت زیادہ رورہا تھا۔ہم لوگ اس کے قریب بیٹھ کر تسلی کی باتیں کرنے لگے،وہ ہماری باتیں سنتا ہی نہیں تھا مسلسل روتا چلاجارہا تھا تو ہم نے کہا کہ بھائی تجھے نہیں معلوم کہ موت ایسی حقیقت ہے کہ اس سے سبھی کو دو چار ہونا ہے،اس نے کہا کہ خوب معلوم ہے لیکن میں تو اپنے بھائی کے اس عذاب پر رو رہا ہوں جو صبح وشام اس کے جسم پر ہورہا ہے۔

ہم نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تجھے غیب پر مطلع کردیا ہے؟اس نے کہا نہیں!بلکہ قصہ یوں ہے کہ جب میں اپنے بھائی کو دفن کرچکا اور قبر کی مٹی برابر کردی گئی اور لوگ سب واپس ہوئے تو میں وہیں کنارے پر نہایت غمگین بیٹھ گیا،اچانک قبر میں سے ایک آواز آئی، ہائے!مجھے عذاب بھگتنے کے لئے تنہا چھوڑ گئے ہو؟ہائے! میں نماز پڑھا کرتا تھا، روزے رکھا کرتا تھا۔بھائی کی اس آواز نے مجھے رلا دیا اور میں نے بے تاب ہو کر آہستہ سے اس کی قبر کو کھولا تو دیکھا کہ آگ بھری ہوئی ہے،اس کے گلے میں ایک طوق پڑا ہوا ہے،میں نے بھائی کی محبت میں اپنے ہاتھ کو آگے بڑھایا کہ طوق اس کے گلے سے نکال دوں تو آگ سے میری انگلیاں اور ہاتھ جل گیا۔اس شخص نے کپڑے کے اندر سے ہاتھ نکال کر ہمیں دکھایا تو وہ نہایت جلا ہوا تھا۔اس نے کہا کہ

پھر میں نے مٹی بھر دی اور لوٹ گیا (بھلا بتاؤ؟) اس سانحہ عظیمہ پر میں نہیں روؤں گا اور افسوس نہیں کروں گا؟ ہم نے پوچھا کہ تیرا بھائی آخر دنیا میں کون سا عمل کرتا تھا تھا؟ اس نے کہا (سب ٹھیک تھا) لیکن اپنے مال کی زکوۃ نہیں دیا کرتا تھا، ہم نے کہا کہ یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تشریح ہے:

وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَ لِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۱۸۰﴾

ترجمہ: اور نہ خیال کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس چیز پر جو اللہ نے ان کو دی ہے اپنے فضل سے کہ یہ بخل بہتر ہے ان کے حق میں بلکہ یہ بہت بُرا ہے ان کے حق میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا ان کے گلوں میں وہ مال جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن اور اللہ وارث ہے آسمان اور زمین کا اور اللہ جو کرتے ہو سو جانتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

پھر ہم یہاں سے حضور ﷺ کے صحابی ابو ذر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور سارا قصہ سنا کر عرض کیا کہ (حضرت!) یہود و نصاریٰ بھی تو مرتے ہیں لیکن ایسے واقعات رونما نہیں ہوتے؟ انہوں نے فرمایا کہ (بات اصل یہ ہے کہ) وہ لوگ یقینا جہنمی ہیں مگر اللہ تعالیٰ تم پر تمہاری عبرت و نصیحت کے لئے اہل ایمان کے حالات کا انکشاف (وقتاً فوقتاً) فرماتا رہتا ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا ؕ وَ مَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ﴿سورۃ انعام ۱۰۴﴾

ترجمہ: تمہارے پاس آچکی نشانیاں تمہارے رب کی طرف سے پھر جس نے دیکھ لیا سو اپنے واسطے اور جو اندھا رہا سو اپنے نقصان کو اور میں نہیں تم پر نگہبان۔ (تفسیر عثمانی)

بنا کسی عذر کے رمضان کے روزے نہ رکھنا

سورۃ البقرۃ میں ارشاد خداوندی ہے :

فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَي الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ وَعَلَي الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾

ترجمہ: پھر جو کوئی خوف کرے وصیت کرنے والے سے طرف داری کا یا گناہ کا پھر اُن میں باہم صلح کرادے تو اُس پر کچھ گناہ نہیں بے شک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہر بان ہے اے ایمان والو فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے اگلوں پر تا کہ تم پرہیز گار ہو جاؤ چند روز ہیں گنتی کے پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا مسافر تو اس پر اُن کی گنتی ہے اور دنوں سے اور جن کو طاقت ہے روزہ کی اُن کے ذمہ ہے ایک فقیر کا کھانا پھر جو کوئی خوشی سے کرے نیکی تو اچھا ہے اس کے واسطے اور روزہ رکھو تو بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔ (تفسیر عثمانی)

صحیحین میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ (۱) اللہ کے ایک ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے کی گواہی دینا، (۲) نماز پڑھنا، (۳)۔روزہ رکھنا، (۴) زکوٰۃ دینا،(۵) حج کرنا“

ایک حدیث میں ہے کہ ”جس شخص نے رمضان المبارک میں بلا عذر (شرعی) روزہ توڑ دیا (یا نہیں رکھا) تو اگر وہ اس کے عوض زندگی بھر روزہ رکھے تب بھی اس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”اسلام کی اصل اور اس کی مضبوط کڑی تین چیزیں ہیں، کلمہ شہادت، نماز اور رمضان کے روزے۔اس لئے جو کوئی شخص انہیں ترک کردے گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔نعوذ باللہ من ذلک۔

قدرت کے باوجود حج نہ کرنا

سورۃ اٰل عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾

ترجمہ: اس میں نشانیاں ہیں ظاہر جیسے مقام ابراہیم اور جو اس کے اندر آیا اس کو امن ملااور اللہ پر حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو شخص قدرت رکھتا ہواُس کی طرف راہ چلنے کی اور جو نہ مانے تو پھراللہ پروانہیں رکھتا جہان کے لوگوں کی۔(تفسیر عثمانی)

”نبی کریم ﷺ نے فرمایا”جو شخص اس قدر زادِ راہ اور راحلہ کا مالک ہو جائے کہ مکہ مکرمہ تک پہنچ کر حج کرسکے پھر وہ حج نہ کرے تو اللہ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ وہ یہودی مرے یا نصرانی۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ میرا ارادہ ہو رہا ہے کہ میں ان شہروں میں کچھ لوگوں کو بھیجوں کہ وہ ان لوگوں کو تلاش کر کے جو باوجود استطاعت کے حج نہیں کررہے ہیں ان پر مشکیں لگادیں کیوں کہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔(ستر بڑے گناہ، ص:۴۴)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک مالدار پڑوسی (حج پر قادر تھا) بغیر حج کئے مرگیا تو اس کی نماز نہیں پڑھی۔(ابھی اللہ کے بہت سے بندے اس عظیم فریضہ کی طرف سے غفلت میں پڑے ہوئے ہیں،حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس نعمت عظمیٰ کے حصول کے لئے قابل بنایا ہے،مختلف قسم کے بہانے وحیلے نکال رکھے ہیں،حالانکہ یہ شدید ترین وعیدیں نہ بھی ہوتیں تب بھی محض اس بارگاہ عظمت وجلال میں حاضری کی سعادت اس قدر اونچی ہے کہ آدمی اس کے لئے بے چین ومضطرب رہے،اہل استطاعت کو اس جانب فورا توجہ کرنا اور تکمیل فریضہ کی سعی میں لگ جانا چاہئے۔اللہ پاک ہم سب کو اپنے وعدوں اور وعیدوں کا ایسا یقین نصیب فرمائیں جیسا کہ مقدس جماعت صحابہ کو ملا تھا۔ آمین

****

یہ تو اللہ تعالیٰ کے فرائض ہوئے جو کہ ہر حال میں ادا کرنے ہیں اور ان میں اگر کوئی بھول غلطی ہوجائے اور کوئی کمی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنا چاہیے،وہ غفور رحیم ہے، وہ چاہے تو معاف کرسکتا ہے اور اس کمی کو بعد میں بھی پورا کیا جاسکتا ہے۔اہل علم والوں سے مشورہ کر کے اس کو پورا کرنے کا طریقہ معلوم کیا جاسکتا ہے۔

لیکن جو ہمارا تعلق خدا کے بندوں کے ساتھ ہے،مثلاً" والدین ،بھائی،بہن،اولاد ،بیوی ،رشتہ دار،پڑوسی،دوست،اجنبی جن کے ساتھ تعلق زیادہ عرصہ تک رہتا ہے یا کچھ مختصر عرصہ کے لئے ان سب کے لئے ہمارے رسول اللہ ﷺ نے اصول بتائے ہیں۔ان اصولوں کے مطابق ان سب سے تعلقات رکھنے ہیں۔ان میں کوئی کمی ہوگئی یعنی کسی کے ساتھ زیادتی کی ہے اس کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کریں گے، بلکہ جس کے ساتھ زیادتی کی گئی نہ صرف اس سے معافی مانگنی ہوگی بلکہ جو اس کے حقوق میں کمی کی ہے،وہ بھی اس کو دینا ہوگا۔ورنہ قیامت میں اللہ تعالیٰ اس شخص کے اعمال میں آپ کے اعمال میں سے اس کے برابر نیکیاں ڈال دے گا، لہٰذا حقوق کی ادائیگی کے سلسلے میں چند چیزوں کا ذکر کیا جارہا ہے، ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

والدین کی نافرمانی

سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾

ترجمہ: اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو، اور نہ انہیں جھڑکو۔ بلکہ ان سے عزت کے ساتھ بات کیا کرو۔ اور ان کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرتے ہوئے ان کے سامنے اپنے آپ کو انکساری سے جھکاؤ، اور یہ دعا کرو کہ: یارب! جس طرح انہوں نے میرے بچپن میں مجھے پالا ہے، آپ بھی ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ کیجیے۔

یہ عجیب بات ہے کہ بچپن میں جب تمہاری ذات سے انہیں تکلیفیں پہنچتی تھیں تو وہ نہایت شوق سے جھیلتے ہوئے تمہارے لئے درازی عمر کے دعاگو رہے، برخلاف اس کے اب بڑھاپے کی وجہ سے جب تمہیں ان سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تم ناک بھوں چڑھاتے ہوئے آرزو کرتے ہو کہ یہ بڈھے مرجاتے تو اچھا ہوتا۔ (کس قدر افسوس کی بات ہے۔)

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾

ترجمہ: میرا شکر کرو اور اپنے والدین کا بھی (کیونکہ تم سب کو) میری ہی طرف لوٹنا ہے۔

اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ دیکھئے تو سہی، اللہ تعالیٰ نے کس طرح والدین کی شکر گزاری کو اپنے شکر کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں تین آیتیں تین باتوں کے ساتھ ملی ہوئی نازل ہوئی ہیں کہ ان میں ایک دوسرے کے بغیر ناقابل قبول ہے، وہ تین آیتیں یہ ہیں۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ (سورۃ آل عمران: ۱۳۲)

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ (سورۃ بقرۃ: ۴۳)

اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ (سورہ لقمان: ۱۴)

چنانچہ اگر کوئی شخص اللہ کی اطاعت کرے مگر حضور اکرم ﷺ کا کہنا نہ مانے،اسی طرح نماز توپڑھے مگر زکوٰۃ نہ دے اور اللہ کا تو شکر گذار ہو مگر والدین کی ناشکری کرے تو وہ اعمال بھی قبول نہ ہوں گے۔اسی لئے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”اللہ کی خوشی والدین کی خوشی میں اور اللہ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔“

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا کہ آپ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت کی اجازت حاصل کرے تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا”کیا تمہارے والدین حیات ہیں؟“اس نے عرض کیا ”جی ہاں!“ آپ ﷺ نے فرمایا ”تو ان (کی خدمت ودیکھ بھال) میں ہی جہاد(کوشش وسعی) کر“ (ممکن ہے کہ اس وقت جہاد میں چلنے کی کوئی خاص ضرورت نہ ہو اور دوسری طرف اس کے والدین کی دیکھ بھال ونگہداشت کے لئے کوئی اور نہ ہو۔)

ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ ” تم لوگوں کو سب سے بڑے گناہ بتادوں؟“ پھر ارشاد فرمایا”اللہ کے ساتھ شرک

کرنا اور والدین کی نافرمانی وحق تلفی کرنا۔" دیکھئے کس طرح والدین کی نافرمانی کی برائی کو شرک کی برائی کے ساتھ ملا کر بیان کیا گیا ہے۔ ص

حیحین میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا"والدین کا نافرمان،احسان جتلانے والا اور کثرت سے شراب پینے والا (بغیر سزا بھگتے) جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔"

نیز آپ ﷺ نے یہ بد دعا فرمائی ہے "اللہ والدین کی حق تلفی کرنے والے پر لعنت فرمائے"اور یہ کہ "اللہ لعنت فرمائے باپ کو گالی دینے والے پر،اللہ لعنت فرمائے ماں کو گالی دینے والے پر۔"

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کی سزا کو اکثر قیامت تک معاف فرماتے ہیں،مگر سوائے والدین کی نافرمانی کے کہ اس سزا کے لئے جلدی فرماتے ہیں،یعنی جلد ہی دنیا میں والدین کی نافرمان کو اپنے کئے کا نتیجہ دیکھ لینا پڑے گا۔ (البتہ اگر اس نے معافی وتلافی کرلی،صدق دل سے،تو اللہ تعالیٰ ضرور معاف فرمائیں گے،جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل کی آیت اس جانب مشیر ہے۔" تمہارارب تمہارے قلوب کی کیفیت کو خوب جانتا ہے،اگر تم واقعی مخلص ہو گے اپنی توبہ میں تو وہ عاجزی کے ساتھ گڑ گڑانے والے کے حق میں بخشنے والی ذات ہے۔" (مفہوم)

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص والدین کی نافرمانی کرتا ہے،تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر کو گھٹادیتے ہیں تاکہ جلد سے جلد اسے

سزا دی جائے،اور جو شخص والدین کا فرمانبردار رہتا ہے تو وہ اس کی عمر کو بڑھادیتے ہیں تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ خیر وبھلائی کے کام کرسکے،اور والدین کے سلوک میں یہ بھی داخل ہے کہ اگر وہ محتاج ہیں تو ان کی حاجت بر آری کرے۔چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے شکایت کی کہ " اس کا باپ اس کے مال میں من مانی اور تصرف کرنا چاہتا ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا"تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنی والدہ کو گردن پر اٹھائے ہوئے کعبۃ اللہ کا طواف کررہا ہے۔اس شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا"کیا میں اپنی والدہ کی خدمتوں کا حق ادا کرہا ہوں؟" آپ نے فرمایا" نہیں ایک حصہ بھی نہیں،البتہ تو اچھا سلوک ضرور کررہا ہے،اللہ تعالیٰ تجھے اس تھوڑے کا ثواب

بھی ان شاء اللہ تعالیٰ بہت دیں گے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار شخصوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ نہ انہیں جنت میں داخل کرے گا اور نہ اپنی نعمتوں کا مزہ چکھنے دے گا۔۱۔بہت شراب پینے والے،۲۔سود کھانے والا،۳۔ظلم سے یتیم کا مال کھانے والا،۴۔والدین کی نافرمانی کرنے والا،البتہ اگر وہ توبہ کرلے تو الگ بات ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ "جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔"

ایک حدیث میں ہے کہ "باپ جنت کا دروازہ ہے،چاہے تو اس کی حفاظت کر یا ضائع کردے۔"

ایک حدیث میں ہے کہ "تین دعائیں بغیر کسی شک کے مقبول ہیں:

۱۔مظلوم کی دعا،۲۔مسافر کی دعا اور ۳۔والد کی دعا لڑکے کے لئے۔

عمر بن مرہ الجہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے آکر کر پوچھا کہ " میں نے پانچ وقت کی نماز پڑھ لی اور رمضان کے روزے رکھ لئے اور زکوٰۃ ادا کرلی اور بیت اللہ شریف کا حج کرلیا ہے تو اب میرے بارے میں آپ کیا فرمائیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا" جو شخص ان اعمال کو لے کر وہ نبیوں اور صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہوگا بشرطیکہ وہ والدین کا نافرمان نہ ہو"

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ " میں نے معراج میں ایک قوم کو دیکھا کہ چہروں کے بل جہنم کی آگ میں ننگے پڑے ہوئے تھے، میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ لوگ ہیں جو دنیا میں اپنے والدین کو برا بھلا کہتے تھے۔"

حکایت

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص علقمہ نامی تھے جو خیر اور نیکی کے کاموں میں بہت زیادہ حصہ لیتے اور کثرت سے طاعت وعبادت میں لگے رہتے تھے۔ وہ بیمار ہوئے اور ان کی بیماری اس قدر بڑھ گئی کہ موت کے قریب پہنچ گئے۔ ان کی اہلیہ نے ایک شخص کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور اطلاع کرائی کہ میرا شوہر حالتِ نزع میں ہے، اس اطلاع کے ملتے ہی آپ ﷺ نے حضرت صہیب، حضرت عمار اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دیا کہ ان کے پاس جاؤ اور انہیں کلمہ شہادت کی تلقین کرو۔ چنانچہ

تینوں حضرات پہنچے اور جب انہوں نے کلمہ کی تلقین شروع کی تو انہوں نے دیکھا کہ وہ کلمہ پڑھ نہیں پا رہے ہیں۔انہوں نے فورا کسی کو آپ ﷺ کی خدمت میں روانہ کر کے صورتِ حال کی خبر کروائی۔اس(حیرت ناک)خبر کو سن کر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ''ان کے والدین میں سے کوئی حیات ہے؟بتایا گیا کہ بوڑھی والدہ زندہ ہیں۔ارشاد فرمایا کہ ''ان کی والدہ سے کہو اگر وہ میرے یہاں آسکتی ہیں تو چلی آئیں ورنہ گھر ہی پر ٹھہری رہیں میں آرہا ہوں۔''چنانچہ ان کی والدہ کو آپ ﷺ کا یہ فرمان پہنچایا گیا تو اس بڑھیا نے کہا کہ میری جان آپ ﷺ کی ذات عالی پر قربان ہو،مجھے زیادہ حق پہنچتا ہے کہ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوں۔چنانچہ وہ اٹھیں اور لکڑی کے سہارے خدمت عالی میں حاضر ہوگئیں اور آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا ''اے علقمہ کی ماں! (میں جو پوچھوں) صحیح بتانا،ورنہ اگر جھوٹ کہو گی تو وحی الہیٰ سے مجھے معلوم ہوجائے گا۔''بتاؤ تمہارے بیٹے علقمہ کا کیا حال تھا؟بڑھیا نے کہا وہ بہت نماز پڑھنے والا،بہت روزہ رکھنے والا،اور بہت صدقہ وخیرات کرنے والا تھا۔آپ ﷺ نے پوچھا اچھا،تمہارا کیا حال ہے؟بڑھیا نے کہا ''میں اس سے ناراض ہوں''آپ ﷺ نے پوچھا کہ آخر ایسا کیوں؟بڑھیا نے کہا وہ اپنی بیوی کو بہت اہمیت دیتا اور میری نافرمانی کرتا تھا۔یہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اصل میں علقمہ کی ماں کی ناراضگی اس کے کلمہ پڑھنے میں رکاوٹ بن رہی ہے۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا''اے بلال! جاؤ ایندھن تیار کرو،بڑھیا نے کہا یا رسول اللہ! آپ اس کا کیا کریں گے؟ارشاد فرمایا تمہار بیٹے کو میں جلا دوں گا۔اس نے کہا یا رسول اللہ! مجھ سے کیسے دیکھا جائے گا؟میرا دل اس درد ناک منظر کا متحمل نہیں ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا''اے ام علقمہ ! اللہ کا عذاب اس سے سخت اور برا ہے،اگر تو چاہتی ہے کہ تیرا بچہ اس سے بچ جائے تو اس

سے راضی ہوجا،ورنہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے،علقمہ کو اس کی نمازیں،روزے اور خیرات تیری ناراضگی کے ہوتے ہوئے کچھ کام نہ دیں گے۔"

بڑھیا نے کہا یا رسول اللہ! میں اللہ کو اور ملائکہ اور تمام حاضرین کو گواہ بناتی ہوں کہ میں علقمہ سے راضی ہوگئی۔ آپ ﷺ نے حضرت بلال سے فرمایا جاؤ دیکھو علقمہ کی زبان سے کلمہ جاری ہوا یا نہیں؟حضرت بلال گئے اور جب وہ پہنچے تو دیکھا کہ علقمہ کلمہ کا ورد کررہے ہیں۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے وہاں موجود لوگوں سے کہا(لوگو سن لو!)ان کی والدہ کی ناراضگی کی وجہ سے ان کی زبان اب تک بند تھی اور کلمہ نہیں پڑھ پارہی تھی،اور اب جب کہ ان کی والدہ راضی ہوگئی ہیں تو کلمہ پڑھنے لگے ہیں۔پھر اسی دن علقمہ کا انتقال ہوگیا۔ آپ ﷺ نے ان کے کفن ودفن کا حکم دیا اور آپ ﷺ ان کے جنازے میں آخر تک موجود رہے۔جب ان کی تدفین ہوگئی تو آپ ﷺ ان کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا"اے انصار ومہاجرین ! (سن لو)

جس کسی نے اپنی بیوی کو اپنی ماں پر فوقیت دی (خدمت وسلوک کے اعتبار سے) تو اس پر اللہ کے فرشتوں اور تمام مسلمانوں کی لعنت ہے،اللہ تعالیٰ اس شخص کے نہ فرائض قبول فرمائے گا نہ نوافل،ہاں البتہ اگر وہ توبہ کرلے اور انہیں راضی وخوش کرلے تو اللہ بھی معاف فرمادے گا۔ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(چنانچہ معلوم ہوا کہ) اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ماں کی خوشنودی میں ہے اور اس کی ناراضگی ماں کی ناراضگی میں ہے۔

(یہ روایت ترغیب وترہیب کی ہے،بیہقی وطبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔محدثین کو اس کے ایک راوی کی وجہ سے اس میں کلام ہے تاہم بالکل نظر انداز بھی نہیں کی جاسکتی جیسا کہ محدثین ہی کا اصول ہے کہ اس قسم کی احادیث کو ترغیب وترہیب کے باب میں قبول کرلیا جاتا ہے،چنانچہ خود مصنف عظیم محدث اور امام جرح وتعدیل ہیں۔

ہمارے لئے اس باب میں جو اہم ترین درسِ عبرت ہے وہ یہی ہے کہ والدین کا معاملہ نہایت نازک اور اہم ہے،اس سے غفلت برتنا بڑی نادانی اور پرلے درجہ کی بےوقوفی ہے۔وہ صحیح احادیث اور آیاتِ قرآنیہ جو پیچھے گزر چکی ہیں ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے نزدیک اس کی بڑی اہمیت ہے،ہمارے اس زمانے میں جہاں دین کے بہت سے شعبے نظر انداز ہوچکے ہیں انہیں میں سے ایک یہ بھی ہے،چنانچہ بیویوں کی خاطر سے والدین کو سخت ذہنی اور قلبی کلفت ورنج پہنچانا عام ہوچکا ہے۔ایک موقع پر اسے آپ ﷺ نے علاماتِ قیامت میں بھی ذکر فرمایا ہے۔

بہرحال ہمیں یہ عرض کرنا ہے کہ اللہ پاک نے ہمیں امت وسط کا لقب عنایت فرمایا ہے۔ہمارے نبی ﷺ کی لائی ہوئی ساری شریعت نہایت ہی متوسط اور معتدل اور افراط وتفریط سے پاک ہے،ہمیں ہر معاملے میں اعتدال کی راہ اختیار کرنی اور ہر کام علماء سے سمجھ کر کرنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخروقت تک اپنی مرضیات پر قائم رہنے کی توفیق نصیب فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔آمین

رشتہ داروں سے بدسلوکی کرنا

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴿۱﴾

ترجمہ: اے لوگو ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے اور اسی سے پیدا کیا اس کا جوڑا اور پھیلائے ان دونوں سے بہت مرد اور عورتیں اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے واسطے سے سوال کرتے ہو آپس میں اور خبردار رہو قرابت والوں سے بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔(تفسیر عثمانی)

سورۃ محمد میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾

ترجمہ: ایسے لوگ ہیں جن پر لعنت کی اللہ نے پھر کر دیا ان کو بہرا اور اندھی کر دیں ان کی آنکھیں۔(تفسیر عثمانی)

صحیحین میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا۔" (یعنی بغیر اس گناہ کے سزا بھگتے، ورنہ ہر صاحب

ایمان بالآخر جنت میں ضرور جائے گا۔ان شاء اللہ)

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص اپنے غریب وحاجت مند رشتہ داروں کی دیکھ بھال نہیں کرتا نہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا ہے اور صدقہ وخیرات بھی انہیں چھوڑ کر دوسروں پر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے صدقہ وخیرات کو قبول نہیں کریں گے، اور نہ قیامت کے دن اس کی طرف (عنایت سے) نظر فرمائیں گے۔

اور اگر کوئی بے چارہ خود ہی غریب وخستہ حال ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے ان رشتہ داروں کے حالات معلوم کرنے اور ملاقاتیں کرنے کے ذریعہ حقوق ادا کرے۔ جیسا کہ خود حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔"صلہ رحمی کرو چاہے وہ سلام ہی کے ذریعہ ہو۔"

اور اگر کوئی بے چارہ خود ہی غریب وخستہ حال ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے ان رشتہ داروں کے حالات معلوم کرنے اور ملاقاتیں کرنے کے ذریعہ حقوق ادا کرے۔ جیسا کہ خود حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔"صلہ رحمی کرو چاہے وہ سلام ہی کے ذریعہ ہو۔"

نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس پر لازم ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔"

نیز حدیث شریف میں ہے کہ "احسان کردینا ہی صلہ رحمی نہیں بلکہ اصل صلہ رحمی یہ ہے کہ آدمی اس کے ساتھ بھی صلہ رحمی کرے جس نے اس سے تعلقات توڑے ہیں۔"

اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔میں رحمٰن ہوں،یہ رحم (رشتہ داری) ہے۔جس نے اسے جوڑے رکھا میں اسے جوڑے رکھوں گا اور جو اس(رشتہ) کو توڑ دے گا میں اسے اپنے سے توڑ دوں گا۔(یعنی علیحدہ کردوں گا۔)

حضرت ابن حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو وصیت فرمائی تھی کہ "بیٹے! قطع رحمی کرنے والے کے ساتھ مت رہنا،کیوں کہ میں نے ایسے شخص پر اللہ کی کتاب میں تین جگہوں پر لعنت پائی ہے۔"

حکایت

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کررہے تھے،یوں ارشاد فرمایا کہ اس مجمع میں جو لوگ رشتہ قطع کرنے والے ہیں وہ اٹھ جائیں،اس اعلان کے بعد پورے مجمع میں سے صرف ایک نوجوان اٹھا اور چل دیا،وہ کچھ برسوں سے اپنی پھوپھی سے قطع تعلق کئے ہوئے تھا،سیدھے ان کے پاس پہنچا اور معافی تلافی کے ذریعہ معاملہ صاف کرلیا۔اس کی پھوپھی نے اس کو معاف کردیا اور ازراہِ تعجب دریافت کیا کہ اچانک یہ تبدیلی کیسے پیدا ہوگئی؟اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس اعلان کا اعادہ کیا،تب اس کی پھوپھی نے اس سے کہا کہ ان سے اس اعلان کی وجہ دریافت کرو۔یہ نوجوان دوبارہ ان کی مجلس میں حاضر ہوا اور اپنی معافی کا پورا قصہ سنا کر عرض کیا"حضرت ! آخر ایسا شخص آپ کی مجلس میں کیوں نہ بیٹھے؟"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا"میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے،آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ کی رحمت ایسی قوم پر نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی رشتہ قطع کرنے والا ہو"۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے والدین،بیوی ،بچے،بھائی،بہن عزیز رشتہ دار پڑوسی دوست اجنبی سب کے ساتھ بہترین سلوک کیا جائے، اور کسی کو بھی ناراض نہ کیا جائے۔ہر وقت اپنے چہرہ پر مسکراہٹ رکھی جائے۔اور سب سے خوش اخلاقی سے پیش آیا جائے۔

پاک اور حلال رزق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ پاک ہے اور پاک عمل اور مال ہی کو قبول فرماتا ہے،اور اللہ نے بلاشبہ وہی حکم مومنوں کو دیا ہے جو پیغمبروں کو حکم دیا ہے،چنانچہ پیغمبروں سے خطاب فرماتے ہوئے ارشاد ہے"اے رسولوں طیب چیزیں کھاؤ، اور نیک عمل کرو"اور عام مؤمنوں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہے"اے ایمان والو جو ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے پاک چیزیں یعنی حلال چیزیں کھاؤ۔"

آج بے انتہاء دعائیں کی جاتیں ہیں مگر دعائیں قبول نہیں ہوتی ہیں اور قبول کیونکر ہوں جبکہ حرام سے بچنے کا خیال ہی نہیں رہتا۔کھانا، پینا، پہننا، رہنا، ضرورت کی سب چیزوں میں حرام کا مال شامل ہوتا ہے،نہ تو دعا قبول ہوتی ہے،نہ نماز،روزہ،زکوٰۃ اور حج اور وہ گوشت جنت میں داخل نہ ہوگا جو حرام سے بڑھا ہوا ہو۔نہ اس سے صدقہ قبول ہوگا اور اس میں سے خرچ کرے گا تو برکت نہ ہوگی اور جو مال اپنے پیچھے چھوڑ جائے وہ مال اس کے لئے دوزخ کا سامان ہوگا۔

بڑے مبارک ہیں وہ لوگ جو دنیا کی لذتوں کو دوزخ کے عذاب سے بچنے کی خاطر چھوڑ دیتے ہیں اور تھوڑے پر صبر کرلیتے ہیں۔وہ دنیا میں ناک نیچی کر کے بے ضرورت چیزوں کو چھوڑنے پر راضی ہوجائیں تو آخرت میں باعزت اور آرام سے رہیں گے۔

یہ ایک ایسا عمل ہے جو آپ کو جنت کے راستے پر گامزن رکھے گا۔

اسلام کی جامعیت اور بدعت کی مذمت اور مضرت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی ہمارے اس دین میں وہ کام جاری کرے جو دین سے نہیں تو وہ کام مردود ہے۔"اسلام کامل ومکمل اور صاف وصریح دین ہے، جس میں ذرا سی بھی ترمیم اور اضافے کی گنجائش نہیں ہے تو اب اس میں کسی بدعت کا نکلنا اور اپنی طرف سے کسی ایسے کام کو دین میں داخل کرنا جو دین میں نہیں ہے، سراسر گمراہی ہے اور دین میں اپنی طرف سے اضافہ کرنا ہو گا۔حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یعنی جس نے بدعت کا کام کیا گویا اس نے یہ سمجھا کہ محمد ﷺ نے اللہ کے

حکم پہنچانے میں غلطی کی ہے اور پورا دین نہیں پہنچایا ہے اور احکام ٹھیک ٹھیک نہیں بتلائے ہیں،لہٰذا میں اس میں اپنی طرف سے کوئی عمل جاری کرکے ناقص دین کی تکمیل کرتا ہوں۔(اللہ کی پناہ)اور بدعت چونکہ نیکی سمجھ کر کیا جاتا ہے اس لئے اس سے توبہ کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا اور اس کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔یہ شیطان کی بہت بڑی چال ہے کہ انسان کو ایسے عمل پر ڈال دے جو حقیقت میں گناہ ہو اور کرنے والا اسے نیکی سمجھتا ہو۔بیاہ شادی مرنے جینے میں ہر جگہ بے شمار بدعتیں ہوتی ہیں۔قبروں پر بے انتہاء گناہ ہوتے ہیں جن کو کار ثواب سمجھا جاتا ہے،لیکن حقیقت میں بدعت ہوتے ہیں۔

تیجہ،دسواں،بیسواں،چالیسواں،برسی،قبروں کے عرس، قبروں پر چادریں یا پھول چڑھانا،قبروں کو غسل دینا،پختہ بنانا،قبروں پر روٹیاں یا غلہ تقسیم کرنا،شب برات کا حلوہ،حضرت جعفر کے کونڈے،گیارھویں،شادی رسمیں بے شمار بدعتیں رائج ہیں اور ان کے مٹانے کے لئے سچے بندے جان توڑ کوشش کرچکے ہیں لیکن چونکہ ان چیزوں کو نیکی سمجھ کر کیا جاتا ہے،اس لئے چھوڑنے کے بجائے علماء کرام ہی کو برا کہہ دیا جاتا ہے،جو لوگ ان بدتوں میں پھنسے ہوئے ہیں ان پر لازم ہے کہ جن علماء پر اعتماد رکھتے ہیں ان میں سے ہر ہر چیز سے متعلق ان سے سوال کریں کہ قرآن وحدیث کے مطابق اور ائمہ کرام کے فقہ پر اس کا ذکر کہاں ہے اور حضور اقدس ﷺ یا آپ کے صحابہ سے ان کا ثبوت ہے کہ نہیں؟

جو بھی کاوش کر کے ان بدعات سے بچ گیا وہ جنت کے راستے پر گامزن رہے گا۔ورنہ بروز قیامت حضور ﷺ کے ہاتھوں آب کوثر پینے سے بھی معذور ہوسکتا ہے۔

اس لئے ان چیزوں سے بھی بچنا چاہیے جو مشتبہات میں آتی ہیں۔یہ وہ چیزیں ہوتی ہیں جس کے متعلق انسان حلال یا حرام ہونے کا فیصلہ کرنے سے عاجز ہوتا ہے اور شبہ میں پڑجاتا ہے۔ایسی چیز کو استعمال کرنے سے بھی بچنا چاہئے۔

گناہ کبیرہ

گناہ کبیرہ مندرجہ ذیل تعریف میں آتے ہیں:

۱) جس گناہ پر اللہ تعالیٰ نے دوزخ یا عذاب کی دھمکی دی ہو یا غضب یا لعنت کا اظہار فرمایا ہو۔

۲) جس گناہ کو بڑا سمجھا جاتا ہو۔

۳) جس گناہوں کو فاحشہ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

۴) حقوق العباد میں کوتاہی کبیرہ ہے۔

۵) اہل بدعت سے سرزد ہونے والے گناہ کبیرہ ہیں۔

۶) جو امور بذات خود منع ہوں وہ کبیرہ ہیں۔

۷) صغائر کا بھی تکرار کے ساتھ ارتکاب انکو کبائر بنادیتا ہے۔جس گناہ کے بعد ندامت واستغفار ہو وہ کبیرہ نہیں اور بظاہر معمولی گناہ جس پر اصرار ہو وہ صغیرہ نہیں۔

ہر گناہ خصوصًا کبیرہ گناہ انسان کی روحانی زندگی کے لئے خطرناک زہر ہے،برسوں کی طاعات سے پیدا شدہ وہ نور منٹوں میں یک لخت زائل ہوجاتا ہے،اس لئے خود قرآن کریم جا بجا برے نتائج کی طرف متوجہ فرماتا ہے۔کہیں امت سابقہ کے بعض گناہ اور اس خدا کی جانب سے نازل شدہ قہر وغضب کا تذکرہ فرمایا گیا ہے تو کہیں اس امت کو براہ راست خطاب کر کے ترک معصیت کی دعوت دی گئی ہے۔اسی طرح جناب نبی کریم ﷺ نے بھی مختلف طریقوں سے امت کو گناہوں سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔

ایک مرتبہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہو کر فرمایا:

”پیاری عائشہ! کم درجہ گناہوں سے بھی بچتی رہو۔“

درج ذیل میں گناہ کبیرہ یعنی بڑے گناہوں کی صرف فہرست دی جارہی ہے، ان کی تفصیل آپ کسی کتاب سے حاصل کرسکتے ہیں:

۱۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔

۲۔ ناحق کسی کو قتل کرنا۔

۳۔ جادوگری۔

۴۔ نماز نہ پڑھنا۔

۵۔ زکوٰۃ نہ دینا۔

۶۔ بنا کسی عذر کے رمضان کے روزے نہ رکھنا۔

۷۔ قدرت کے باوجود حج نہ کرنا۔

۸۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔

۹۔ رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی کرنا۔

۱۰۔ بدکاری۔

۱۱۔ خلاف فطرت شہوت رانی۔

۱۲۔ سود کھانا۔

۱۳۔ یتیم کا مال ظلماً کھانا۔

۱۴۔ اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ باندھنا۔

۱۵۔ میدان جہاد سے بھاگنا۔

۱۶۔ حاکم کا رعایا پر ظلم کرنا۔

۱۷۔ گھمنڈ اور تکبر کرنا۔

۱۸۔ جھوٹی گواہی دینا۔

۱۹۔ شراب پینا۔

۲۰۔ جوا کھیلنا۔

۲۱۔پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔

۲۲۔مالِ غنیمت میں خیانت کرنا۔

۲۳۔چوری کرنا۔

۲۴۔ڈاکہ ڈالنا اور رہزنی کرنا۔

۲۵۔جھوٹی قسم کھانا۔

۲۶۔ظلم کرنا۔

۲۷۔چنگی لینا۔

۲۸۔حرام مال کھانا۔

۲۹۔خودکشی کرنا۔

۳۰۔جھوٹ کی عادت ڈال لینا۔

۳۱۔غلط فیصلے کرنا۔

۳۲۔رشوت ستانی۔

۳۳۔عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا اور مردوں کا عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا۔

۳۴۔بیوی کی بدکاری پر ناگواری نہ ہونا۔

۳۵۔پہلے شوہر کے جائز یا دوبارہ شادی کے لئے (طلاق کے بعد)جائز کرنے کے لئے کسی اور مرد کا اس کے ساتھ شادی کرنا اور اس مقصد کے لئے اس کو طلاق دینا۔

۳۶۔پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا۔

۳۷۔ریاکاری یا دکھاوے کا عمل۔

۳۸۔علم دین کا دنیا کے لئے سیکھنا اور اس کا چھپانا۔

۳۹۔امانت میں خیانت کرنا۔

۴۰۔احسان جتانا۔

۴۱۔تقدیر کو جھٹلانا۔

۴۲۔دوسروں کے عیب تلاش کرنا۔

۴۳۔چغل خوری کرنا۔

۴۴۔لعنت ملامت کرنا۔

۴۵۔وعدہ خلافی کرنا۔

۴۶۔غیب کی خبریں بتلانے والے کاہن اور نجومی کی تصدیق کرنا۔

۴۷۔شوہر کی نافرمانی کرنا۔

۴۸۔نوحہ کرنا۔

۴۹۔بغاوت اور سرکشی کرنا۔

۵۰۔کمزوروں پر زیادتی کرنا۔

۵۱۔پڑوسی کو تکلیف پہنچانا۔

۵۲۔مسلمانوں کو تکلیف دینا اور برا بھلا کہنا۔

۵۳۔اللہ کے نیک بندوں کو ستانا۔

۵۴۔کپڑوں کا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا۔

۵۵۔مرد کا ریشم اور سونا استعمال کرنا۔

۵۶۔غلام کا اپنے آقا کے پاس سے بھاگ جانا۔

۵۷۔غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا۔

۵۸۔جان بوجھ کر غلط نسب بیان کرنا۔

۵۹۔لڑائی جھگڑا کرنا۔

۶۰۔ضرورت سے زائد پانی کا روکنا۔

۶۱۔ناپ تول میں کمی کرنا

۶۲۔خدا کے عذاب سے نڈر ہوجانا۔

۶۳۔بلا عذر جماعت کی نماز چھوڑدینا۔

۶۴۔جمعہ کی نماز نہ پڑھنا۔

۶۵۔وصیت میں نافرمانی کرنا۔

۶۶۔دھوکا دینا اور فریب کرنا۔

۶۷۔مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کرنا۔

۶۸۔تصویریں بنانا۔

۶۹۔صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کرنا۔

۷۰۔مسئلہ حلالہ فقہاء کی نظر میں

مندرجہ ذیل عمل بھی گناہ کبیرہ کے زمرے میں آتے ہیں:

۱۔کسی کا مال غصب کرنا۔

۲۔نماز قضاء کرنا۔

۳۔علماء اور حفاظ کو برا کہنا اور انہیں بدنام کرنا۔

۴۔باوجود قدرت کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دینا

۵۔کسی عورت کو برائی پر آمادہ کرنے کے لئے دلالی کرنا۔

۶۔قرآن مجید یاد کر کے بھول جانا۔(اگر کسی مرض یا ضعف سے ہوجائے تو اس میں داخل نہیں۔)

۷۔کسی جاندار کو آگ میں جلانا(ایسے موذی جانور جس کا جلانا ضروری ہو تو مضائقہ نہیں۔)
۸۔کسی عورت کو شوہر کے پاس جانے اور حقوقِ شوہری ادا کرنے سے روکنا۔
۹۔اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا۔
۱۰۔کسی مسلمان یا مسلم کی غیبت کرنا۔
۱۱۔مال میں اصراف یعنی مصلحت اور ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا۔
۱۲۔اپنی عورت کو ماں یا بیٹی کے مثل کہنا۔
۱۳۔کسی صغیرہ کو بار بار کرنا۔
۱۴۔گناہ میں کسی کی مدد کرنا۔

۱۵۔گانا سننا اور عورت کا گانا۔
۱۶۔لوگوں کے سامنے ستر کھولنا۔
۱۷۔حق واجب کے ادا کرنے میں بخل کرنا۔
۱۸۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابو بکر وحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، سے افضل کہنا۔
۱۹۔لوگوں کے نسب کو طعنے دینا۔
۲۰۔مخلوق کے تقرب کے لئے جانور کی قربانی کرنا۔
۲۱۔کوئی بری رسم جاری کرنا یا اس کی دعوت دینا
۲۲۔کسی مسلمان کو تلوار، چاقو یا دھار چیز سے اشارہ کرنا۔

۲۳۔حرم محترم میں الحاد وگمراہی کی بات کرنا۔
۲۴۔بھنگ یا کوئی نشہ آور چیز کھانا۔
۲۵۔مسلمان کو کافر کہنا۔
۲۶۔ایک سے زائد بیویاں ہوں تو حقوق میں برابری نہ کرنا۔
۲۷۔استمنیٰ بالید (اپنے ہاتھ سے منی خارج کرنا۔)
۲۸۔حائضہ عورت سے جماع کرنا۔
۲۹۔عالم کا اپنے علم پر عمل نہ کرنا۔
۳۰۔کھانے والی چیز کو برا کہنا۔
۳۱۔رقص (ناچ) کرنا۔
۳۲۔دین پر دنیا کو ترجیح دینا۔
۳۳۔دوسروں کے گھر میں جھانکنا اور بلا اجازت داخل ہونا۔
۳۴۔حقارت سے کسی پر ہنسنا۔
۳۵۔چھپ کر کسی کی باتیں سننا۔
۳۶۔برے لقب سے کسی کو پکارنا یا اس کا ذکر کرنا۔
۳۷۔نابینا کو غلط راستہ بتانا۔
۳۸۔اولاد میں برابری نہ کرنا۔
۳۹۔بیک وقت ایک سے زائد طلاق دینا۔
۴۰۔بلا ضرورت کتا پالنا۔

اسلام کی بنیادی چیزوں پر پکا یقین اور اعتقاد رکھ کر ان پر پابندی سے عمل کرنا اور بڑے گناہوں سے بچتے رہنا آپ کو جنت کے راستہ پر چڑھادیتا ہے اور اسی طریقہ سے آپ جنت کے راستے پر گامزن بھی رہ سکتے ہیں،ذیل میں اس مصروف زندگی کے لئے کچھ مختصر عمل او ر جنت کے راستے کو آسان کرنے کے لئے کچھ چیزیں دے رہے ہیں جو کہ آپ کو دنیا کی مشکلات اور پریشانیوں سے بھی بچائیں گی۔

۱۔گھر سے باہر نکلتے وقت تین مرتبہ دعا پڑھیں:

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَاعْتَصَمْتُ بِاللّٰہِ وَتَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

(پُرنور دعائیں،مصنف:حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ)

۲۔گاڑی میں بیٹھنے کے بعد پڑھنے کی دعا:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَ اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔

(پُرنور دعائیں،مصنف:حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ)

۳۔منزل پر پہنچنے کی دعا

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَکًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۲۹﴾

راستے میں بجائے فون استعمال کرنے کے :

۱۔قرآن شریف کا جو بھی حصہ یاد ہو وہ پڑھتے ہوئے جانا۔(ہر لفظ پر دس نیکیاں ملنا)

۲۔حضور ﷺ پر درود شریف پڑھتے ہوئے جانا۔(حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا،اللہ جل شانہ اس پر دس دفعہ درود بھیجے گا اور اس کی دس خطائیں معاف کرے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔جس کے اعمال نامہ میں جتنے زیادہ درود ہوں گے وہ اتنا ہی حضور ﷺ کے قیامت میں قریب ہو گا۔)

۳۔کلمہ طیبہ اور ضروری اذکار پڑھنا۔(استغفار پڑھنا)

۴۔اپنے لئے اور دوسروں کے لئے دعائیں مانگنا۔

۴ - واپسی میں گھر میں داخل ہوتے وقت

۱) بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا۔

۲) گھر میں کوئی موجود ہو یا نہ ہو السلام علیکم کہنا۔

۳) کپڑے یا جوتے تبدیل کرتے وقت پہلے الٹے ہاتھ یا پاؤں سے کپڑے اور جوتے اتاریں اور پہنتے وقت سیدھے ہاتھ یا پاؤں میں پہلے پہنیں۔

۴) کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا ہے، اور اگر یہ پڑھنا بھول جائیں تو جس وقت بھی یاد آجائے تو پڑھیں بسم اللہ اولہ واخرہ۔

۵- کھانا کھانے کے بعد دعا پڑھیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَ كَفَانَا وَاٰوَانَا وَاَرْوَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا پلایا، اور ہماری ضرورت پوری کی، ہمیں ٹھکانہ دیا، اور ہمیں سیراب کیا، اور ہمیں مسلمانوں میں سے بنایا۔

(پُرنور دعائیں، مصنف: حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ)

۶-پانی پینے کی سنتیں:

پانی بیٹھ کر پئیں،پانی کو دیکھ کر پئیں،بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر پئیں،تین سانسوں میں یعنی تین دفعہ میں پئیں،پہلی مرتبہ میں سبحان اللہ دوسری میں الحمدللہ اور تیسری میں اللہ اکبر کہیں،تین سانسوں میں پورا پانی پی لیں۔

جس وقت گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھتے ہیں اور کھانا کھاتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھتے تو شیطان بہت خوش ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ اس گھر میں داخل ہونے کو بھی مل گیا اور اس گھر میں کھانا کھانے کو بھی مل گیا ہے۔گھر کے اندر اللہ تعالیٰ نے اس کے رہنے کی جگہ وہ رکھی ہے جہاں آپ حوائج ضروری سے فارغ ہونے کے لئے جاتے ہیں۔جب آپ اس میں وہاں جانے اور واپس آنے کی دعائیں نہیں پڑھتے تو شیطان آپ پر پوری طرح قابو پالیتا ہے اور ہر بری طرح کے خیالات آپ کے دل میں ڈالتا ہے اور بری طرح کی بیماریاں آپ کے جسم میں ڈالتا ہے۔جن کی وجہ سے آپ کے گھر کے حالات بگڑتے چلے جاتے ہیں۔مسلمانوں کے لئے ہر معاملے میں حضور ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے سے اس دنیا کے لئے اور آخرت کے لئے دونوں طرح سے فائدہ ہے۔

۷-بیت الخلاء جانے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡخُبُثِ وَالۡخَبَائِثِ۔

ترجمہ: اے اللہ! میں خبیث شیاطین سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں، خواہ وہ نر ہوں یا مادہ۔

(پُرنور دعائیں،مصنف:حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ)

جب بیت الخلاء سے فارغ ہو ں یا باہر نکلنے کے بعد غفرانک کہے اور یہ دعا پڑھے :

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَذۡھَبَ عَنِّیۡ الۡاَذٰی وَعَافَانِیۡ۔

ترجمہ: اے اللہ !میں آپ سے مغفرت مانگتا ہوں۔تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں،جس نے مجھ سے گندگی دور کی،اور مجھے عافیت عطا فرمائی۔

(پُرنور دعائیں،مصنف:حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ)

کسی بھی روز مرہ کی مسنون دعاؤں کی کتاب لے کر ان دعاؤں کو مختلف کاموں کے لئے پڑھنا چاہیے۔

۸۔جب بھی وضو کرے تو مسواک ضرور استعمال کرے، مسواک کرنے کے مندرجہ ذیل فائدے ہیں،

السواك مطهرة للفم ومرضاة للرب

ترجمہ:مسواک منہ صاف کرنے والی اور رب کو راضی کرنے والی ہے۔

مسواک کے فائدے:

(۱) انسان کو جلد بوڑھا نہیں ہونے دیتی۔
(۲)موت کے علاوہ ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔
(۳)قوت باصرہ تیز ہوتی ہے۔
(۴) پل صراط کی دشواری سہل ہوتی ہے۔
(۵)معدہ قوی ہوتا ہے۔
(۶)موت کے وقت روح آسانی سے نکلتی ہے۔
(۷)نماز باجماعت پڑھنے کا مسواک کر کے ۷۰ گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔
(۸)موت کے وقت کلمہ شہادت یاد رہے گا۔

۹- فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی کا پڑھنا

قارئین کرام! سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۲۵۵ کو آیۃ الکرسی کہا جاتا ہے۔احادیث کے اندر اس کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔مجھے یقین ہے کہ ان شاء اللہ ہم میں سے ہر ایک کو آیۃ الکرسی زبانی یاد ہوگی۔اگر بالفرض نہیں تو ابھی سے یاد کرلیں۔اپنے گھر والوں سے بطور خاص بچوں سے ضرور سنیں۔ہوسکتا ہے کہ انہوں نے یاد نہ کی ہو یا بھول گئے ہوں،اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آیۃ الکرسی کو ہر فرض نماز کے بعد پڑھنے کا کتنا اجر وثواب ہے۔اس کے لیے میں آپ کو ایک حدیث بیان کرتا ہوں،ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من قرأ آية الكرسي في دبر كل صلاة مكتوبة لم يمنعه من دخول الجنة إلا الموت.

"جس شخص نے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی اسے موت کے سوا کوئی چیز جنت میں جانے سے نہیں روک سکتی۔"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا
خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ

قارئین کرام! آیۃ الکرسی کو پڑھنے میں کتنی دیر لگتی ہے، زیادہ سے زیادہ ایک منٹ یا شاید اس سے بھی کم، لیکن اس کا اجر وثواب کتنا ہے وہ آپ نے پڑھ لیا ہے، مجھے امید ہے کہ آپ فرض نمازوں کے بعد آیۃ الکرسی پڑھتے ہی ہوں گے، مگر اب اس حدیث کو پڑھنے کے بعد مزید اہتمام کیجئے، بیان کی گئی حدیث الحمد للہ صحیح ہے۔

(السنن الکبریٰ، حدیث:۹۹۲۸)

۱۰۔ نماز فجر اور مغرب کے بعد پڑھنے کی دو چیزیں:

حضرت مسلم تمیمیؒ نے عرض کیا کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نماز فجر اور مغرب کے فرض پڑھنے کے بعد فارغ ہو کر کسی سے بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ جو یہ کہے گا: اللھم اجرنی من النار، ترجمہ: اے اللہ مجھے جہنم سے محفوظ فرمادے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نماز فجر اور نماز مغرب سے فارغ ہونے کے بعد اسی حالت بحالتِ تشہد بیٹھے ہوئے جو شخص دس مرتبہ یہ پڑھ لے:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

ترجمہ: اس اللہ کے نام سے ﴿دن شروع کرتا ہوں﴾ جس کے نام کے ساتھ آسمان اور زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

(پُرنور دعائیں، مصنف: حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ)

تو اس کے لئے ہر مرتبہ کے بدلے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، اور اس کے

دس گناہ نامہ اعمال سے مٹا دئے جائیں گے اور ہر بری چیز سے اور شیطان مردود سے محفوظ رہے گا اور شرک کے سوا کوئی گناہ اسے ہلاک نہ کرسکے گا اور وہ عمل میں سب لوگوں سے افضل رہے گا۔ہاں اگر کوئی شخص اس سے زیادہ پڑھ کر آگے بڑھ جائے تو اور بات ہے۔

۱۱۔بعض اعمال کے کرنے پر دوزخ حرام کرنے اور دوزخ سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ترمذی اور ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ جس نے ظہر کے فرض سے پہلے چار سنتوں کی اور ظہر کے بعد چار سنتوں کی (دوسنت اور دو نفل)کی پابندی کرلی اس کو خدا دوزخ پر حرام فرمادے گا۔

۱۲۔اوابین کی نماز: حدیث:حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعات اس طرح پڑھیں کہ ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کی تو یہ چھ رکعات بارہ سال کی عبادت کے برابر سمجھی جائیں گی اور اس کے سارے گناہ بخش دئے جائیں گے۔(معجم اوسط للطبرانی۱۹۱/۷،کنزالعمال:۳۹۳/۷) یہ نماز مغرب کی دو سنت پڑھنے کے بعد شروع کرسکتے ہیں۔

۱۳۔صلوۃ التسبیح: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنے چچا سے اے میرے محترم چچا کیا میں آپ کی خدمت میں ایک گراں قدر عطیہ پیش کروں ،جس سے آپ کو دس عظیم منافع حاصل ہوں گے۔وہ ایسا عمل ہے کہ جب آپ اس کو کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے سارے گناہ معاف کردے گا۔

(۱):اگلے گناہ۔

(۲): پچھلے گناہ۔

(۳): پرانے گناہ۔

(۴) نئے ہونے والے گناہ ۔

(۵): اور دانستہ ہونے والے بھی گناہ۔

(۶): صغیرہ بھی۔

(۷): کبیرہ بھی۔: (توبہ کی چار شرطوں کے ساتھ)

(۸): ڈھکے چھپے اور

(۹): اعلانیہ والے بھی۔

وہ عمل صلوٰۃ التسبیح ہے۔

یہ نماز روزانہ ورنہ ہر جمعہ کو ورنہ ہر سال ورنہ زندگی میں ایک مرتبہ پڑھ لیں۔

۱۴۔اشراق کی نماز: حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو نماز فجر باجماعت ادا کرے اور پھر اسی جگہ بیٹھا رہے اور ذکر و تسبیح میں مشغول رہے اور سورج بلند ہونے پر اشراق کی دو رکعت ادا کرے تو اس کو کامل ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

۱۵۔جسم کے ہر جوڑ کی جانب سے صدقہ:

ایک روایت میں ہے جس کے راوی حضرت بریدہؓ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کے جسم میں ۳۶۰ جوڑ ہیں۔لہٰذا اس پر ضروری ہے کہ ہر روز صدقہ کرے ہر جوڑ کی طرف سے۔صحابہ کرام نے عرض کیا یا نبی اللہ اس کی طاقت بھلا کس میں ہے اور اتنا مال تو کسی کے پاس بھی نہیں کہ روزانہ اس قدر صدقہ کرے۔آپ نے فرمایا کہ صدقہ کے لئے مال ہونا ضروری نہیں ہے۔

(۱) مسجد کی صفائی کردو۔

(۲) راستے میں سے تکلیف دینے والی چیز ہٹادو۔

(۳) دو آدمیوں کے درمیان انصاف کا فیصلہ کردو۔

(۴) ہر قدم پر جو تو نماز کے لئے اٹھا کر چلے گا یہ صدقہ ہے سو اگر ان کاموں کے کرنے کا موقع نہ ملے تو چاشت کی دو رکعت نفل نماز تیرے لئے ہر جوڑ کے لئے صدقہ کی جگہ قائم مقام ہو کر کافی ہو جائے گی۔

۱۶۔ساری رات جاگ کر عبادت کرنے کا ثواب:

مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ (مسلم: ۱۲)

ترجمہ: جس نے نماز پڑھی عشاء کی جماعت سے گویا کہ وہ کھڑا رہا آدھی رات، اور جس نے نماز پڑھی صبح کی جماعت سے تو گویا اس نے نماز پڑھی پوری رات۔

کتنی آسان فضیلت ہے رات کا ثواب کمانے کی۔ جس نے عشاء اور فجر دونوں نمازیں باجماعت پڑھ لیں تو مکمل رات جاگ کر عبادت کا ثواب ہوگا۔اور جس نے پانچوں نمازوں میں سے جماعت کی پابندی کی تو اس کو چوبیس گھنٹے نیکی کرنے کا ثواب ملے گا۔

۱۷۔ تہجد کی نماز

اللہ تعالیٰ نے سورۃ فرقان میں اپنے نیک بندوں کی ایک صفت یہ بیان کی ہے:

وَ الَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ﴿۶۴﴾

ترجمہ: اور وہ لوگ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدہ میں اور کھڑے۔

(تفسیر عثمانی)

قیام اللیل یعنی تہجد کی پابندی کرو کیونکہ یہ تم سب سے پہلے بھی نیک بندوں کی عادت رہی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو تم سے قریب کرنے والی اور گناہوں کا کفارہ ہے اور گناہوں سے روکنے والی چیز ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جس شخص نے وتر سے پہلے دو یا زیادہ رکعتیں تہجد کی نیت سے پڑھ لیں (اگر وہ کسی وجہ سے رات کو اٹھنے سے قاصر ہے) وہ بھی اس حکم میں داخل ہے کہ ساجداً وقائماً۔ (مظہری از بغوی)

۱۸۔ دس مرتبہ قرآن شریف پڑھنے کا ثواب اور اہم آیات کا روز عشاء کے بعد پڑھنا:

جیسا کہ قرآن کریم اور قرآنی آیات کے فضائل میں قرآنی آیات پڑھنے کے ترتیب اور اعداد دئے ہوئے ہیں۔ ان کے مطابق اس فضائل کے لحاظ سے وہ سورتیں اور آیات پڑھنے کی ہیں۔ کچھ چھوٹی سورتوں کو دی ہوئی تعداد کے مطابق پڑھنے کی صورت میں جو کہ پندرہ سے بیس منٹ کے اندر پڑھ سکتے ہیں۔ آپ دس مرتبہ قرآن شریف پڑھنے کا ثواب حاصل کرسکتے ہیں۔

۱۹۔ لیلۃ القدر:

سورۃ القدر میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ شب ہزار مہینوں سے بہتر ہے،یعنی ہزار مہینوں تک عبادت کرنے کا ثواب جس قدر ہوتا ہے،اس سے زیادہ شب قدر میں عبادت کرنے کا ثواب ہے۔جس کے ۸۳ سال اور ۴ ماہ بنتے ہیں۔عموما اتنی ہی عمر تک لوگ جیتے ہیں۔اگر کسی نے یہ رات پالی اور اس نے عبادت میں گذار لی تو ایسا ہے کہ اس نے اپنی پوری زندگی عبادت میں گزار لی ہے۔اس رات کو حاصل کرنے کے لئے رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتیں جاگ کر اور عبادت کر کے گذاری جائیں تو ان شاء اللہ آپ کو لیلۃ القدر حاصل کر کے اس کا اجر مل جائے گا۔

اس رات کی فضیلت مندرجہ ذیل ہے:عبادت میں جاگ کر گزارنے والوں کے لئے۔

۱۔اس رات کی عبادت پوری زندگی کی عبادت سے بہتر ہے۔

۲۔اس رات میں فرشتہ اور روح القدس یعنی جبرئیل علیہ السلام اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر آتے ہیں اور جس شخص کو قیام وقعود وذکر میں مشغول دیکھتے ہیں تو اس پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں یعنی اس کے لئے دعاءِ رحمت کرتے ہیں۔سوائے اس آدمی کے جو شراب پیتا ہو یا خنزیر کا گوشت کھاتا ہو۔

۳۔اس رات میں توبہ قبول ہوتی ہے،یعنی تمام پچھلے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

۴۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ شب قدر میں کیا دعا کروں تو آپ نے یہ دعا تعلیم فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

ترجمہ: یا اللہ آپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معافی کو پسند کرتے ہیں، میری خطائیں معاف فرمائیے۔(پُرنور دعائیں، مصنف: حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ)

۵۔مسئلہ: جس شخص نے شب قدر میں عشاء اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لی اس نے بھی اس رات کے قیام کا ثواب پالیا اور جو شخص جتنا زیادہ کرے گا زیادہ ثواب پائے گا۔جس شخص نے عشاء یا فجر کی نماز جماعت سے پڑھ لی اس نے آدھی رات کا ثواب پالیا۔

۶۔امور تقدیر کے ابتدائی فیصلے اجمالی طور پر شب براءت یعنی نصف شعبان کو ہو جاتے ہیں پھر ان کی تفصیلات لیلۃ القدر میں لکھی جاتی ہیں۔اور یہ فیصلے متعلقہ فرشتوں کے سپرد کردئے جاتے ہیں۔

۲۰۔رات کو پڑھنے کی چیزیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر رات کو سورۃ واقعہ پڑھ لے اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص سورۃ آل عمران کی آخری دس آیتیں(یعنی آخری رکوع) ان فی خلق السموات والارض سے آخر تک کسی رات کو پڑھ لے تو اسے رات بھر نماز پڑھنے کا پورا ثواب ملے گا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو جب تک سورۃ الم سجدہ جو اکیسویں پارے میں ہے اور سورۃ تبارک الذی (پارہ ۲۹) نہ پڑھ لیتے تھے اس وقت

تک نہ سوتے تھے۔ یہ دونوں سورتیں عذاب قبر سے محفوظ رکھتی ہیں۔

سونے سے پہلے آیۃ الکرسی پڑھنے سے آدمی شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر رات جب سونے کے لئے بستر پر تشریف لاتے تو سورۃ الفاتحہ، سورہ اخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں پر دم کرتے تھے اس کے بعد جہاں تک ممکن ہوتا پورے بدن پر پھیرتے وقت سر اور چہرہ اور سامنے کے حصے سے شروع فرماتے تھے۔یہ عمل تین مرتبہ کرتے تھے۔

۲۱- صبح کو پڑھنے کی چیز:

وعن جويرية (رضي الله تعالى عنها) أن النبي صلى الله عليه وسلم خرج من عندها بكرة حين صلى لصبح وهي في مسجدها ثم رجع بعد أن اضحى وهي جالسة قال ما زلت على الحال التي فارقتك عليها قالت نعم قال النبي صلى الله عليه وسلم لقد قلت بعدك اربع كلمات ثلث مرار لو وزنت بما قلت اليوم لوزنتهن سبحان الله وبحمده عدد خلقه ورضا نفسه وزنة عرشه ومداد كلماته.

ترجمہ: حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہاسے روایت ہے کہ بیشک نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے ان کے پاس سے صبح جبکہ صبح کی نماز پڑھی اس حال میں کہ وہ (جویریہ) اپنی نماز پڑھنے کی جگہ میں تھیں۔پھر تشریف لائے آپ ﷺ چاشت کے وقت اس حال میں کہ وہ ادھر ہی بیٹھی تھیں آپ نے فرمایا

کہ تو ابھی اس حال پر ہے جس پر میں چھوڑ کر گیا تھا، حضرت جویریہ نے عرض کیا جی ہاں تو فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ میں نے تیرے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہے اگر ان کا وزن کرلیا جائے ،اسے جو تو نے اس وقت سے اب تک پڑھا تو البتہ وہ (چار کلمات جو میں نے پڑھے)وہ زیادہ وزنی ہوجائیں گے وہ کلمات یہ ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضا نفسہ وزنہ عرشہ ومداد کلماتہ. اللہ کی ذات پاک ہے اور اسی کی تعریف کے ساتھ اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر اور اس کی ذات کی رضا مندی کے مطابق اور اس کے عرش کے وزن کے مطابق اور اس کے کلمات کی تعداد کے برابر۔

۲۲- درود شریف :

مندرجہ ذیل درود پڑھنے پر :

۱) ۸۰ گناہ معاف ہوتے ہیں۔

۲) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ۸۰ رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور:

۳) پڑھنے والے کے ۸۰ درجات بلند ہوتے ہیں۔

یہ درود چلتے پھرتے، کام کرتے ہوئے بھی حضور اکرم ﷺ کی محبت دل میں رکھتے ہوئے پڑھ سکتے ہیں، جمعہ کو بعد نماز عصر ۸۰ مرتبہ پڑھنا چاہیے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا.

یا اللہ جل شانہ درود بھیج محمد ﷺ پر جو نبی اُمّی ہیں اور آپ کے صحابہ پر اور سب پر سلامتی ہو۔

مندرجہ ذیل درود شریف پر ۸۰ فرشتے ۱۰۰۰ دن تک اس کا ثواب لکھتے لکھتے تھک جاتے ہیں۔ (یہ حدیث حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، اس کو امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معجم مین ذکر کیا ہے)

جَزَى اللهُ عَنَّا سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا (صلى الله عليه وسلم) مَا هُوَ أَهْلُهُ.

اللہ جل شانہ جزادے محمد ﷺ کو ہم لوگوں کی طرف سے جس بدلے کے وہ مستحق ہیں۔

۲۳۔ حج نہ کرنے والوں کے لیے ۹ ذی الحجہ کا روزہ رکھنا:

حديث: فقال فيها سيد الأنام عليه الصلاة والسلام ما من أيام أحب إلى الله أن يتعبد له فيها من عشر ذي الحجة يعدل صيام كل يوم منها بصيام سنة وقيام كل ليلة منها بقيام ليلة القدر، لا سيما صلوم عرفة التي قال فيها عليه الصلاة والسلام صيام يوم عرفة احتسب على الله أن يكفر السنة التي قبله والسنة التي بعده ومنها التكبير دبر الصلاة المكتوبات.

حدیث: حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی دن عشرہ ذی الحجہ کے سوا ایسے نہیں کہ ان میں عبادت کرنا خدائے تعالیٰ کو زیادہ پسند ہو ان میں سے ایک دن کا روزہ ایک سال روزہ رکھنے کے برابر ہے (دسویں کو روزہ رکھنا حرام ہے پس یہ فضیلت نو دنوں کے لیے ہے) اور ان کی ہر رات کا جاگنا شب قدر کے برابر ہے۔(ترمذی،ابن ماجہ)

اضافہ: (الف) نیز ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ عرفہ کا روزہ ہزار روزہ کے برابر ہے۔(عین ترغیب عن البیہقی)

(ب) نیز ارشاد فرمایا کہ جس نے عرفہ کا روزہ رکھا اس کے پے درپے دو سال کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔(عین ترغیب عن ابی یعلیٰ)

۲۴۔ یوم عاشورہ کا روزہ رکھنا

حدیث: فقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أفضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم، وقال عليه الصلاة والسلام صيام يوم عاشوراء احتسب على الله أن يكفر السنة التي قبله، وقال عليه الصلاة والسلام صوموا عاشوراء وخالفوا فيه اليهود وصوموا قبله يوما وبعده يوما.

ترجمہ آیات واحادیث خطبہ عاشورہ کے بیان میں (خطباتِ احکام)

حدیث اول: ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سب روزوں سے افضل رمضان کے بعد اللہ تعالیٰ کا مہینہ محرم ہے(یعنی اس کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھنا رمضان کے سوا اور سب مہینوں کے روزہ سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔)۔(مسلم)

حدیث دوم: ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں امید رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ عاشورا کا روزہ کفارہ ہوجاتا ہے۔اس سال کا (یعنی اس سال کے چھوٹے گناہوں کا) جو اس سے پیشتر (گزر چکا)ہے۔(مسلم)

حدیث سوم: اور ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔روزہ رکھو تم عاشورہ کا اور مخالفت کرو اس میں یہود کی اور (وہ اس طرح کہ)روزہ اس سے ایک دن پہلے کا یا بعد کا رکھ لینا چاہیے۔(عین جمع الفوائد)

۲۵۔وضو کرنا

جب وضو کرنا شروع کرے تو یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ اس کا وضو ہی نہیں جس نے بِسْمِ اللّٰہِ نہ پڑھی ہو۔ (مشکوۃ)

وضو کے درمیان یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ۔ (نسائی)

ترجمہ :اے اللہ میرے گناہ بخش دےاور میرے (قبر کے)گھر کووسیع فرما اور میرے رزق میں برکت دے۔(نسائی)

جب وضو کر چکے تو آسمان کی طرف منہ اٹھا کر یہ دعا پڑھے:

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

ترجمہ :میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں،اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

کلمہ شہادت کو وضو کے بعد پڑھنے سے پڑھنے والے کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جس دروازے سے وہ داخل ہونا چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔(مشکوۃ)

بعض روایات میں اس دعا کو وضو کے بعد تین مرتبہ پڑھنا آیا ہے۔(حصن حصین)

پھر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ

ترجمہ:اے اللہ مجھے بہت توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں میں شامل کر دے۔(حصن)

اور یہ بھی پڑھے:

سُبْحٰنَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ
اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ

وضو کے بعد استغفار کرنا:

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْد نِ الْخُدْرِيْ رَضِيَ اَللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ الله صَلَّي اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَقَالَ سُبْحٰانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِ كَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ كُتِبَ فِيْ رَقٍ ثُمَّ جُعِلَ فِيْ طَابِعٍ فَلَمْ يَكْسِرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

(رواه الطبراني في الاوسط و رداته رواة الصحيح و اللفظ له و رواه النسائى وقال فى اَخره ختم عليها بخاتم فوضعت تحت العرش فلم تكسر الي يوم القيام وصوب وقفه علي ابي سعيد كذا في الترهيب و الترغيب: ج١،ض١٧٢) قلت الموقوف في مثل هذا في حكم المرفوع)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص وضو کرکے سبحانك اللهم پڑھ لے تو یہ الفاظ ایک مہر شدہ ظرف میں محفوظ کرکے عرش کے نیچے رکھ دیئے جائیں گے، پھر قیامت تک یہ مہر نہ توڑی جائے گی۔

تشریح: وضو ایک نیک عمل ہے جو صحتِ صلوٰۃ کے لئے شرط ہے، کوئی نماز بلا وضو نہیں ہوسکتی، اور وضو کے ذریعہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں جو ہاتھوں، پاؤں اور آنکھوں اور کانوں اور ناک سے نکل جاتے ہیں، جیسا کہ احادیث شریفہ میں وارد ہوا ہے اس کے باوجود وضو کے بعد کی دعا میں توبہ و استغفار کی تعلیم دی گئی ہے ،تاکہ وضو میں کوئی بھی کمی سنت یا مستحب کے خلاف عمل کرنے سے ہوگئی ہو، اس کی تلافی ہوجائے، جب کسی نے وضو کرکے مزکورہ بالا الفاظ پڑھ لئے تو یہ الفاظ لکھ لئے جائیں گے۔پھر مہر لگا کر عرشِ الٰہی کے نیچے محفوظ کردیئے جائیں گے۔ ان کی مہر قیامت کے دن کھلے گی، اور اُس دن یہ کلمات پڑھنے والے کو کام دیں گے،اور نجات کا سبب بنیں گے،وضو کے بعد اور دعائیں بھی وارد ہوئی ہیں، ان کے لئے (فضل مبین)شرح حصن حصین ملاحظہ فرمائیں۔

تحیۃ الوضو:

وضو کرنے کے بعد دو رکعات نفل تحیۃ الوضو کی نیت سے پڑھنے کی شریعت میں بڑی فضیلت آئی ہے،مکروہ اوقات کے علاوہ جب بھی وضو کریں گھر یا مسجد میں تو دو رکعات تحیۃ الوضو ضرور پڑھ لیا کیجئے۔اس کی فضیلت میں دو احادیث نقل ہیں۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص خوب سنوار کر اچھا وضو کرے پھر خالص توجہ کے ساتھ دو رکعت نماز نفل

پڑھے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔دوسری حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے نماز فجر کے وقت حضرت بلال کو کہا کہ اے بلال! میرے سامنے اپنا وہ عمل جو تو نے اسلام لانے کے بعد کیا اور جس پر تجھے ثواب کی امید ہے،بیان کر کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تیری جوتیوں کی آواز سنی ہے۔حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: میرے نزدیک جس عمل پر مجھے ثواب کی بہت امید ہے وہ یہ ہے کہ رات یا دن میں جب بھی میں نے وضو کیا تو اس کے ساتھ جس قدر نفل نماز میرے مقدر میں تھی ضرور پڑھی،یعنی کسی وضو کو بھی میں نے بغیر نفل نماز کے خالی نہ چھوڑا۔(بخاری و مسلم)

تحیۃ المسجد

یہ نماز اس شخص کے لیے سنت ہے جو مسجد میں داخل ہو۔اس نماز سے مسجد کی تعظیم و تکریم مقصود ہوتی ہےاور یہ اللہ کے دربار عالی میں حاضری کا شکرانہ ہے۔لہٰذا رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لیا کرے۔(بخاری و مسلم)بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو۔یعنی ظہر،عصر اور عشا میں پڑھے۔اللہ کریم ہم سب کو خصوصیت کے ساتھ اس عمل کو کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

۲۶۔ جنت کی قیمت

دنیا میں مسلمان جو بھی نیک یا برے اعمال کرتے ہیں،ان کے عمل کے نمبر اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں،ہم ان کو اعمال کا مقابلہ کرنے کے لئے استعمال کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کو ہر عمل کا صحیح اجر معلوم ہے،اچھے اور برے اعمال کا آخری انجام صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی پر منحصر ہے،ہم دنیاوی زندگی اچھی گزارنے کے لئے بہت محنت کرتے ہیں لیکن ہمیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم کو آخرت کی ہمیشگی زندگی کے لئے اللہ اور اس کے رسول کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے بہت زیادہ اخلاص اور محنت کی ضرورت ہے۔

یہاں ہم مثال لیتے ہیں کہ ایک شخص کی عمر ۱۰۰ سال ہے،وہ اپنی زندگی کے ۳۰ سے ۳۵ سال سوتا ہے،۳۰سے ۳۵ سال روزی کمانے میں لگاتا ہے،۳۰ سے۳۵ سال دوسرے کام مثلاً کھانا کھانے،بازار کے کام کرنے،لوگوں سے ملاقات کرنے ،بیماری ومتفرق کام کرنے اور سیر و تفریح کرنے میں گزارتا ہے۔

قیامت کا دن ۵۰,۰۰۰ سال کے برابر ہوگا (اس کے مقابلے میں ہماری سو سالہ زندگی تین منٹ کے برابر ہے۔جس کے لحاظ سے اوپر دئے ہوئے تین کاموں میں سے ہر ایک کام میں صرف ایک منٹ لگاتے ہیں) زندگی کی سو سالہ عمر میں سے نماز،روزے،حج، زکوٰۃ کی ادائیگی اور دوسرے نیک کاموں میں بہ مشکل پانچ یا چھ سال لگتے ہیں،اس دور میں زندگی کی رفتار اتنی تیز ہوگئی ہے کہ آدمی کے لئے نیک کاموں کے لئے وقت نکالنا مشکل ہوجاتاہے۔اس مضمون میں پہلے ہی کچھ ان کاموں کو چنا گیا ہے جس میں مختصر عمل کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ اجر حاصل کیا جاسکتا ہے۔

جنت کے سو درجے ہیں، ہر مسلمان کے لئے جنت یا دوزخ ملنے کے لئے اور جنت کا درجہ حاصل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اصول ہیں۔

جنت کا درجہ = نیک عمل کے اجر – گناہوں کے اجر

مجموعی حاصل کردہ نیک عمل کے اجر-اعمال نامہ سیدھے ہاتھ میں-جنت

مجموعی حاصل کردہ گناہوں کے نمبر زیادہ-اعمال نامہ الٹے ہاتھ میں – دوزخ

ہر نیک عمل کی پانچ بنیادی شرائط ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ پر مکمل ایمان۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔

(۳) سو فی صد حلال رزق یا روزی استعمال کرتے ہوں۔

(۴) نیک عمل قرآن اور حدیث کے فرمان کے مطابق ہو۔

(۵) نیک عمل صرف اور صرف اللہ ہی کے لئے کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کے پاس ہر ایک عمل کا بدلہ ملے گا جو کہ منکر نکیر فرشتے ہمارے ہر عمل کو اوپر دی ہوئی شرائط کی بنیاد پر لکھ رہے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الزلزال میں فرمایا ہے :

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿۷﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿۸﴾

”چنانچہ جس نے ذرہ برابر کوئی اچھائی کی ہوگی وہ اسے دیکھے گا۔اور جس نے ذرہ برابر کوئی برائی کی ہوگی، وہ اسے دیکھے گا۔“

ہر اچھے عمل کا اجر صرف اس صورت میں ملے گا جب کہ مسلمان مندرجہ ذیل شرائط پر پورا اترتا ہو ورنہ دوسری صورت میں وہ اپنا وقت اور طاقت ضائع کر رہا ہے،اسے کوئی اجر نہیں ملے گا۔

۱۔ پیچھے دی ہوئی پانچوں شرائط پر پورا اترتا ہو۔

۲۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مطابق کچھ اعمال کے کرنے والا جنت میں نہیں داخل ہو سکتا ہے،اس کے لئے جہنم کی سزا ہے،مثال کے طور پر خودکشی کرنے والا ان کے بارے میں کتابوں میں معلومات دی ہوئی ہے۔اگر وہ صاحب ایمان ہے تو اپنی سزا بھگتنے کے بعد جنت میں جائے گا۔مگر نہ معلوم کتنے سال جہنم میں رہنا پڑے۔

۳۔ گناہ کبیرہ سے بچتا ہے، جو گناہ کبیرہ سے بچ گیا تو اللہ تعالیٰ گناہ صغیرہ کو معاف فرماتا ہے، سورہ نساء آیت نمبر ۳۱ میں ہے:

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾

"اگر تم ان بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کرو جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو تمہاری چھوٹی برائیوں کا ہم خود کفارہ کردیں گے۔ اور تم کو ایک باعزت جگہ داخل کریں گے۔"

گناہ کبیرہ کی فہرست اسی مضمون مختصر عمل اور جنت کا آسان راستہ کے درمیان دی ہوئی ہے، ان سب سے بچنا ہے۔ لیکن اگر کوئی گناہ کبیرہ سرزد ہوجائے تو اس سے توبہ کرنا چاہیے، توبہ کرنے کی شرائط یہ ہیں:

(۱) اپنے گناہ پر نادم ہو۔

(۲) اس گناہ کو دوبارہ نہ کرنے کا عزم ہو۔

(۳) اللہ تعالیٰ سے شرمندگی کے ساتھ توبہ کرے اور آئندہ اس گناہ کو نہ کرنے کا عہد کرے اور پھر اس کو دوبارہ نہ کرے۔

(۴) اگر کسی کا حق مارا ہے تو اس بندے سے بھی معافی مانگے اور اس کے حق کی تلافی کرے۔ اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا ہے۔

ہر عمل کا جو اجر ملتا ہے اس کو مندرجہ ذیل اعمال کے لحاظ سے نمبر دئے جاسکتے ہیں۔

۱۔ اس کام میں کتنا وقت لگا۔

۲: کتنی کوشش اور کتنی قربانی دینی پڑی۔

۳: وہ عمل قرآن وحدیث کے مطابق تھا۔

۴: اس کام سے اسلام کو یا کسی مسلمان کو کتنا فائدہ ہوا۔

اس لحاظ سے اور حدیث کے مطابق اگر نمبر دئے جائیں،مثال کے طور پر فجر کی نماز پڑھنے پر ہم نمبر دیتے ہیں (فرضی نمبرا) اس طریقہ سے اگر نمبر دیئے جائیں۔

نماز=فجر:۱۔ظہر:۲۔عصر:۱۔مغرب:۱٫۵۔عشاء:۲٫۵۔عیدین اور جمعہ کی نمازیں (۴۰۰۰ سالانہ)

روزے= ۳۰ روزے، اجر روزانہ ۳۰ (۹۰۰ سالانہ)

حج = ۳۰۰۰-۲۰۰۰ پہلی مرتبہ ۷۰۰ – ۵۰۰ دوبارہ بعد میں

زکوٰۃ= ۱۰۰۰-۵۰۰ سالانہ

یہ سب اعمال بنیادی طور پر ہر مسلمان کے لئے لازمی ہیں۔

مختلف مقامات پر مسجدوں میں نماز پڑھنا:

* گھر میں نماز پڑھنا= ۱
* مسجد میں نماز پڑھنا= ۲۷ (جماعت سے)
* مسواک کر کے نماز پڑھنا = ۷۰ (جماعت سے)
* مسجد الحرام میں نماز پڑھنا = ۱۰۰,۰۰۰
* کسی بھی مسجد میں تبلیغ کے دوران جماعت سے نماز پڑھنا = ۷۰۰,۰۰۰ – ۷۰۰

حدیث:

عن معاذ رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن الذكر في سبيل الله يضعف فوق النفقة بسبع مائة ضعف. قال يحيى في حديثه: بسبعما ألف ضعف. (رواه أحمد: ٣/ ٤٨٣)

ترجمہ: ”حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ذکر کا ثواب (اللہ تعالیٰ کے راستہ میں) خرچ کرنے کے ثواب سے سات سو گنا بڑھادیا جاتا ہے۔ایک روایت میں ہے کہ سات لاکھ گنا ثواب بڑھادیا جاتا ہے۔(مسند احمد)

اب آدمی زیادہ اجر وثواب کے لئے ہر وقت مکہ مکرمہ تو نہیں جاسکتا، لیکن تبلیغ کے لئے کہیں بھی یا اپنے ہی ملک میں ہی یہ اجر وثواب حاصل کرسکتا ہے، اگر آپ کی تبلیغ کرنے سے کچھ لوگ اللہ اور رسول کی راہ پر ہولیتے ہیں اور نیک عمل کرنے لگتے ہیں تو جتنا اجر ان کو ملے گا، ان شاء اللہ آپ کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا اور وہ آپ کی ہدایت دینے سے متاثر ہو کر خود بھی تبلیغ کے کاموں میں لگ جاتے ہیں تو وہ جتنے لوگوں کو راہ راست پر لائیں گے اور جو بھی نیک کام کریں گے اس کا اجر بھی آپ کے حصہ میں آئے گا۔ اس طرح آپ کے تبلیغی عمل سے آپ کے وہ اجر وثواب ضرب ہوتے رہیں گے۔ اس تبلیغ کے عمل کو ام العمل کہا جاتا ہے۔

تبلیغ کے کام کرنا، کسی اسلامی کتاب کو لکھنا۔ مسجد بنوانا۔ اسلامی اسکول قائم کرنا۔ دارالعلوم کھولنا وغیرہ وغیرہ سب صدقہ جاریہ ہیں۔ ان کا ثواب آپ کے بعد بھی آپ کے نامہ اعمال میں ضرب ہو کر لکھا جاتا رہے گا۔ اس طرح آپ لیلۃ القدر، حرم شریف میں عبادت کر کے گزارتے ہیں آپ کے اس عمل کا اجر ۱۰۰,۰۰۰ سے ضرب ہو کر لکھا جائے گا۔

لیلۃ القدر حرم میں ۱۰۰۰ ماہ x ۱۰۰,۰۰۰= ۸ء۳ ملین سال کے

اس طرح ہم مقامی طور پر لوگون کے نیک کام کریں تو ان کے نمبر کچھ اس طرح ہوں گے:

مسجد بنوانا	۱۰,۰۰۰ = ۲۰,۰۰۰
بنیادی مدرسہ قائم کرنا	۲۰,۰۰۰ – ۳۰,۰۰۰
اسلامی اسکول قائم کرنا	۲۰,۰۰۰-۳۰,۰۰۰
دارالعلوم قائم کرنا	۴۰,۰۰۰-۵۰,۰۰۰

بین الاقوامی طور پر تبلیغ کے سلسلے میں کام کرنا:

تبلیغ کے لئے اپنے شہر یا ملک سے باہر جانا	۱۰,۰۰۰-۵۰,۰۰۰
اسلامی کتاب لکھنا	۵۰,۰۰۰ – ۱۰۰,۰۰۰
کوئی تبلیغی مدرسہ قائم کرنا	۵۰۰,۰۰۰ -۷۰۰,۰۰۰
اسلامی فکر کو اجاگر کرنا	۱۰۰,۰۰۰ -۱۰۰۰,۰۰۰

ہمارے رسول ﷺ نے ۲۳ سال لوگوں کو تبلیغ کی، آپ کے صحابہ نے تبلیغ وجہاد کیا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ کی راہ میں تبلیغ کرنا بہتر ہے، لیلۃ القدر حجر اسود کے سامنے گزارنے سے۔ اس لئے یہ ثواب کہیں بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

۲۷۔ مجاہد اور مرابط اور شہید

حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے پاس شہید کے لئے چھ انعام ہیں(۱)خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی بخش دیا جاتا ہےاور جنت میں جو اس کا ٹھکانا ہے وہ اسے دکھایا جاتا ہے(۲)اور وہ قبر کے عذاب سے محفوظ کردیا جاتا ہے(۳)اور وہ بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا(جو صور پھونکے جانے کے وقت لوگوں کو ہوگی)اور(۴)اس کے سر پر عزت کا تاج رکھا جائے گا جس کا (ایک ایک)یاقوت دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے،اس سب سے بہتر ہوگا اور(۵)بہتر حوریں اس کے جوڑے کے لئے دی جائیں گی(۶)اور ستر رشتہ داروں کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے رستہ میں اسلامی ملک کی حفاظت کے لئے سرحد پر ایک دن اور ایک رات گزارنا،ایک مہینہ کے (نفلی)روزے رکھنے اور راتوں رات نماز میں ایک ماہ تک کھڑے رہنے سے بہتر ہے اور یہ حفاظت کرنے والا اگر (اسی حالت میں) مر گیا تو جو عمل وہ کرتا تھا اس کا ثواب اس کے لئے برابر(قیامت تک) جاری رکھا جائے گا۔اور اس کا رزق جاری رہے گا (جو شہیدوں کے لئے جاری رہتا ہے) اور قبر میں فتنہ ڈالنے والوں سے امن میں رہے گا۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دشمن سے مقابل ہوا اور پھر ثابت قدم رہا،یہاں تک کہ مقتول یا غالب ہوگیا تو قبر کے اندر فتنہ میں نہ ڈالا جائے گا۔

تو اجر کے لحاظ سے بنیادی فرائض پورے کرتے ہوئے مندرجہ ذیل ہیں:

۱) اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرنا ور مجاہد کی حیثیت سے ملک و قوم کے لیے کام کرنا

۲) تبلیغ الاسلام سے متعلق متفرق کاموں کو انجام دینا ہیں۔

۳) صدقہ جاریہ کے سلسلے میں مختلف کام انجام دینا ہیں۔

۴) دوسروں کے ساتھ بہترین سلوک کرنا ہے،خاص طور پر پڑوسیوں کے حقوق

کا خیال رکھنا ہے۔ یتیموں کا بہت زیادہ خیال کرنا ہے اور ان کی مدد کرنی ہے۔

۵) کسی کے ساتھ اگر کوئی زیادتی ہوگئی ہے تو اس سے معافی مانگنا اور اگر اس کی یا کسی اور کی حق تلفی ہوئی ہے تو ان کا حق ادا کرنا ہے۔

۶) رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنا اور ان پر بہت زیادہ درود وسلام بھیجنا ہے۔

۷) گناہ کبیرہ کی توبہ کرنا ہے۔ چھوٹے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں گے، اور اللہ تعالیٰ آپ کو جنت میں داخل کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ اسلام کے بنیادی اعتقادات ماننے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فرائض ادا کرتے ہوئے۔ اب آپ اپنی عمر کا اندازہ لگائیں اور اپنی گزشتہ زندگی کے اعمال کا حساب لگائیں کہ آپ نے کتنے اچھے عمل کئے اور کتنے گناہ کے کام کئے، کیا کرنا اچھا اور کیا کرنا گناہ ہے، یہ آپ کو کسی بھی کتاب سے یا عالم کے ساتھ گفتگو کرکے معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

پانچ بنیادی شرائط پوری کرتے ہوئے اوپر کے کاموں میں دیئے ہوئے آپ ایسے کام کریں جن کے اجر بہت زیادہ ہوں، کیوں کہ یہ آپ کے مستقبل کا فیصلہ کریں گے۔

اچھے عمل کے اجر - گناہوں کے اجر = حاصل کردہ اجر

حاصل کردہ نمبر اگر پلس(+)میں ہیں تو آپ جنت کے مستحق ہوں گے، اور اگر نگیٹیو(-) میں ہیں تو آپ جہنم کے حقدار ہوں گے، اور قیامت میں آپ کو کوئی بھی ایک نیکی کا اجر نہیں دے گا۔

آپ کے پلس(+) میں حاصل کردہ اجر یہ ظاہر کریں گے کہ آپ کتنے درجہ کی جنت کے مستحق ہیں(جنت کے سو درجے ہیں)۔

آپ سب سے پہلے تو اپنے گناہوں کے اجر کو ختم کیجئے، اپنے تمام برے کاموں سے اللہ سے رو رو کر معافی مانگئے، اور دوبارہ کرنے سے توبہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الفرقان میں فرماتا ہے:

اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمۡ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا

ترجمہ: سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے،

اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔

اب آپ کے اجر کا حساب ایسے ہو گا:

اچھے عمل کے اجر(اضافہ)- گناہوں کے اجر (صفر)= حاصل کردہ نمبر (پلس)

اب یہ حاصل کردہ نمبر اچھے عمل کے ہی ہوں گے، شیطان آپ کے پیچھے لگا ہوا ہے، وہ پوری کوشش کرے گا کہ آپ وہ گناہ کے عمل اور دوسرے گناہ آپ کریں لیکن آپ نے اپنے آپ کو گناہ کرنے سے بچانا ہے۔

اب آپ غور کریں اس مضمون میں جو زیادہ اجر والے نیک کام ہیں، آپ ان کو کریں۔ بنیادی فرائض پورے کرتے ہوئے بنیادی شرائط کے لحاظ سے وہ سب کام اور دوسرے کام کریں جو کہ اس مضمون میں ایک نمبر سے ستائیس نمبر (۲۷-۱) تک دیئے ہوئے ہیں :۔

۱) گناہ کبیرہ سے بچیں۔

۲) ہر کام اللہ اور رسول ﷺ کی سنت کے لحاظ سے کریں، نماز، زکوٰۃ، روزے اور حج کے فرائض انجام دیں۔

۳) نفلی عبادتیں کریں، تہجد، اشراق، چاشت اور اوابین کے نوافل، اور صلوٰۃ التسبیح کے نفل پڑھیں، اور نفلی روزے رکھیں۔

۴) رمضان کے آخری عشرہ میں تمام راتوں میں عبادت کرنے کا اہتمام کریں، بلکہ اگر ہو سکے تو آخری عشرہ مین اعتکاف میں بیٹھیں۔

۵) قرآن شریف پڑھیں اور(کسی مستند عالم سے) سمجھیں، اس پر عمل کریں اور دوسروں کو (اپنے گھر والوں سے شروع کرکے) سمجھائیں۔ (اس کے لئے عالم دین ہونا ضروری ہے)

۶) درود شریف کثرت سے پڑھیں، خاص طور سے جمعہ والے دن آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجیں، کثرت سے درود پڑھنے والا قیامت میں رسول اللہ ﷺ کے قریب ہو گا۔

۷) تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کے نوافل بھی پڑھیں، ہر وضو میں مسواک استعمال کریں۔

۸) تبلیغ کے کاموں میں حصہ لیں، بنیادی اسکول ، اسلامی اسکول، دارالعلوم، تبلیغی مدرسہ قائم کرنے میں مدد کریں، اپنے بچوں کی اچھی تربیت کریں۔

۹) صدقہ جاریہ کے مختلف کام کریں۔

۱۰) پڑوسیوں کے ساتھ بہترین سلوک کریں ، پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرنے والا جنت میں حضور ﷺ کے پڑوس میں ہو گا۔

۱۱) یتیم بچے کو گھر لے آئیں، اور اس کی اچھی تربیت کریں۔

۱۲) تبلیغ کے لئے اپنے شہر میں یا دوسرے شہروں میں جائیں اور لوگوں کو دین اسلام پر چلنے کے لئے راغب کریں۔

۱۳) اسلامی ملک کی سرحد کی حفاظت کرنا اور فوج میں شامل ہونا

جب آپ دوسروں کو تبلیغ کے لئے دین اسلام پر لے آئین گے اور وہ جتنے بھی اچھے عمل کریں گے ان کا اجر آپ کے اعمال نامہ میں بھی آئے گا۔ اس کے علاوہ جن بچوں کی آپ دینی تعلیم و تربیت میں حصہ لیں گے وہ جو بھی نیک کام کریں گے وہ آپ کے اعمال نامہ میں آئے گا۔ اس کے بعد وہ سب لوگ بھی جب دوسروں کو تبلیغ کریں گے اور اس سے مزید لوگ راغب ہو کر یہ سب کریں گے تو وہ سب بھی آپ کے اعمال نامہ میں آتا رہے گا، بلکہ ضرب ہو کر آپ کے اعمال نامہ میں اچھے اجر کا اضافہ ہوتا رہے گا۔

ہمارے نبی رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نہ صرف جنت کے راستے پر چڑھادیا ہے بلکہ اس راستے کو ہمارے لئے مختصر اور آسان بنادیا ہے،اس کے علاوہ اور معلومات قرآن کی تفسیر اور احادیث کی کتاب سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ سب کو اس مقدس راستہ پر باعزم چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو جنت الفردوس کا حق دار بنائے۔ آمین۔

نماز پڑھنے اور مسجد کے آداب

۱:... نماز پڑھنے کی ہدایت

اسلام کا دوسرا رکن نماز ہے اور روایتوں میں اس کو عمود یعنی ستون فرمایا ہے۔ نماز کلمہ طیبہ کی گواہی کے بعد اسلام کا سب سے اہم رکن اور ستون ہے جس پر باقی دین کا انحصار ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

"مَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهٗ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ۔"

(مشکاۃ المصابیح، باب المواقیت ص: ۵۹)

ترجمہ: "جس نے نماز کی حفاظت کی اور اس کے پڑھنے کی پابندی کی وہ اپنے باقی دین کی بھی حفاظت کرے گا اور جس نے نماز کو ضائع کردیا وہ اپنے باقی دین کو اس سے زیادہ ضائع کرے گا۔"

اسی وجہ سے نماز اسلام کا سب سے بڑا ستون ہے تارک نماز کو (تہدیداً) یوں کہا گیا ہے وہ کافر ہو گیا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جس نے نماز کی پابندی نہ کی وہ قیامت کے روز فرعون، ہامان، قارون اور ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔

(جب اس نے کافروں کا عمل کیا تو عقل کا تقاضہ ہے کہ کافروں کے ساتھ حشر ہو)

نماز کے سلسلے میں حکمِ خداوندی ہے:

"وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۔"

(سورہ بقرہ: رکوع: ۵، آیت:۴۳)

ترجمہ: "اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور (خدا کے آگے) جھکنے والوں کے ساتھ جھکا کرو۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ پانچوں نمازیں جماعت سے پڑھنے کا حکم ہے۔ جس کا ثواب ۲۷ گنا ہوتا ہے اور دوران وضو اگر مسواک کا استعمال کیا تو اس کا ثواب بڑھ کر ۷۰ گنا ہو جاتا ہے۔

نماز صحیح ہونے کے لیے ۱:... بدن کا، ۲:... کپڑوں کا، ۳:... جائے نماز کا پاک ہونا ضروری ہے اور باوضو ہونا شرط ہے۔

۲:... وضو کرنا:

اللہ کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے مکمل وضو کرے:

"یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا إِذَا قُمْتُمْ إِلَی الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَکُمْ وَأَیْدِیَکُمْ إِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُؤُوْسِکُمْ وَأَرْجُلَکُمْ إِلَی الْکَعْبَیْنِ۔"

(سورۃ المائدۃ: ۶)

ترجمہ: "ایمان والوں! جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہروں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لیا کرو اور اپنے سروں کا مسح کیا کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں سمیت دھو لیا کرو۔"

وضو کا طریقہ:

۱:... بہتر یہ ہے کہ ٹائیلٹ میں جا کر ناف سے نیچے کے اعضاء کو پانی سے دھوئیں۔

۲:... ہاتھوں کو صابن سے دھوئیں۔

۳:... وضو کی دل میں نیت کریں اور بِسْمِ اللّٰہِ پوری پڑھیں اور اللہ کا تعالیٰ کا شکر ادا کریں: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور کلمہ طیبہ پڑھیں۔

۴:... دونوں ہاتھ تین مرتبہ کلائی تک دھونا۔ انگلیوں میں خلال کرنا ہے۔ پہلے دایاں ہاتھ اور پھر بایاں ہاتھ۔

۵:... مسواک کرنا اور تین بار حلق تک پانی لے کر کلی کرنا ہے۔

۶:... تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالیں اور ہر مرتبہ بائیں ہاتھ کی کی چھوٹی انگلی نتھنوں میں ڈال کر صاف کرنا۔

۷:... تین مرتبہ منہ اس طرح دھونا کہ پیشانی کے بالوں سے لے کر تھوڑی سے نیچے تک اور اِدھر اُدھر دونوں کانوں کی لو تک منہ دھل جائے۔ ایک مرتبہ ڈاڑھی کا خلال کریں۔

۸:... کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھوئیں۔ پہلے داہنا ہاتھ تین مرتبہ دھوئیں اور بایاں ہاتھ تین مرتبہ دھوئیں۔

۹:... دونوں ہاتھ پانی سے تر کر کے سر کا مسح کریں۔ کانوں کا مسح کریں اور گردن کا مسح کریں۔

۱۰:... پہلے دایاں پیر تین مرتبہ ٹخنوں سمیت دھوئیں اور پھر بایاں پیر ٹخنوں سمیت تین مرتبہ دھوئیں۔ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنا ہے۔

وضو کے درمیان کی دعا:

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ۔"

ترجمہ: "اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے قبر کے گھر کو وسیع فرما اور میرے رزق میں برکت دے۔"

وضو کے بعد کی دعائیں

پہلی دعا

"أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔"

دوسری دعا، وضو کے بعد استغفار کرنا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص وضو کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

"سبحانك اللّٰهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرك وأتوب إليك۔"

(طبرانی ونسائی)

تو یہ الفاظ ایک مہر شدہ لفافے میں محفوظ کر کے عرش کے نیچے رکھ دیے جائیں گے پھر قیامت تک اس کی مہر نہ توڑی جائے گی۔ ان کی مہر قیامت کے دن کھلے گی اور اس دن یہ کلمات پڑھنے والے کو کام دیں گے۔

نوٹ: یہ دعائیں بغیر ہاتھ اُٹھائے پڑھیں

وضو کے دوران مسواک کرنے کے فوائد

"السواك مطهرة للفم ومرضاة للرب۔"

ترجمہ: "مسواک منہ صاف کرنے والی اور رب کو راضی کرنے والی ہے۔"

مسواک:

۱:... موت کے علاوہ ہر بیماری کے لیے شفا ہے۔

۲:... انسان کو جلد بوڑھا نہیں ہونے دیتی ہے۔

۳:... قوت باصرہ تیز ہوتی ہے۔

۴:... پل صراط کی دشواری سہل ہوتی ہے۔

۵:... معدہ قوی ہوتا ہے۔

۶:... موت کے وقت روح آسانی سے نکلتی ہے۔

۷:... نماز باجماعت کا مسواک کر کے ۷۰ گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔

۸:... موت کے وقت کلمہ شہادت یاد رہے گا۔

وضو کو بہت اچھی طرح سے کرنا چاہیے۔ اعضائے وضو کا کوئی حصہ خشک نہ رہے۔ ایک حدیث عرض ہے: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ سید عالم ﷺ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ قیامت کے دن ساری امتوں کے درمیان جو حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر آپ کی امت تک آئیں تھیں اپنی امت کو کس طرح پہچانیں گے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ وضو کہ اثر سے ان کے چہرے روشن ہوں گے اور ان کے ہاتھ پاؤں سفید ہوں گے۔ ان کے علاوہ اور کوئی اس حال میں نہ ہوگا اور ان کے اعمال نامے داہنے ہاتھ میں ہوں گے اور ان کی ذریت ان کے آگے دوڑتی ہو گی۔

آپ کو اس حدیث کے پیش نظر وضو بہت اچھے طریقے سے ادا کرنا چاہیے۔

غسل کا طریقہ

غسل کی نیت کرے:

۱:... استنجا کرے۔

۲:... نہانے کی جگہ پر آکر ناف سے نیچے کا حصہ اچھی طرح دھوئے۔

۳:... شیمپو سے سارے بدن کو دھوئے۔

۴:... وضو کرے۔ کلی کرتے وقت حلق تک پانی لے جائے اور غرارے کرے۔ ناک میں جہاں تک نرم جگہ ہے وہاں تک پانی لے جائے۔ پاؤں ابھی نہ دھوئے۔

۵:... تین بار سر پر پانی ڈالے۔

۶:... تین بار داہنے کندھے پر پانی ڈالے اور تین بار بائیں کندھے پر پانی ڈالیں، جسم کا کوئی بھی حصہ سوکھا نہ رہے۔

۸:... آخر میں پاؤں دھوئے۔

تیمّم کا طریقہ:

اگر پانی میسر نہ ہو یا وضو کرنے کی جگہ جانے کی صلاحیت نہ ہو۔ وضو کرنے / غسل کا تیمّم ایک ہی ہے۔

۱:... تیمّم کی نیت کرے۔

۲:... دونوں ہاتھ کی ہتھیلیوں کو انگلیوں سمیت پاک مٹی پر مارے۔

۳:... پھر ہاتھ جھاڑ کر تمام منہ پر ملے۔

۴:... پھر دوبارہ مٹی پر ہاتھ مار کر ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تک ملے اور انگلیوں کا بھی خلال کرے۔

۵:... پانی ملنے اور صلاحیت آجانے پر غسل اور وضو کرنا ضروری ہے۔

مختلف نمازیں اور ان کی رکعتیں

وقت کی فرض نماز	سنت مؤکدہ	سنت غیر مؤکدہ	فرض	سنت مؤکدہ	سنت غیر مؤکدہ	تراویح رمضان	نفل	وتر	نفل
فجر	۲	-	۲	-	-	-	-	-	-
ظہر	۴	-	۴	۲	-	-	۲	-	-
عصر	-	۴	۴	-	-	-	-	-	-
مغرب	-	-	۳	۲	-	-	۲	-	-
عشاء	-	۴	۴	۲	-	-	۲	۳	۲
جمعہ	۴	-	۲	۴+۲	-	-	۲	-	-
عشاء رمضان	-	۴	۴	۲	-	۲۰	۲	۳	۲

نفل نمازیں

اشراق: ۲ | چاشت : ۱۲-۲ | اوّابین : ۶=۲×۳

تہجد : ۸=۲×۴ | صلوٰۃ التسبیح: ۴ | تحیۃ الوضوء: ۲

تحیۃ المسجد: ۲

قصر: ۴۸ میل یا زیادہ کا سفر اور ۱۵ دن سے کم قیام

وقت کی فرض نماز	سنت مؤکدہ	سنت غیر مؤکدہ	فرض	سنت مؤکدہ	سنت غیر مؤکدہ	تراویح رمضان	نفل	وتر	نفل
فجر	۲	ـ	۲	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ
ظہر	۴	ـ	۲	۲	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ
عصر	ـ	ـ	۲	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ
مغرب	ـ	ـ	۳	۲	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ
عشاء	ـ	ـ	۲	۲	ـ	ـ	ـ	۳	ـ
جمعہ	ـ	ـ	۲	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ

نوٹ: اگر مسافر دوران سفر کہیں پندرہ دنوں سے کم قیام کرتا ہے تو سنت مؤکدہ بھی پڑھے گا!

نماز پڑھنے کا طریقہ

۱:... نیت کرنا فرض ہے۔ نیت دل کے ارادہ کا نام ہے۔ رکعت کے نمبر۔ رکعات کی نوعیت (فرض، سنت، وتر، نفل وغیرہ)۔ نماز کی نوعیت (فجر سے ظہر، عصر، مغرب، عشاء، تہجد وغیرہ)۔ تنہا یا امام کے پیچھے۔ قبلہ کی طرف منہ واسطے اللہ تعالیٰ کے۔ مثال کے طور پر اگر دو رکعت فرض پڑھ رہے ہیں تو اس کے لحاظ سے نیت کی جائے گی۔

۲:... نیت کرکے دونوں ہاتھ کھول کر کانوں کی لو تک لاتے ہیں اس طرح کہ ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور تکبیر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ہاتھوں کو (احناف کے نزدیک) ناف کے نیچے اس طرح باندھتے ہیں کہ الٹے ہاتھ کے اوپر سیدھا ہاتھ ہو اور سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے سے اور چھوٹی انگلی سے الٹے ہاتھ کو گرفت میں لیا ہوا ہو اور بیچ کی تین انگلیاں سیدھی ہوں۔ ۳:... ثناء پڑھی جائے گی۔

ثناء

"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ۔"

ترجمہ:"اے اللہ! ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرا نام بہت برکت والا ہے اور تیری بزرگی بہت برتر ہے اور تیرے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں۔"

تعوذ

"أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔"

ترجمہ:" میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں شیطان مردود سے۔"

تسمیہ

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔"

ترجمہ:" اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔"

۴:... اگر امام کے پیچھے ہیں تو احناف کے نزدیک مقتدی کو خاموش رہنا ہے۔

اگر اکیلے پڑھ رہے ہیں تو ہلکی آواز میں ہونٹوں سے پڑھی جائے گی۔

(سرّی جیسے ظہر وعصر کی نمازوں میں اور جہری جیسے عشاء ومغرب کی نمازوں میں دو رکعتوں کے بعد جماعت میں پڑھنے والوں کو "إقرأ فی نفسك" یعنی تسمیہ اور سورہ فاتحہ دل میں پڑھیں تاکہ نماز میں اللہ کی طرف توجہ برقرار رہے۔)

سورۂ فاتحہ یا الحمد شریف

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ O الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ O اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ O اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ O صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ O غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ"(آمین)

ترجمہ:"ہر قسم کی تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ روزِ جزا کا مالک ہے (اے اللہ!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو سیدھے راستے پر چلا ایسے لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام فرمایا ہے نہ ان کے راستے پر جن پر تیرا غصہ ہوا اور نہ گمراہوں کے راستے پر چلا!"

۵:... اگر اکیلے نماز پڑھ رہے ہیں تو سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھی جائے گی اور اگر امام کے پیچھے ہیں تو خاموش رہیں گے۔

۶:...امام کے ساتھ یا اکیلے اَللّٰہُ اَکبر کہہ کر رکوع میں جائیں گے۔ تین، پانچ یا سات مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم پڑھیں گے۔

۷:... اگر امام کے پیچھے ہیں تو امام "سمع اللہ لمن حمدہٗ" کہے گا اور مقتدی "ربنا لك الحمد" کہہ کر سیدھے کھڑے ہو جائیں گے۔ اگر اکیلے نماز پڑھ رہے ہیں تو پہلی والی تسمیع کہہ کر کھڑے ہو جائیں گے۔ اور کھڑے ہو کر "ربنا لک الحمد" کہیں گے۔

۸:... امام کے پیچھے یا اکیلے ہوں تو "اَللّٰہُ اَکبر" کہہ کر سجدہ کی حالت میں جائیں گے۔ تین، پانچ یا سات مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْأَعْلٰی" کہیں گے۔

۹:..." اَللّٰہُ اَکبر" کہہ کر بیٹھ جائیں گے۔ تھوڑا سا وقفہ دے کر پھر "اَللّٰہُ اَکبر" کہہ کر دوسرے سجدے میں جائیں گے۔ اسی طرح "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْأَعْلٰی" پڑھیں گے۔

۱۰:..." اَللّٰہُ اَکبر" کہہ کر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو جائیں گے۔ اب دوسری رکعت میں تعوذ نہیں ہے۔ صرف تسمیہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھی جائے گی۔

۱۱:... سورہ فاتحہ دل میں اگر امام کے پیچھے ہیں پڑھیں گے اور جیسے پہلی رکعت پڑھی تھی، اسی طرح دوسری رکعت بھی پڑھیں گے۔

۱۲:... دوسری رکعت کے دو سجدے مکمل کرنے کے بعد بیٹھ جائیں اور التحیات پھر درود شریف اور دعا پڑھ کر پہلے داہنے جانب اور پھر بائیں جانب سلام کر دیں۔

تشہد یا اَلتَّحِیَّات

"اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ
وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ أَیُّهَا
النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُهٗ
اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ
الصَّالِحِیْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہُ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ۔"

ترجمہ:" تمام قولی عبادتیں اور تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کے ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں سلام ہو تم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر گواہی دیتا ہوں میں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں میں کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

التحیات کے کلمات وہ ہیں حضور محمد ﷺ کے معراج میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکالمات میں دونوں سے ادا ہوئے تھے۔ مسلمان جب نماز ادا کرتے ہیں تو یہ الفاظ ادا کرتے ہیں۔اسی کو حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ:"الصلوٰۃ معراج المؤمنین۔" ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں سجدہ ریز ہوتے جائیں اور عروج پر عروج حاصل کرتے جائیں ، یعنی بلندی حاصل کرتے جائیں۔

درود شریف

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ
وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔"

ترجمہ: "اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر جیسے کہ رحمت نازل فرمائی تو نے ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر بیشک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور اُن کی آل پر جیسے برکت نازل فرمائی تو نے ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی آل پر بیشک تو تعریف کا مستحق بزرگی والا ہے۔"

درود شریف کے بعد کی دعاء

"رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ
وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ
وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔"

ترجمہ: "اے میرے پروردگار مجھ کو نماز کا پابند بنادے اور میری اولاد کو بھی اے میرے پروردگار میری دعا قبول فرما اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور سارے مسلمانوں کو بخش دے اس روز جبکہ (عملوں کا) حساب ہونے لگے۔"

سلام

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ۔"

ترجمہ: "سلام ہو تم پر اور اس کی رحمت۔"

نماز کے بعد کی دعاء

"اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔"

ترجمہ: "اے اللہ! تو ہی سلامتی دینے والا ہے اور تیری طرف سے سلامتی (مل سکتی) ہے۔ بہت برکت والا ہے تو اے عظمت اور بزرگی والے۔"

۱۳:... التحیات پڑھتے وقت "أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ" پر پہنچیں تو سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور انگلیوں کا حلقہ بنا لیا جائے اور جب "لَا إِلٰهَ" کہیں تو کلمہ کی انگلی (پہلی انگلی) اوپر اٹھادیں اور جب "إِلَّا اللهُ" کہیں تو اس کو جھکادیں۔

۱۴:... اگر چار فرض پڑھ رہیں ہیں تو التحیات کے آخری الفاظ عبدہ ورسولہ کہہ کر کھڑے ہوجائیں اور فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں کھڑے ہو کر صرف سورہ فاتحہ پڑھنا ہے۔ چوتھی رکعت کے سجدے کے بعد التحیات درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام دونوں طرف کر لیں گے۔

فرض نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھنا ہے۔ فرضوں کے علاوہ ہر نماز میں سورہ فاتحہ کے علاوہ کوئی سورت بھی پڑھنا ہے۔ جماعت سے پڑھنے کی صورت میں خاموش رہنا ہے۔

۱۵:... نمازِ وتر میں سورہ فاتحہ اور تکبیر کہنے کے بعد (تیسری رکعت میں) "اللهُ أكبر" کہتا ہوا کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھالے پھر ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت پڑھے۔ اس کے بعد رکوع میں جائے اور بقیہ نماز پوری کرے۔

دعائے قنوت

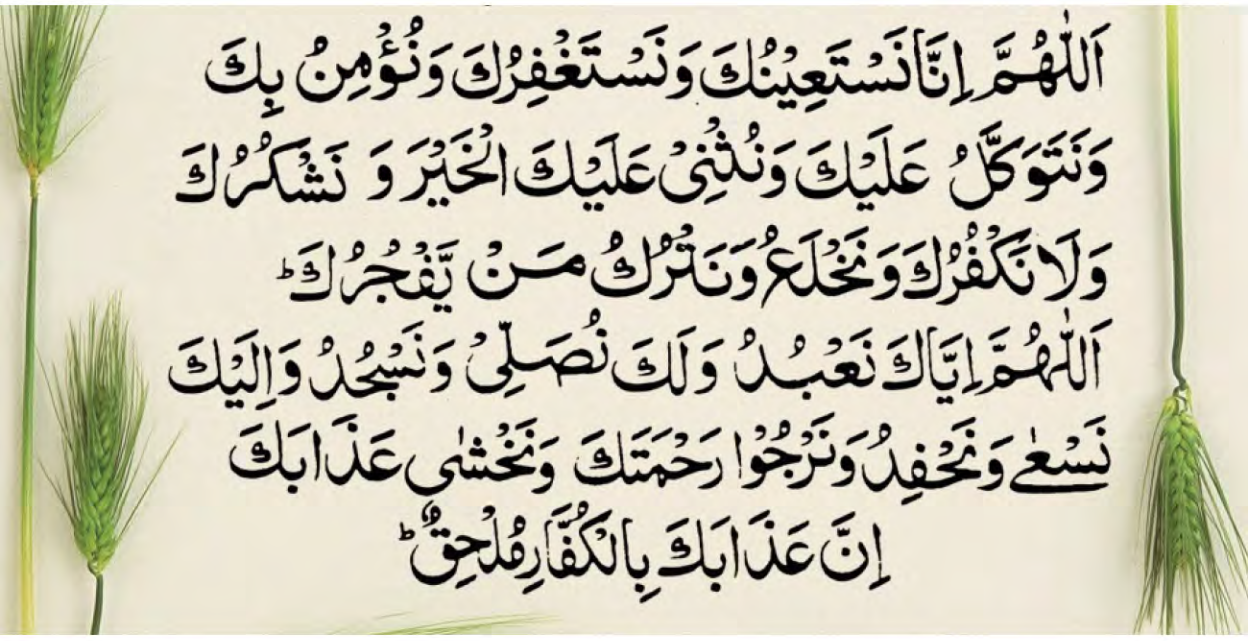

ترجمہ: ”الٰہی! ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے معافی مانگتے ہیں اور تجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور تیری بہت اچھی تعریف کرتے ہیں اور تیرا شکر کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے۔ اور الگ کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے۔ الٰہی! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے ہیں اور جھپٹتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔“

حدیث:

فرمایا رسول اکرم ﷺ نے جو شخص وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ تین بار یوں ہی فرمایا، لہٰذا وتر کو کبھی نہ چھوڑیں۔

آداب نماز

۱:... نماز پڑھتے وقت ادھر اُدھر نہ دیکھا جائے۔ کھڑے ہونے کے وقت سجدہ کی جگہ جہاں پیشانی ٹیکتے ہیں دیکھا جائے۔ رکوع میں پیروں کی انگلیوں کے اوپر حصے پر نظر رہے۔ اور بیٹھتے وقت اپنی گود میں نظر رکھیں۔

۲:... نیت کر کے تکبیر کہنا۔ رکوع میں جانا۔ رکوع سے کھڑے ہونا۔ سجدوں میں جانا اور بیٹھنا اور سلام پھیرنا۔ ہر کام امام کے بعد کرنا ہے۔ اس سے پہلے کوئی کام نہیں کرنا ہے۔

۳:... رکوع کی حالت میں دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑ لیں اور سر اور پوری پیٹھ کو ایک سیدھ میں رکھیں۔

۴:... کھڑے سے سجدے میں جانے کے لیے پہلے دونوں گھٹنے زمین پر رکھیں پھر دونوں ہاتھ رکھیں پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں پہلے ناک، پھر پیشانی زمین پر رکھیں۔ پہلے سجدے سے اٹھ کر سیدھے تھوڑی دیر بیٹھیں اور پڑھیں:

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ۔"

۵:... سجدے میں جاتے وقت اور سجدے سے کھڑے ہوتے وقت دونوں ہاتھ زمین پر نہ ٹیکیں۔ (معذور اور مریض کے لیے گنجائش ہے۔)

۶:... سجدے کے وقت ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوئی اور آپس میں ملی ہوئی ہوں اور ان کا رخ قبلے کی طرف ہو۔ پیٹ کو رانوں سے اور بازو کو بغل سے جدا رکھنا ہے۔

۷:... دو سجدوں کے درمیان اور سجدوں کے بعد بیٹھتے وقت بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں اور داہنا پاؤں کھڑا رکھیں اور ان کی انگلیوں کو اس طرح موڑ لیں کہ ان کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور دونوں ہاتھ ران پر رکھیں کہ ان کا رخ قبلہ کی طرف ہو۔

۸۔ نماز میں خشوع قائم رکھنا ایک بنیادی عمل ہے۔ اس کے معنی اللہ تعالیٰ سے ڈر، خوف اور امید دل میں رکھنا ہے۔ یہ ہر عمل کی روح ہے۔ سورہ بقرہ کی آیت نمبر: ۴۳ سے آیت نمبر: ۴۶ اس کی عمل کی وضاحت کرتی ہے جو کہ ذیل میں دی ہوئی ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَ أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ(۴۳)

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ(۴۴) وَ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۙ(۴۵)

اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ اَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ع(۴۶)

ترجمہ:" اور قائم رکھو نماز، اور دیا کرو زکاۃ، اور جھکو نماز میں جھکنے والوں کے ساتھ۔ کیا زکوٰۃ حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو اپنے آپ کو اور تم تو پڑھتے ہو کتاب۔ پھر کیوں نہیں سوچتے ہو۔ اور مدد چاہو صبر سے اور نماز سے۔ اور البتہ وہ بھاری ہے مگر انہیں عاجزوں پر جن کو خیال ہے کہ وہ روبرو ہونے والے ہیں اپنے رب کے اور ان کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔" (سورہ بقرہ آیت نمبر ۴۳ تا نمبر ۴۶)

خلاصۂ تفسیر

اور قائم کرو تم لوگ نماز کو (یعنی مسلمان ہو کر) اور دو زکوٰۃ کو اور عاجزی کرو عاجزی کرنے والوں کے ساتھ (علماء بنی اسرائیل کے اقارب مسلمان ہو گئے تھے جب ان سے گفتگو ہوتی تو خفیہ طور پر یہ علماء ان سے کہتے تھے کہ بے شک محمد ﷺ رسول برحق ہیں۔ ہم لوگ تو کسی مصلحت سے مسلمان نہیں ہوتے مگر تم اس مذہب اسلام کو نہ چھوڑنا۔ اسی بنا پر حق تعالیٰ نے فرمایا) کیا غضب ہے کہ کہتے ہو اور لوگوں کو نیک کام کرنے کو (یعنی رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے اور اطاعت کرنے کو) اور اپنی خبر نہیں لیتے حالاں کہ تم تو تلاوت کرتے رہتے ہو کتاب (یعنی توریت کی جس میں جا بجا ایسے عالم بے عمل کی مذمتیں مذکور ہیں) تو پھر کیا تم بھی نہیں سمجھتے۔ اور مدد لو (یعنی اگر تم کو حبّ مال اور حبّ جاہ کی وجہ سے ایمان لانا دشوار معلوم ہوتا ہو تو مدد لو) صبر اور نماز سے (یعنی ایمان لا کر صبر اور نماز کا التزام کرو تو یہ حبّ مال وجاہ دل سے نکل جائے گی اور اگر کوئی کہے کہ خود نماز اور صبر کا التزام بہت دشوار ہے تو سن لے کہ) اور بے شک وہ نماز دشوار ضرور ہے مگر جن کے قلوب میں خشوع ہو ان پر کچھ دشوار نہیں ہے۔

خاشعین وہ لوگ ہیں جو خیال رکھتے ہیں اس کا کہ وہ بے شک ملنے والے ہیں اپنے رب سے اور اس بات کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف واپس جانے والے ہیں (تو اس وقت اس کا حساب کتاب بھی دینا ہوگا۔ ان دونوں خیالوں سے رغبت بھی پیدا ہوگی اور خوف بھی اور یہی دو چیزیں ہر عمل کی روح ہیں۔)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ہر ایک کی اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی ہوگی اور آدمی کے قدم اس وقت تک محاسبہ کی جگہ سے نہیں ہٹ سکتے جب پانچ سوالوں کا معقول جواب نہ دے دے:

۱:... اپنی عمر کس کام میں خرچ کی؟ ۲:... اپنی جوانی کس چیز میں خرچ کی؟ ۳:... مال کہاں سے کمایا؟ ۴:... مال کہاں خرچ کیا؟ ۵:... اور اپنے علم پر کیا عمل کیا؟ ان چیزوں کو دل میں رکھنے سے اللہ سے ڈر اور خوف پیدا ہوگا اور اللہ کی ذات اقدس سے رحم اور عفو کی امید رکھتے ہوئے نمازی کے دل میں خشوع پیدا ہوگا۔

۹:... فجر، مغرب اور عشاء کی دو رکعتوں میں امام کے لیے سورہ فاتحہ اور اس کے بعد سورت بلند آواز میں پڑھنا واجب ہے۔ مقتدی خاموش رہیں گے۔

۱۰:... اگر اکیلے نماز پڑھ رہے ہیں تو اتنی آہستگی سے پڑھیں کہ آپ کے برابر والا بھی سکون سے نماز پڑھ سکے۔

۱۱:... آپ کے کپڑے کا نیچے کا حصہ ٹخنوں سے اوپر ہو۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ٹخنوں کے نیچے کا جتنا حصہ کپڑے سے ڈھکا ہوا ہوگا وہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔ موزے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

حدیث ہے: "إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ مُسْبِلِ إِزَارٍ۔" (أبو داود)

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں فرماتے جو اپنے پاجامہ یا تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکائے رکھتا ہے۔"

۱۲:... رکوع اور سجود اچھی طرح ادا کرنا چاہیے۔

"أَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِيْ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهٖ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهٖ۔ قَالَ: لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا۔"

ترجمہ: "سب سے بڑا چور وہ ہے جو نماز میں چوری کرے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ نماز میں وہ کس طرح چوری کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: رکوع اور سجود کو پوری طرح ادا نہیں کرتا۔"

نماز کے فرائض

شرائطِ نماز

نماز کے لیے ۱۶ چیزیں فرض ہے۔ جن میں ۹ (چیزیں) فرائضِ نماز سے خارج ہیں، ان کو شرائطِ نماز کہتے ہیں۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱:... تمام بدن کا پاک ہونا، ۲:... کپڑوں کا پاک ہونا، ۳:... نماز کی جگہ کا پاک ہونا، ۴:... ستر ڈھانکنا، ۵:... وقت پر نماز پڑھنا، ۶:... قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا، ۷:... نیت کرنا، ۸:... نماز جمعہ میں خطبہ سننا، ۹:... جمعہ اور عیدین جماعت سے پڑھنا۔

ارکانِ نماز:

سات جو نماز کے اندر داخل ہیں:

۱:... تکبیر تحریمہ یعنی نیت کرنے کے بعد اللہ اَکبر کہنا، ۲:... قیام یعنی بغیر سہارے کے کھڑا ہونا، ۳:... قراءت یعنی کم از کم ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں یا ایک چھوٹی سورت پڑھنا، ۴:... رکوع کرنا، ۵:... سجدہ کرنا، ۶:... قعدہ آخیرہ (جس میں سلام پھیرتے ہیں) کرنا، ۷:... اپنے ارادے سے نماز ختم کرنا۔

اگر ان میں سے کوئی چیز بھول کر یا جان کر رہ جائے نماز نہ ہوگی۔ دوبارہ پڑھنا ہوگی۔

واجبات نماز:

نماز میں ۱۴ واجبات ہیں:

۱:... سورہ فاتحہ کا پڑھنا،۲:... اور اس کے ساتھ کوئی سورت ملانا،۳:... فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں قراءت کرنا،۴:... الحمد کو سورت سے پہلے پڑھنا،۵:... رکوع کر کے سیدھا کھڑا ہونا،۶:... دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا،۷:... قعدہ کرنا، ۸:... التحیات پڑھنا،۹:... لفظِ سلام سے نماز ختم کرنا،۱۰:... ظہر وعصر کی نماز میں قراءت آہستہ پڑھنا،۱۱:... امام کے لیے فجر اور مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اور جمعہ وعیدین اور تراویح کی سب رکعتوں میں قراءت بلند آواز سے پڑھنا،۱۲:... وتر میں دعائے قنوت پڑھنا،۱۳:... دعائے قنوت سے پہلے تکبیر کہنا،۱۴:... عیدین میں چھ زائد تکبیریں کہنا۔

واجبات میں سے کوئی بھول کر چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا اور اگر قصدا چھوڑ دینے سے نماز دوبارہ پڑھنا واجب ہوتا ہے۔

مفسدات نماز:

ان چیزوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یعنی ٹوٹ جاتی ہے خواہ قصدا یا بھول کر سرزد ہو جائے۔

۱:... بات کرنا خواہ تھوڑی ہو،۲:... سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا،۳:... چھینکنے والے کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہنا،۴:... رنج کی خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پورا یا تھوڑا سا پڑھنا یا اچھی خبر سن کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا یا سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا،۵:... دکھ تکلیف کی وجہ سے آہ یا اف کرنا،۶:... اپنے امام کے سوا دوسرے کو لقمہ دینا،۷:... قرآن شریف یا آئی پیڈ یا فون دیکھ کر نماز میں پڑھنا،۸:... ایک ساتھ دونوں ہاتھوں سے کوئی کام کرنا،۹:... نماز پڑھنے میں ایسی غلطی کرنا جس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے،۱۰:... قصدا یا بھول کر کچھ کھانا پینا،۱۱:... قبلہ سے منہ کا پھر جانا،۱۲:... درد یا مصیبت کی وجہ سے رونا کہ آواز میں حروف نکل جائیں،۱۳:... نماز میں ایسی آواز سے ہنسنا جسے کم از کم خود سن لے،۱۴:... امام سے آگے بڑھ جانا۔

نماز کی سنتیں:

۱:... تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو دونوں ہاتھوں کا کانوں کی لو تک اٹھانا۔

۲:... مردوں کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا۔

۳:... ثنا آخر تک پڑھنا۔

۴:... أَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ پوری پڑھنا۔

۵:... ایک رکن سے دوسرے میں منتقل ہوتے وقت أَللّٰہُ أَکْبَرُ کہنا۔

۶:... رکوع سے اٹھتے ہوئے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور مقتدی کو رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنا۔

۷:... رکوع میں سبحان ربی العظیم کم از کم تین مرتبہ کہنا۔

۸:... سجدہ میں سبحان ربی الأعلی کم از کم تین مرتبہ کہنا۔

۹:... دونوں سجدوں کے درمیان اور التحیات کے لیے مردوں کو بائیں پاؤں پر بیٹھنا اور سیدھا پاؤں کھڑا کرنا۔

۱۰:... درود شریف پڑھنا۔

۱۱:... درود شریف کے بعد دعا پڑھنا۔

۱۲:... سلام کے وقت دائیں بائیں منہ کا رخ کرنا۔ سلام میں فرشتوں، مقتدیوں اور نیک جنات جو حاضر ہوں ان کی نیت کرنا۔

نماز کے مستحبات:

۱:... اگر چادر اوڑھے ہوئے ہوں تو نیت کرتے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھانے کے لیے چادر سے ہاتھ باہر نکالنا۔

۲:... جہاں تک ممکن ہو کھانسی کو روکنا۔

۳:... جمائی آئے تو منہ کو بند رکھنا۔

۴:... کھڑے ہونے کی حالت میں سجدہ کی جگہ اور رکوع میں قدموں پر اور سجدے میں ناک پر اور قعدہ میں گود پر اور سلام میں کندھوں ہر نظر رکھنا۔

۵:... رکوع اور سجدے میں تین مرتبہ یا زائد طاق عدد میں تسبیح پڑھنا۔

۶:... رکوع میں انگلیوں کا کشادہ رکھنا۔ سجدہ میں ملا کر رکھنا اور قعدہ میں سیدھا رکھنا۔

عورتوں کے بعض خاص احکام کا ذکر

اوپر جو احکام لکھے گئے ہیں ان میں اکثر ایسے ہیں جو مردوں اور عورتوں کے لیے یکساں ہیں لیکن بعض احکام میں شریعت نے مردوں اور عورتوں میں فرق رکھا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱:... تکبیر تحریمہ میں عورت کو اپنے شانے تک ہاتھ اٹھانے چاہییں اور مردوں کو کانو تک۔

۲:... عورت ہاتھ سینے پر باندھے اور مرد ناف کے نیچے۔

۳:... عورت رکوع میں کم جھکے اور مرد زیادہ جھک کر کمر اور سر کو سیدھا رکھے۔

۴:... عورت رکوع میں انگلیوں کو کشادہ نہ رکھے اور مرد کشادہ رکھے۔

۵:... عورت رکوع میں ہاتھ پر سہارا نہ دے مرد سہارا دے کر رکوع کرے۔

۶:... عورت رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنے پر رکھ لیں اور مرد گھٹنوں کو مضبوط پکڑ لے۔

۷:... عورت سجدے میں سمٹی رہے۔ مرد اعضائے جسم کو کشادہ رکھے۔

۹:... عورت سجدے میں ہاتھ زمین پر کھلا رکھے۔ مرد کھلا نہ رکھے۔

۱۰:... قعدہ میں اپنے دونوں پاؤں کو داہنی طرف کر کے بیٹھے۔ مرد اپنے داہنے پاؤں کو کھڑا رکھے اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھے۔

۱۱:... عورتوں کو کسی بھی وقت بلند آواز سے قراء ت کرنے کا اختیار نہیں ہے بلکہ آہستہ آواز سے قراء ت کریں اور مردوں کے لیے بعض حالات میں بلند آواز سے قراء ت کرنا واجب ہے اور بعض حالات میں جائز ہے۔

مکروہات نماز:

یہ چیزیں نماز میں مکروہ ہیں:

۱:... کمر پر ہاتھ رکھنا۔

۲:... آستین سے باہر ہاتھ نکالنا۔

۳:... کپڑے کو سمیٹنا۔

۴:... جسم یا کپڑے سے کھیلنا۔

۵:... انگلیاں چٹخانا۔

۶:... دائیں بائیں گردن موڑنا۔

۷:... مرد کو جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا۔

۸:... انگرائی لینا۔

۹:... کتے کی طرح بیٹھنا۔

۱۰:... مرد کو سجدے میں ہاتھ زمین پر بچھانا۔

۱۱:... سجدے میں مردوں کو پیٹ سے رانوں کو ملانا۔

۱۲:... بغیر عذر کے پاؤں آگے ایک دوسرے میں لپیٹ کر(آلتی پالتی مار کر) بیٹھنا۔

۱۳:... صف سے علیحدہ تنہا کھڑا ہونا۔

۱۴:... سامنے یا کپڑوں میں تصویر کا بنا ہوا ہونا۔

۱۵:... کندھے پر چادر یا کوئی کپڑا لٹکانا۔

۱۶:... پیشاب پائخانہ یا زیادہ بھوک کا تقاضہ ہوتے ہوئے نماز پڑھنا۔

۱۷:... سر کھول کر نماز پڑھنا۔ یہ کراہت مرد کے لیے۔ عورت سر کھولے گی تو نماز نہ ہوگی۔

۱۸:... آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا۔

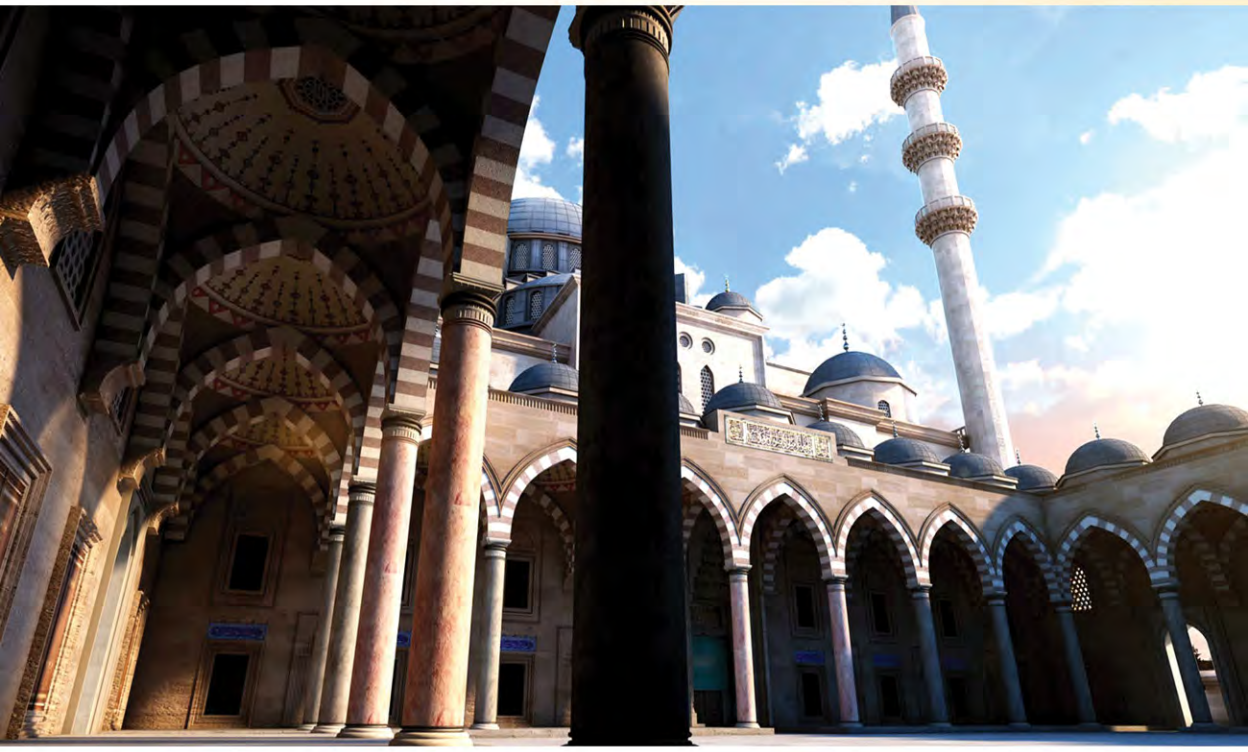

سجدہ سہو:

کسی واجب کے چھوٹ جانے یا واجب یا فرض میں تاخیر یعنی دیر ہو جانے یا کسی فرض کو دوبارہ ادا کر دینے سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے اور اس سے بھول کی تلافی ہو جاتی ہے۔ اگر قصدا ایسا کرے تو سجدہ سہو سے کام نہ چلے گا بلکہ نماز کا دہرانا لازم ہو گا۔ اگر کوئی فرض چھوٹ جائے تو اس کی تلافی سجدہ سہو سے نہ ہو گی۔

طریقہ سجدہ سہو:

سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ آخری رکعت میں پوری التحیات پڑھ کر صرف داہنی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے۔ ہر مرتبہ سجدے میں جاتے ہوئے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور دونوں سجدے کر کے بیٹھ جائے اور دوبارہ پوری التحیات پڑھے۔ اس کے بعد درود شریف اور دعا پڑھے۔ پھر دونوں طرف سلام پھیر دے۔

آدابِ مسجد:

۱:... جب آدمی نماز پڑھنے کے لیے وضو کرتا ہے تو جسم کے اعضاء دھونے سے اس کے گناہ بھی نکل جاتے ہیں جو اس نے پچھلے وضو سے اب تک کیے ہوں اس لیے وضو بہت اچھے طریقے سے کرنا چاہیے۔

۲:... جب وہ جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے گھر سے مسجد آتا ہے تو جتنے قدموں کے برابر مسجد میں آتا ہے اس کے ہر قدم کے حساب سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

۳:... مسجد میں داخل ہوتے وقت دعا پڑھیں اور دایاں پاؤں اندر لے جائیں

"بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ۔
اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔"

ترجمہ: "اللہ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ پر صلاۃ وسلام ہو۔ اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجیے۔"

۴:... اور مسجد سے باہر نکلتے وقت یہ دعا پڑھیں:

"بِسْمِ اللهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ۔
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔"

ترجمہ: "اللہ کے نام اور رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام ہو۔ یا اللہ میں آپ سے آپ کے فضل کا سوال کرتا ہوں۔"

اور یہ بھی دعا پڑھیں:

"اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ۔"

ترجمہ: "یا اللہ مجھے شیطان سے بچائیے۔"

۵:... تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد:

یہ دو نفل وضو کے وضو اچھی طریقے کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ جہاں بھی وضو کریں دو نفل تحیۃ الوضو کے پڑھیں۔ اس بات کا خیال رکھے مکروہ وقت نہ ہو۔ اسی طرح مسجد میں داخل ہونے کے بعد اگر اس کے پاس وقت ہو تو دو نفل تحیۃ المسجد ضرور پڑھیے۔ ان نوافل کی بہت فضیلت آئی ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے جوتوں اور چلنے کی آواز حضور ﷺ نے جنت میں سنی جب آپ معراج پر تشریف لے گئے تھے۔ واپس آنے کے بعد آپ کے پوچھنے پر اپنا خاص عمل یہ دونوں نوافل پڑھنے کا بتایا۔

۶:... جماعت کے فضائل:

"عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ: صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً۔"

ترجمہ: "حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جماعت کی نماز اکیلے نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ہوتی ہے۔"

ایک بار آپ نے فرمایا: جو لوگ جمعہ میں اور نمازوں میں جماعت میں بغیر کسی عذر کے شریک نہیں ہوتے میرا جی چاہتا ہے کہ ان کے گھروں میں آگ لگا دوں۔

۷:... امامت کا بیان:

امام کے معنی سردار اور مقتدی کے معنی پیچھے چلنے والے کے ہیں۔ امامت کے لیے سب سے بہتر ہے جو قرآن وسنت کا عالم ہو اور نماز کے احکام ومسائل سے اچھی طرح واقفیت رکھتا ہو۔ اچھا قرآن پڑھنے والا ہو اور پرہیزگار ہو۔ اور پھر وہ شخص جو عمر میں سب سے بڑا ہو۔

۸:... صفیں سیدھی رکھنا اور دو آدمیوں کے درمیان بالکل جگہ نہ ہونا:

"وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ إِنِّیْ لَأَرَی الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِ کَأَنَّہَا الْحَذَفُ۔" (ابو داود)

ترجمہ: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ تحقیق دیکھتا ہوں شیطان کو داخل ہوتا ہے صف کے شگافوں میں گویا وہ سیاہ بچہ ہے بکری کا۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رَصُّوْا صُفُوْفَکُمْ یعنی "اپنی صفیں سیسہ پلائی دیوار کی طرح ملی ہوئی رکھو" یعنی آپس میں کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے رہو۔

اس وقت یہ ہوتا کہ کچھ لوگ اپنی چابیاں اور موبائل جیب سے نکال کر نیچے رکھ دیتے ہیں اور وہ اس جگہ سے اُن چیزوں کی وجہ سے نہیں ہٹتے جس کی وجہ سے لوگوں کے درمیان میں خلاء رہ جاتا ہے۔ بہتر سے سب چیزوں کو اپنی جیبوں میں رکھیں اس کے لیے قمیض، شلوار۔ ثوب میں میں دونوں طرف جیبیں لگوائیں۔ اگر شیطان اور اس کے نماز کے دوران خلل ڈالنے سے محفوظ ہونا چاہتے ہیں اور کندھوں سے دونوں طرف کندھا ملا کر نماز پڑھیں۔

۹:... کسی نمازی کے آگے سے گزرنا:

"لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مَا ذَا عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِيْنَ (خَرِيْفًا) خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ۔" (بخاری)

ترجمہ:" اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو والے کو یہ معلوم ہو جاتا کہ ایسا کر کے اس نے کتنا بڑا گناہ اپنے سر لیا ہے تو اس کو چالیس برس تک انتظار میں کھڑا رہنا بھلا معلوم ہوتا اس بات سے کہ نمازی کے سامنے سے گزرے۔"

کسی نمازی کے سامنے سے گزرنے کے لیے فاصلہ اس کی حد نظر ہے۔ اور وہ مفسرین کے خیال کے مطابق تین صفیں ہیں کہ آدمی تین صفوں کے فاصلے سے نمازی کے آگے سے گزر سکتا ہے ورنہ بڑے گناہ کا مرتکب ہوگا یا انتظار کر لے کہ نمازی اپنی نماز ختم کر لے۔

نماز کے بعد پڑھنے کے اذکار:

اسی حالت میں بیٹھے ہوئے

۱:... تین مرتبہ "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔"

۲:... تین مرتبہ "اَللّٰہُ أَکْبَرُ" اور ایک مرتبہ "اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ۔"

۳:... ایک مرتبہ آیت الکرسی (ایک حدیث کے مطابق جس شخص نے ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی اسے موت کے سوا کوئی چیز جنت میں جانے سے نہیں روک سکتی۔)

۴:... نمازِ فجر اور مغرب کی فرض نماز کے بعد اسی حالت میں بیٹھے ہوئے:

۱:... سات مرتبہ پڑھے "اَللّٰھُمَّ أَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ۔"

ترجمہ: "اے اللہ مجھے جہنم سے محفوظ فرما۔"

اگر اس کا انتقال فجر اور مغرب کے درمیان اور مغرب اور فجر کے درمیان ہوا تو انشاء اللہ وہ نارِ جہنم سے محفوظ رہے گا۔

۲:... "بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْأَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ دس مرتبہ پڑھے گا تو اس کے ہر مرتبہ پڑھنے کے بدلے دس نیکیاں اعمال نامے میں لکھی جائیں گی دس گناہ مٹائے جائیں گے اور وہ ہر بری چیز سے اور شیطان مردود سے محفوظ رہے گا اور شرک کے علاوہ کوئی گناہ اسے ہلاک نہ کر سکے گا اور وہ عمل میں سب لوگوں سے افضل رہے گا۔

۳:... ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ ۳۴ مرتبہ اللّٰہُ أَکْبَرُ ایک مرتبہ "أَشْھَدُ أَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔" (بیٹھنے کی حالت میں تبدیلی کر سکتے ہیں۔)

اس کے علاوہ اور بھی چیزیں پڑھنے کی ہیں۔ اس کے لیے کسی حدیث کی کتاب کا مطالعہ کریں۔

محمد عظیم قریشی

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

عمل مختصر اور جنت کا آسان راستہ

مکتبہ دار البلاغ

DESIGN BY
R-Design +92 334 2011 343